فہرست مضامین فتاویٰ امدادیہ معروف بہ فتاویٰ اشرفیہ جلد چہارم

کتاب ماتعلق بالتفسیر

دفع اشکال در بقاء ثمار جنت

سوال - الحمد للہ والمنۃ والصلوٰۃ والسلام علی خیر البریۃ وآلہ واصحابہ وسلم اما بعد فانی احقر عباد اللہ تعالیٰ امین الحق البکر مفوری الجہانگیر نگوی البتقالی مولداً والاسحاقی الجمالی تلمذاً والحنفی مذہباً اقول واعرض عند خدامکم انہ قد خطر خطرۃ ببالی ووقع خدشۃ ما اعلم حل عقدتہا ولیس عندی کتاب احقق فیہ ذلک فرجعت الیکم الجواب وھو ان الجنۃ ابدیۃ واثمارھا ایضاً ذلک فکیف اکلہا آدم علیہ السلام فی الجنۃ وماصار ابدیا وکیف نزلت معہ حنطۃ الجنۃ وصارت غیر ابدیۃ وما معنے الاکل والذوق فی قولہ تعالیٰ کلوا وذوقوا فان کان معناہ از دہان در شکم فرو بردن فلا یخلوان یکون منہضما اولا والاول یستلزم منہ ان یکون الابدی فانیا وھو خلاف ماقالوا من ان الجنۃ ابدیۃ اگر این خدشہ را مطابق قواعد اہل السنۃ والجماعۃ بالتفصیل ارقام نمودہ دلم راجمع نمایند ہر آئینہ عند اللہ ماجور باشند کہ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

الجواب - قال اللہ تعالیٰ اکلہا دائم وظلہا وقال تعالیٰ کلما رزقوا منہا من ثمرۃ رزقا قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابہا دلت الایۃ الاولی علی دوامہا وبقائہا ودلت الثانیۃ علی طعمہا وفنائہا فوجہ الجمع ان المراد بکونہا دائمۃ ابدیتہا بالنوع لا بالشخص کما یشیر الیہ قولہ تعالیٰ واتوا بہ متشابہا فبہذا تطابقت الایات وتوافقت الروایات وزاحت الشبہات وزالت الاشکالات - وھذا ظاہر جدا لمن مارس الفنون الشرعیۃ ودارس لعلوم السمعیۃ واللہ تعالیٰ اعلم

تحقیق عطف اکن بر فاصدق

سوال - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - قد تلوت ذات یوم سورۃ المنافقین فاوقعنی اعراب بعض آیاتہ فی ریب وہی ہذہ وانفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین لفظ اکن معطوف علی اصدق ولا یوافقہ فی الاعراب فالمعطوف علیہ منصوب والمعطوف مجزوم فی الکتاب قال صاحب الکشاف فی تفسیر الآیۃ اکن معطوف علی محل اصدق الخ اقول ان کان محل اصدق مجزوما فکیف

صار ذوالمحل منصوبا وان کان صاحب المحل منصوبا فقراءۃ اکون بالنصب مستقیم موافق للقیاس
النحوی فکیف اختارت القراءۃ المشہورۃ جزم المعطوف اذ ہی عن جادۃ القیاس مصروف العطف
علی المحل مخالفا الذی المحل غیر ہذہ الآیۃ ما رأیناہ فہذا یطلب الاستناد والآیۃ محل البحث لا یصح بہا
الاستشہاد وہذا الشک ما زال عن قلبی الی الآن فارجو منکم ان تزیلوہ بالبرہان والسلام الخامس
والعشرون من ذی الحجۃ ۱۳۲۳ھ

الجواب - وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - لیعلم ان قولہ تعالی فاصدق لکونہ جوابا للتمنی الذی
فی قولہ تعالی لولا اخرتنی منصوب لفظا ولکونہ جوابا للشرط المقدر بعد التمنی مجزوم محلا لان المعنی ان
اخرتنی اصدق فاذا عطف علیہ قولہ واکن جاز فیہ الوجہان اعتبار اللفظ واعتبار المعنی ای المحل
فالمنقول فی المتواتر من القراءات اعتبار المحل وفی الشواذ اختیار اللفظ لان بعضہم قرأ اکون
بالنصب ولیس فی اختیار احد الجائزین ایہما کان محذور ولما کان ہذا التوجیہ منقولا کما فی الروح
عن النحاۃ کابی علی الفارسی والزجاج وکذا من سیبویہ والخلیل باختلاف یسیر فی التعبیر لا یرتاب
فی صحتہ واما الاستشہاد فلا یحضرنی الآن ولا اری الیہ حاجۃ بعد نقل صحتہ عن ائمۃ العربیۃ نعم
لو قال احد لا اری قول ہولا رجحۃ لقام آخر ولو غیری یاتی بالشاہد واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم
۲۸ - ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

ما یتعلق بالحدیث

جواب استبعاد خلود کفار با وجود رحمت

سوال - ایک صاحب فرماتے ہین کہ مجکو تعجب ہے کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ اللہ سبحانہ
وتعالی اپنے بندون کو مان باپ سے بڑھکر چاہتا ہے پھر کافرون کو خلود دائمی دوزخ مین
کیون فرمائے گا - اولاد چاہے کیسی ہی بری سے بری ہو لیکن باپ اس کی تکلیف ہرگز گوارا
نہین کرتا اور ماں بسکو مصیبت مین نہین دیکھ سکتا -

الجواب - یہ سوال خود جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت نے کیا تھا -
حیث قالت الیس اللہ ارحم بعبادہ من الام بولدھا قال صلی اللہ علیہ وسلم بلی قالت
ان الام لا تلقی ولدھا فی النار فاکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبکی ثم رفع راسہ

فقال ان اللہ لایعذب من عبادہ الا المارد المتمرد الذی یتمرد علی اللہ وابی ان یقول لا الہ الا اللہ رواہ ابن ماجۃ عن عبد اللہ بن عمر کذا فی المشکوۃ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جواب ارشاد فرمایا اوس کا حاصل اصطلاحی الفاظ مین یہ ہے کہ عباد گو عام ہے مگر دوسرے دلائل نے اسمین سے بعض کو خاص کردیا ہے جو ملعون ہو کر دائرۂ رحمت سے خود نکل گئے ہین پس عباد دو قسم کے ہوئے ایک مرحومین اور اُن پر اسقدر رحمت ہو کہ والدہ کو ولد پر نہین دوسرے غیر مرحومین سو اون پر آخرۃ مین رحمت ہی نہ ہوگی پھر زیادتی کمی کا کیا ذکر یا یون کہو کہ عبادہ عام نہین ہے خود اضافت تخصیص کو مفید ہے یعنی بندگان خاص جیسے قرآن مجید مین عباد الرحمن کو خاص کیا ہے موصوف بصفات خاصہ سے۔ رہا یہ کہ والدہ کو تو سب اولاد پر رحمۃ ہوتی ہے اللہ تعالے کو سب عباد پر کیون نہین اسکا جواب یہ ہے کہ رحمۃ والدہ کی اضطراری ہے مشیت پر موقوف نہین اسلئے عام ہے اور اللہ تعالی کی رحمۃ اختیاری ہے اور مشیت پر موقوف ہے جسکا سبب ظاہری اعمال صالحہ ہین اسلیے آخرۃ مین خاص ہے البتہ دنیا مین عام ہے رہا مرحومین کو تکلیف ہونا سو وہ تخذیب ہے تعذیب نہین فقط واللہ اعلم۔

سوآل ایک صاحب دریافت کرتے ہین کہ حدیث کی جیون کا تیون محفوظ رہنے کی کیا دلیل ہے وحی کے محفوظ رہنے کا تو یہ سبب ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو لکھا دیا کرتے تھے مگر حدیث کے متعلق کیسے باور کیا جاوے کہ جو کچھ آپ فرماتے تھے اور اوسکو لوگ سنتے تھے پس اونکو سننے سے لفظ بلفظ یاد ہو جاتا تھا کیونکہ بہت سی حدیثین بہت طویل ہین مثلاً معراج کی حدیث اسیطرح سے صحاح مین بہت سی حدیثین ہین جو بہت طویل ہین اور اونکے واسطے یہ عقیدہ ہے کہ یہ وہی الفاظ ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے مثلاً اگر کوئی شخص دس پانچ سطرین ایک مجمع کے سامنے کہے اور پھر پوچھے کہ مین نے کیا کہا تھا تو کوئی اونمین ایسا نہوگا کہ جو لفظ بلفظ کہدے کہ اوس نے یہی الفاظ کہے تھے تو اسیطرح جو کچھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے اونکی نسبت یہ کس طرح باور ہو سکتا ہے کہ سننے والون کو وہی الفاظ یاد رہے اور دو سو برس کے بعد جب حدیثین جمع ہوئین تو وہی الفاظ اون کے تون منقول ہوتے چلے آئے لہذا اوس شخص کا قول ہے کہ اس امر کا دعوے کرنا کہ حدیث کے وہی الفاظ ہین گویا عادۃً محال ہے اسکا جواب بھی بجواب اس خط کے کسیقدر شرح اور مدلل لکھیے؟

رفع شبہ عدم محفوظ ہونا الفاظ حدیث

ف اسکو مباحث کلام تک درج کرنا زیادہ مناسب تھا ۱۲ منہ

الجواب - احادیث کے محفوظ رہنے کے باب مین جو شبہہ کیا ہے یہ نیا شبہہ نہیں ہے مدت سے لوگ نقل کرتے چلے آتے ہین چنانچہ سید صاحب بھی اس شبہہ کو بہت سے مباحث مین اپنا متمسک بناتے تھے لیکن یہ شبہہ چند امور مین غور کرنے سے محض مضمحل ہے۔

اول صحابہ و تابعین و محدثین کی قوت حافظہ کی حکایات و قصص تواریخ مین اسقدر مذکور ہین کہ قدر مشترک متواتر المعنے ہین چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ستو شعر کا قصیدہ ایکبار سنکر بعینہ اعادہ فرمادیا کرتے تھے امام بخاری رح کا کسی مقام پر تشریف لیجانا اور اونکی خدمت مین ستو حدیثون کا خلط ملط کرکے پیش کرنا اور پھر اونکا سکو بعینہ نقل کرکے پھر سبکی تصحیح کردینا مشہور و مذکور ہے اگر یہ شبہہ کیا جاوے کہ ایسا حافظہ خلاف فطرت ہو اس لیے یہ حکایات غلط ہین سو اول تو آج تک اس فطرت کے حدود و اصول منضبط نہین ہوئے جس سے سمجھ لیا جاوے کہ یہ فطرت کے موافق ہے یہ مخالف ہے جن امور کو بہ کثرت مشاہدہ کیا جارہا ہی یقینی بات ہی کہ اگر انکا وقوع ہوتا مگر مشاہدہ نہوتا تو ضرور اسکو خلاف فطرت سمجھا جاتا جسکا غلط ہونا اوسکے وقوع بکثرت سے معلوم کرکے عاقل سخت افسوس کرتا اور فوراً اپنے اس بے بنیاد قاعدہ کا موجب مغالطہ ہونا تسلیم کرلیتا دوسرے اسپر آج تک کوئی دلیل قائم نہین ہوئی کہ جو خلاف فطرت ہو وہ محال ہی اور اوسکا وقوع کسیوقت ہو ہی نہین سکتا بہرحال یہ عذر محض بنار الفاسد علی الفاسد ہے تیسرے اسکے خلاف فطرت ہونے پر یہ دلیل مشاہدہ قائم ہی چنانچہ ابھی قریب زمانہ ہوا کہ آگرہ مین مولوی حافظ رحمت اللہ صاحب نابینا گذرے ہین اون کے حافظہ کے واقعات بچشم خود دیکھنے والے موجود ہین جنکو سنکر عقل دنگ ہوتی ہے کہان تک کوئی تکذیب کرسکتا ہے حافظ محمد عظیم صاحب پشاوری کی ایسی ہی حکایتین ہین ایک عالم رامپور مین ابھی گذرے ہین ایسے ہی اونکے واقعات ہین اور احقر ان تینون بزرگون کے دیکھنے والون سے ملا ہی اور واقعات سنے ہین **ثانی** جب اللہ تعالی کو کسیوقت کسی سے کوئی کام لینا ہوتا ہی اپنی قدرۃ و حکمۃ سے اوسوقت کے لوگون کے قوی ظاہرہ و باطنہ ویسے ہی بنا دیتے ہین اور یہ قاعدہ بھی منجملہ قواعد فطرت ہے دیکھیے اس زمانہ مین کیسے عجیب و غریب صنایع ایجاد ہورہے ہین کوئی پوچھے کہ اتنی عقل ہونا خلاف فطرت ہی یا موافق فطرت شق اول پر وقوع کیسے ہوا شق ثانی پر پہلے کیون نہین وقوع ہوا اگر کہا جاوے کہ طبیعت یوماً فیوماً ترقی کرتی ہے مین

کہتا ہون کہ یہ ترقی پھر طبیعت انسانیہ مین ہونا چاہیے کیونکہ مقتضیٰ ماہیت کا افراد مین بدلا نہین کرتا
پھر یہ تخصیص قرن و دون قرن و قوم دون قوم کیسی اصل یہ ہے کہ اللہ تعالی کو اس زمانہ مین ایسی چیزون کا ایجاد کرانا
منظور ہے ایک قوم کو ایسے قوی عنایت فرما دے اسیطرح اگر حق سبحانہ و تعالی کو جسوقت حفاظت
دین کی مقصود و منظور ہوئی اوسوقت حاملان دین کے ایسے حافظے بنا دئے تو اسمین کیا تعجب و
استبعاد ہے اس امر کا انکار تو وہی شخص کر سکتا ہے جو خدا تعالی کو علیم و قدیر نمانتا ہو سو ایسے شخص
سے خطاب ہی لاحاصل ہے **ثالث** بعض صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم احادیث لکھا بھی کرتے تھے جیسے
عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ بعض کو خود حضور نے حدیث لکھوا کر دی ہی چنانچہ
حدیثون مین ہے اکتبوا لابی شاہ اور عمر بن عبدالعزیز جو پہلی ہی صدی مین ہوئے ہین اونکا اہتمام
جمع احادیث کے لیے ابو داؤد مین موجود ہے پھر برابر محدثین اپنے طور پر لکھتے رہے البتہ کتاب کی شکل
امام مالک سے شروع ہوئی جو ۹۳ھ مین پیدا ہوئے اور ظاہر ہے کہ اتنے قریب زمانہ تک نہ لکھا
جانا مضر نہین ہوتا بلکہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب کسی کے دیکھنے سننے والے قریب بانقراض ہونے
لگتے ہین اوسوقت تدوین ہوتی ہے **رابع** قطع نظر قوت حافظہ کے وہ حضرات غیبی طور پر موید من اللہ
تھے چنانچہ احادیث مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بسط رداء اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
اوسمین کچھ پڑھ دینے اور پھر اونکا اوسکو اپنے سینہ سے لگا لینے کا قصہ مذکور ہے حضرت علی رضی اللہ
عنہ کو دعا حفظ قرآن و حدیث کی تعلیم فرمانا اور پھر اونکا آیات و احادیث کو نہ بھولنا اور حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کا اسپر ایمان کامل کی بشارۃ دینا مروی و منقول ہے **خامس** فطری طور پر یہ بات سمجھنے
کے قابل ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم جیسے دلدادہ و عاشق جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قطرات
وضو پر تقاتل و تجادل کرنیوالے آپ کے بزاق و مخاط کو اپنے ہاتھون اور موہنون پر لینے والے کیا
آپکے الفاظ کو ایسا بیوقعت سمجھ سکتے ہین کہ اوسکو مدون و محفوظ نہ کرین یونہی ضائع کردین خصوصًا
جبکہ حضور فرما وین بلغوا عنی اور یون فرما وین نضر اللہ عبدا سمع مقالتی فحفظها و وعاها و اداها کما سمعها
اور یون فرماوین لیبلغ الشاہد الغائب اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس قدر اہتمام تھا کہ تناوب کا معمول کر رکھا تھا
یہ سب دلائل ہین اونکی شدت اہتمام کے اور نقل و قبول مین احتیاط حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
قصون سے کہ بعض دفعہ خبر واحد پر قناعت نہین کی ظاہر ہے ایسی حالت مین ایسے احتمال کی کب

گنجائش ہے پس جب محفوظ کرنا ضروریات فطرت سے ہوا تو آگے سمجھنا چاہیے کہ محفوظیت کے دو ہی طریقے ہین یا کتابت یا حفظ فی الذہن اور یہ معلوم ہو کہ کتابت کی عام عادت نہ تھی اور بوجہ احتمال خلط فی القرآن کے ناپسند بھی تھی پس معلوم ہوتا ہے کہ اونکو اپنے حافظون پر پورا اعتماد تھا اگر ایسا اعتماد نہوتا تو صحابہ ضرور لکھتے لکھواتے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے کہ تم لکھتے کیون نہین بدون اسکے تبلیغ کیسے کروگے اور کوئی اہتمام نہ کرتا آپ خود مثل قرآن کے اسکا اہتمام فرماتے خصوصًا بعد اس ارشاد کے کہ دیکھو مجکو قرآن کی مثل ایک اور چیز بھی ملی ہی۔ اگر کسیکو شبہہ ہو کہ یہ تو اثبات الحدیث بالحدیث ہی تو جواب یہ ہے کہ یہ ظاہر ہے کہ یہ شبہہ عدم حفظ احادیث کا باعتبار الفاظ خاصہ کے ہے نہ درجہ اطلاق کے پس یہ واقعات جو بناء جواب قرار دیے ہین انکا بناء جواب ہونا الفاظ خاصہ پر موقوف نہین ایک واقعہ کی نقل ہے جسکے الفاظ خواہ کچھ ہی ہون ہر حالمین اوس سے تمسک صحیح ہے **سادس** کالشمس فی نصف النہار مشاہد و ثابت ہے کہ حضرات محدثین رضی اللہ عنہم نے قطع نظر حفظ وضبط کے رواۃ کے تقوی وطہارت و دیانت کی سخت تحقیق کی ہے خصوصًا صفت صدق کی جب ایک شخص کا صدق یقینًا ثابت ہوا اور وہ ثابت الصدق دعوی کرے کہ یہ الفاظ ہین نے اسطرح سُنے ہین اور جتنے رواۃ اوس سلسلے کے ہون سبکا یہی دعوے ہو پس دو حال سے خالی نہین یا ایسا حفظ ممکن ہے یا ناممکن اگر ممکن ہے تو اب انکار کی کیا وجہ اور اگر ناممکن ہے تو اتنے بڑے بڑے عقلاء نے اسکو ناممکن سمجھکر رو در رو کیون نہین تکذیب کی اور اسکا نام فہرست صادقین مین سے کیون نہین خارج کیا اور پھر جب روایات اس قاعدہ سے مقبول ہی نہین تو تحقیق صدق سے کیا فائدہ ہوا اور یہ کہدینا کہ سب کے سب مجنون تھے اپنے جنون پر دلیل قائم کرنا ہی سابع کتب احادیث مین رواۃ کا بکثرت یہ کہنا کہ یہ لفظ ہے یا یہ لفظ بعد تسلیم اون حضرات کی دینداری کے جو مشاہدہ و تواتر سے ثابت ہے واضح دلیل ہے اونکے صاحب حافظہ قویہ ہونیکی اور اسکی کہ اور الفاظ جہان اونہون نے ایسا شک نہین ظاہر کیا اونکو خوب ہی یاد ہین اور اونکو پورا اعتماد ہے اگر یہ شبہہ ہو کہ پھر ایک ہی حدیث مین مختلف رواۃ مختلف الفاظ کیون لاتے ہین جواب یہ ہی کہ احادیث مین وارد ہے کہ اکثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ ایک بات کو تین بار اعادہ فرماتے تھے پس ممکن ہے کہ ایک نے ایک لفظ نقل کر دیا دوسرے نے دوسرا لفظ اور اچہاتا

سہو بھی ہو سکتا ہے لیکن جہان ایسا احتمال ہوا اوس جگہ استدلال مسائل مین اوس لفظ سے
نہین کیا گیا بلکہ واقعہ مشترک الثبوت سے کیا گیا ہے پھر الفاظ کی کمی بیشی کیا مضر ہے **ثامن** تواریخ
جنکی سند احادیث کی برابر تو کیا اوس سے ہزارویں حصہ مین بھی نہ متصل نہ اوسمین اونتی احتیاطین
پھر بھی تمام عقلاء اوسپر مدار کار کرتے ہین احادیث کہ جسمین اسقدر احتیاطین کی گئی ہین اونکے مقبول
نہ ہونے کی کیا وجہ **تاسع** تمام شبہات کا اثر صرف الفاظ احادیث کے محفوظ ہونے پر پڑتا ہے اگر
سب اجوبہ مذکورہ سے قطع نظر بھی کر لیجاوے تو اسقدر جواب کافی ہے کہ علمانے روایت بالمعنے
کے جواز کی تصریح کی ہو جہان الفاظ مشتبہ ہون وہان معنی مشترک سے استدلال کیا جاتا ہی اوسمین
کیا خلل ہے اور اکثر استدلالات واقعات ہی سے ہین **عاشر** متواتر تمام اہل عقل کے نزدیک خواہ
صاحب ملت ہو یا نہو حجت ہے اور حد تواتر کی یہی ہے کہ قلب اوسکے ثبوت پر شہادت دینے لگے
حتی کہ بعض اوقات دو تین شخصون کے یہ اخبار کہ فلان حاکم نے یہ لفظ کہا تھا درجہ تواتر مین سمجھا
جاتا ہے پھر جب ایک لفظ مختلف رعایات واسانید سے تمام صحاح مین موجود ہے فطرۃً قلب
اوس کے ثبوت پر شہادت دیگا ہرگز اوس کے تواتر مین شبہہ نہ رہیگا ان امور عشرہ مین جو شخص
خالی الذہن ہو کر نظر غائر سے دیکھیگا انشاء اللہ تعالی شبہہ مذکور کا اوسکے قلب مین نہ عین رہیگا
نہ اثر ورنہ ع انانکہ پرشد دگر چون پرد + اب اس مضمون کو ایک شبہ کے جواب پر ختم کرتا ہون وہ
یہ ہے کہ شاید کوئی شخص کہے کہ اگر صحابہؓ کا ایسا حافظہ تھا تو قرآن لکھانیکا حضور نے کیون اہتمام فرمایا
جواب یہ ہے کہ قرآن کے ساتھ علاوہ اثبات احکام کے تحدی بھی مقصود تھی اور الفاظ متقاربہ اوسکے
سبب مضر تھے بخلاف احادیث کے کہ الفاظ سے تحدی مقصود نہین لہذا تقارب الفاظ گوارا کیا گیا
کہ استدلال کے لیے کافی ہے لہذا اوسکا اہتمام کیا گیا اسکا نہین کیا گیا ! ۱۳- رجب سنہ ۱۳۲۱ھ

سوال- آج کل یہان غیر مقلدی کا بہت زور شور ہو رہا ہے حتے کہ نماز مین کہا جاتا ہی کہ ایڑی سے
ایڑی اور چھنگلیا سے چھنگلیا ملا کر کھڑے ہوا کرو اور بہت لوگ کھڑے بھی ہوتے ہین -

الجواب- فی المشکوٰۃ باب تسویۃ الصف عن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم رصوا صفوفکم وقاربوا بینہا وحاذوا بالاعناق الحدیث رواہ ابوداؤد وعن ابی
امامۃ فی حدیث طویل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سووا صفوفکم وحاذوا

بین مناکبکم الحدیث رواہ احمد حدیث اول مین رصوا کے بعد قاربوا آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر تراص بمعنے مماست اقدام وغیرہ لیا جاوے تو قاربوا کے منافی ہوگا کہ مقاربت چاہتا ہے عدم مماست کو جیسا کہ ظاہر ہے اس سے معلوم ہوا کہ مقصود مقاربت ہے اُسیکو مبالغۃً تراص یا بعض حدیثون مین الزاق فرمادیا اور آگے جو حاذوا آیا ہے گویا اُسی کی تفسیر ہے اور اسیکو دوسری حدیث مین حاذوا بین مناکبکم سے تعبیر کیا ہے۔ وہذا ظاہر جدا واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم ۲۹- رمضان ۱۳۲۳ھ

سوال- یہان ایک مولویصاحب جواپنا شمار اہل حدیث مین کرتے ہین لیکن ایک بزرگ و سنجیدہ آدمی ہین آج کل تشریف لائے ہین نماز جماعت مسجد مین وہی پڑھاتے ہین انھون نے صف بندی مین الزاق الکعب بالکعب کو بہت رواج دیا ہے ہر شخص جماعت مین پیر کو اپنے پاس والے کے پیر سے چسپان کرتا ہے اسمین چند فتور ہوتے ہین اول درمیان دونون پیر ایک آدمی کے فصل زیادہ ہوجاتا ہے دوسرے جسکا پیر چھوٹا ہے وہ صف سے پیچھے معلوم ہوتا ہے یعنی اُسکا مونڈھا مونڈھے سے نہین ملتا تیسرے جب سجدہ مین جاتے ہین تو سب کے پیر اپنے مقام سے ہٹ جاتے ہین پھر جب دوسری رکعت مین کھڑے ہوتے ہین تو پیرون کی طرف ملتفت ہوکر اُن کو دونون طرف بڑھا کر ایک دوسرے سے ملاتے ہین اس التفات وحرکت غیر ماموربہا کو مکروہ خیال کرکے اپنے طریق پر قائم رہا اور ہون بعض حضرات نے مجھسے کہا تو مین نے جواب دیا کہ میرے فعل سے آپ کو کیا بحث لیکن ایک روز مولویصاحب ممدوح نے اس پر مجھے ملامت کی اور کہا کہ تم تارک سنت موکدہ ہو مین نے کہا کہ اس کا سنت ہونا غیر ثابت ہے پس آپ مجھپر افترا کرتے ہین یہ آپ کو مناسب نہین اُنھون نے ثبوت مین روایت نعمان بن بشیر رض کی جس کا جزو یہ ہے رایت الرجل منا یلزق منکبہ بمنکب صاحبہ وکعبہ بکعبہ اور روایت حضرت انس رض کی فکان احدنا یلزق منکبہ بمنکب صاحبہ وقدمہ بقدمہ فی الصف رواہ البخاری پیش کی مین نے کہا حدیث اول سے مواظبت نہین نکلتی اور حدیث ثانی سے الزاق الکعب کا استدلال صحیح نہین بہت ناراض ہوئے پھر کہلا بھیجا کہ اپنے شبہات تحریراً پیش کردین آپ کا اطمینان کردونگا مین نے ایک جزو مین تقریر لکھکر بھیجدی جواب آج تک نہین دیا اس شہر مین تمام لوگ پھر الزاق الکعب کے تارک ہوگئے۔ اب آپ سے عرض ہے کہ اس بیان کو مفصلاً

تحریر فرمائیے کہ میرا اور اور لوگون کا اطمینان ہوجاوے۔

الجواب۔ اس باب مین مختلف الفاظ سے روایات آئی ہین بخاری کے الفاظ تو سوال ہی مین مذکور ہین اور سنن ابوداؤد مین نعمان بن بشیرؓ سے یہ الفاظ آئے ہین قال فرأیت الرجل یلزق منکبہ بمنکب صاحبہ ورکبتہ برکبۃ صاحبہ وکعبہ بکعبہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مرفوعًا یہ الفاظ ہین قاربوا بینہا وحاذوا بالاعناق اور عبد اللہ بن عمرؓ سے مرفوعًا یہ الفاظ ہین حاذوا بالمناکب اور یہ امر یقینی ہے کہ ان سب عبارات کا معبر عنہ ایک ہی ہے اسی کو کہین الزاق سے تعبیر کر دیا کہین مقاربت سے کہین محاذاۃ سے اس سے معلوم ہوا کہ محاذاۃ و مقاربت ہی کو الزاق کہدیا ہے مبالغۃً فی المقاربۃ دوسرے اگر الزاق کے معنی حقیقی لیے جاوین تو الزاق المناکب اور الزاق الکعب اس صورت متعارفہ معتادہ مین مجتمع نہین ہوسکتے کہ مصلی اپنے قدمین مین خوب انفراج رکھے کیونکہ اس مین الزاق الکعاب تو ہوگا لیکن الزاق المناکب نہوگا جیسا کہ ظاہر اور مشاہد ہے اور کوئی وجہ نہین کہ الزاق الکعاب کو مقصود سمجھا جاوے اور الزاق المناکب کی رعایت نہ کیجاوے کوئی شخص کہسکتا ہے کہ الزاق المناکب اصل ہے اور الزاق الکعاب غیر مقصود تیسرے الزاق الکعاب کی جو صورت بھی لیجاوے الزاق الرکب کے ساتھ اُس کے تحقق کی کوئی صورت نہین کیونکہ رکبہ بمعنے زانو کا الزاق دوسرے رکبہ سے جب ہوسکتا ہے کہ دو شخص باہم متقابل اور متواجہ ہون جیسا کہ ظاہر ہے البتہ محاذاۃ رکب مین ہر حال مین ممکن ہے ان وجوہ سے ثابت ہوا کہ جس الزاق کا دعوی کیا جاتا ہے حدیث اس پر دلالت نہین کرتی بلکہ فرجات چھوڑنے کی ممانعت سے اس کی نفی ہوتی ہے۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم۔ ۹۔ شوال ۱۳۲۳ھ

تحقیق حدیث لولاک لما خلقت الافلاک

سوال۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعث ایجاد عالم ہین یا نہین اور حدیث لولاک لما خلقت الافلاک پایہ ثبوت کو پہونچی ہے یا نہین اور یہ حدیث کس کتاب مین ہے۔

الجواب۔ آپ کی اولیت خلق تو بعض روایات سے معلوم ہوتی ہے جیسا بعض رسائل مین بحوالہ مواہب لدنیہ بتخریج عبد الرزاق بروایت حضرت جابر بن عبد اللہؓ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول دیکھا گیا ہے کہ سب سے اول حق تعالی نے تیرے نبی کا نور پیدا کیا اھ لیکن یہ

حدیث مذکور فی السوال کہین نظر سے نہین گذری اور ظاہراً موضوع معلوم ہوتی ہی واللہ اعلم

۲۸ - رجب ۱۳۲۴ھ

تحقیق حرم مدینہ

سوال - حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم مدینہ منورہ کے متعلق یہ الفاظ انی احرم مابین لابتیہا کما حرم ابراہیم مکۃ (او کما قال) حنفیہ کے نزدیک کیون ماول ہے اس کے معارض اس سے قوی کوئی مضمون ہے جو حرم مدینہ کے حرم مکہ کی طرح ممنوع قطع الاشجار وغیرہا ہونے کے لیے مانع ہے -

الجواب - صحیح مسلم مین حدیث تحریم مدینہ مین ہے لایخبط فیہا شجرۃ الا لعلف اور صحاح مین ہے یا ابا عمیر ما فعل النغیر اور خبط شجرہ مطلقاً وتعرض للصید کی حرمت لوازم تحریم بالمعنی المتعارف سے ہے پس انتفاء لازم مستلزم ہوگا انتفاء ملزوم کو اس سے معلوم ہوا کہ تحریم لغوی درجہ مذہب مین ہے جیسا ابوداؤد مین موضع وج کے باب مین جو ناحیہ طائف مین ہے آیا ہی صید وج وعضاہہ حرم محرم للہ اور گو حدیث ابی عمیر مین احتمال تقدم علی احادیث التحریم کا ہے مگر اول حدیث مین یہ احتمال بھی نہین فقط ۱۰ - صفر ۱۳۲۵ھ

رفع تعارض درمیان حدیث ترمذی و مذہب امام صاحب در اعتاق

سوال - جامع حدیث الترمذی ص ۲۱۲ مطبوعہ اصح المطابع عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اعتق نصیباً لہ فی عبد فکان لہ من المال ما یبلغ ثمنہ فہو عتیق من مالہ والا فقد عتق منہ ما عتق ومذہب ابی حنیفۃ رح خلاف ذلک لانہ قال ان کان موسراً ضمن او استسعی الشریک العبد او اعتق وان کان معسراً لایضمن لکن الشریک اما ان یستسعی او یعتق اس حدیث اور مذہب امام صاحب رح مین مطابقت فرما دیجیے -

الجواب - یہ حدیث مجمل ہے اور امام صاحب کا مذہب اسی حدیث کی تفصیل اور ظاہر ہے کہ اجمال اور تفصیل مین معارضہ نہین ہوا کرتا کیونکہ اجمال مین نفی و اثبات مسکوت عنہ ہوتے ہین تفصیل اس کے ساتھ ناطق ہوتی ہی اور ناطق و ساکت معارض نہین ہوتے تقریر اس کی یہ ہے کہ حدیث سے صورت اعتبار عتق مین تجزیہ اعتاق کا ثابت ہوتا ہے اور اس باب مین کل دو ہی مذہب ہین تجزیہ مطلقاً یا عدم تجزیہ مطلقاً اور یسار و اعسار کا تجزیہ و عدم تجزیہ مین متفاوت ہونا باجماع مرکب باطل ہے پس جب صورت اعسار مین تجزیہ ثابت ہوگیا تو صورت یسار مین بھی ثابت ہوگیا اور

تجزیہ کے لوازم مین سے ہے احتباس مالیت حصہ غیر معتقہ عند العبد اور اس احتباس کے لوازم مین سے ہے تضمین عبد اور بقاعدہ الشئی اذا ثبت ثبت بلوازمہ جب تجزیہ ثابت بالنص ہے تو تضمین عبد بھی بواسطہ ثابت بالنص ہے اور اطلاق دلیل سے قیاس مقتضی ہے اس اقتصار علی التضمین العبد کے عموم کو پس حدیث نے فہو عتیق من مالہ سے اس عام کی تخصیص کردی یعنی صورت یسار معتق مین تضمین معتق بالکسر بھی جائز ہے جیسا کہ تضمین معتق بالفتح کی بھی جائز ہے اور صورت اعسار مین وہی حکم ہے تضمین عبد کا جو مقتضا ہی تجزی اعتاق کا اس لئے استسعی العبد کو تعبیر فرمایا گیا عتق منہ ما عتق سے اور اعتاق کا جواز دونون صورت مین چونکہ اظہر تھا اس لیے اس سے کہین تعرض نہین فرمایا تحمل ضرر کا برضائے خود ظاہر الجواز ہے فقط ۱۴۔ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

معنی حدیث لا تشد الرحال

سوال ۔ غیر مقلد لوگ اس حدیث شریف سے تمسک پکڑتے ہین کہ زیارت قبور اور عروس اولیا عظام پر یا کسی اور متبرک مکان کو سفر کرکے جانا درست نہین ہے وہ حدیث یہ ہے عن ابی سعید الخدری رضی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد مسجد الحرام والمسجد الاقصے ومسجدی ھذا اب علماء کرام سے دریافت کیا جاتا ہے کہ اس حدیث سے ان مقامات مذکورہ پر سفر کرکے جانے کی ممانعت ثابت ہی یا نہین یعنی ان مقامون پر سفر کرکے جانیوالا گنہگار ہے یا نہین ۔

الجواب ۔ اس حدیث کے معنے یہ ہین کہ بہ نیت تضاعف صلوٰۃ اور کسی مسجد کے طرف سفر کرنا ممنوع ہے اس کو زیارت قبور سے کوئی علاقہ نہین البتہ اعراس متعارفہ کا مجمع خلاف سنت ہے اس سے احتراز ضروری ہے ۔ ۱۳۲۵ھ

تطبیق درمیان دو حدیث متعلقہ عدت مختلعہ یک حیض و سہ حیض

سوال ربیع بنت معوذ بن عفراء سے روایت ہی انہا اختلعت علے عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فامرھا النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان تعتد بحیضۃ رواہ الترمذی صہ ۱۵۲ کتاب الطلاق اس حدیث مین ایک حیض عدت لکھی ہے دوسری حدیث شریف مین جو صاحب ہدایہ نے روایت کیا ہی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الخلع تطلیقۃ بائنۃ اور بائن کی عدت تین حیض ہین ان مین کس طرح تطبیق ہونا چاہیے ۔

الجواب ۔ حیضۃ مین تنوین افراد کی نہین جس پر ایک حیض کا عدت ہونا لازم آوے پس معنے حدیث

کے یہیں کہ یہ امر فرمایا کہ حیض سے عدت پوری کرے نہ کہ اشہر و وضع حمل سے کیونکہ وہ حائضہ بیقین
اور دوسرا مسلک یہ ہوسکتا ہے کہ ثلثۃ قروء مطلقہ کی عدت منصوص قطعی ہے پس تعارض کے
وقت خبر واحد پر عمل متروک ہوگا فقط ۱۹ - ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ

سلوک

سوال - اب کچھ اپنی تباہی کا حال بیان کرتا ہون امیدوار ہون کہ سمع خراشی کی بابت معاف
فرمایا جاؤن جس کا یقین کامل ہے - حضرت اب تو نہایت ابتر حالت ہی وظیفہ وغیرہ سب ترک ہے
اگر بجبر تسبیح لیکر بیٹھتا ہون جی گھبراتا ہے قید شمار تسبیح سے جی اُلجھتا ہے تب خاموش بیٹھ جاتا ہون
اُس مین البتہ کبھی کچھ عرصہ تک نیند کہون یا کیا کہون خبر نہین رہتی کہ کہان ہون اور کیا ہون
ہان اتنا ضرور ہے کہ شغل اشغال قطعاً بند ہین کیونکہ دل اُلجھتا ہے لیکن اس کا نہ ہونا ہر دم سوہان
روح ہے اور ایک بات یہ بھی کہتے ہوئے شرم معلوم ہوتی ہے کیونکہ خدا جانے مین کچھ سمجھتا ہون
اور ہو کچھ اور وہ یہ ہے کہ زیادہ اوقات مین اور کبھی کبھی ہر کام مین اور کبھی کبھی نہین بھی دھیان
اللہ کا دل مین رہتا ہے اگر کچھ تسکین اسوقت ہے تو اس سے ہے کہ اگرچہ زبانی یا بقصد تسبیح کے
ذکر نہین کرتا ہون خیر یہ بھی غنیمت ہے کہ کبھی دھیان تو اپنے اللہ کا آجاتا ہے پیشتر جو سوز و گداز
اور غلبہ رہتا تھا اس کا پتہ بھی نہین ہے اب فرمایئے کہ یہ کیا حالت واقع ہوئی اور کیا علاج کیا جاوے
کل صفحہ ۹۶ رسالہ تعلیم الدین پڑھ رہا تھا کہ ایک موقع جہان پر حضور نے لغزشات سالک تحریر
فرمائے ہین نظر سے گذرا بجنسہٖ اپنی حالت کو اعراض - حجاب - تفاضل - سلب مزید - سلب قدیم -
تسلی مین مبتلا پایا لیکن الحمد للہ کہ عداوت نہین پائی جاتی اب فرمایئے کیا ہوا اور کیا کرون آپنے
تحریر فرمایا ہے کہ سالک اگر عبادت مین کوتاہی کرتا ہے تو راجع ہوجاتا ہے - اب یہ فرمایئے کہ
مین کس ذیل مین ہون للہ جلد جواب دیجیے گا اور علاج فرمایئے گا کیونکہ تحریر مذکور الصدر کو دیکھکر
میرا دل بیقرار ہوگیا ہے اور بدحواسی سی پیدا ہوجاتی ہے جس کا کیا بیان کرون دل ہی جانتا ہے
اگر خدانخواستہ کوئی بات خلاف ظہور مین آوے تو اللہ کو علم ہے کہ میری کیا حالت ہوگی للہ صاف
صاف جواب تحریر فرمایئگا ہرچہ بادا باد اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرماوین اور حضور کو مع متعلقین

خوش وخورم رکھین آمین ثم آمین پیشتر اس قدر تسبیح پڑھتا تھا کہ تیس تیس ہزار تسبیح علاوہ نماز ونوافل کے روزمرہ ہوجاتی تھین اور ایک ذوق ہوتا تھا اب قسمت میری یہ حالت واقع ہوئی بہرحال اللہ کا شکر ہے پیشتر جوش وخروش ابتدا مین تھا اب ایک معمولی حالت ہوگئی ہے کوئی نئی بات نہین معلوم ہوئی بلکہ پیشتر سے اپنے مین بدرجہا کمی معلوم ہوتی ہے۔ میرے خیال مین پیشتر سے بعوض ترقی کے کمی معلوم ہوتی ہے اب آپ تحریر فرمایئے کہ کیا ہے خدانخواستہ جو عبارت تعلیم الدین مین تحریر ہے جس کا حوالہ دیا گیا ہے وہ کیفیت تو نہین ہے مختصراً یہ عرض ہے کہ اب ذکر وغیرہ کچھ نہین بن پڑتا ہے۔ البتہ میرے خیال مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ فکر کچھ ضرور ہے کیونکہ دل مین اللہ کی یاد کبھی کبھی ضرور رہتی ہے یہ کمی اشغال ومعمولات نہ معلوم کیون ہوگئی براہ کرم مطلع فرمایا جاوٗن بعض دفعہ اپنی تصویر مجسم اپنے روبرو بیٹھے ہوئے نظر آتی ہے ہرچند آنکھ بند رہتی ہے کبھی کبھی آنکھ بند کرلینے سے جو چیز روشن ہو یا مثل رنگ آسمان کے ہو آنکھون پر ہاتھ رکھ لینے سے بھی نظر آتی ہے مثلاً ایک تجربہ یہ کہ ایک روز اپنی چارپائی پر لیٹا ہوا تھا سامنے دروازہ کے ٹیک چھجہ تھا اور اس پر کچھ کھلا ہوا مطلع اندر مکان سے نظر پڑتا تھا آنکھ بند کرکے جو دیکھا تو وہی نقشہ نظر آیا پھر آنکھون پر ہاتھ رکھکر دیکھا بجنسہ نظر آیا۔ فقط

الجواب مشفقم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا حال اچھا خاصا ہے۔ عبادت کے مختلف طریقے ہین فکر بھی عبادت ہے ذکر بلاقید عدد بھی عبادت ہے اپنے کو ذلیل وخوار قاصر وناقص سمجھنا بھی عبادت ہے غرض مقصود ہر حال مین حاصل ہے ہان مذموم حالت دو ہین ایک معصیت دوسری غفلت سو یہ بفضلہ تعالیٰ نہین ہے رہا غلبہ اور شوق یہ حالات عارضیہ مین سے ہے اس کا فقدان سالک کو مضر نہین اور نہ یہ کیفیت بعینہٖ قائم ودائم رہ سکتی ہے جن حجابات کا آپکو شبہ ہوگیا ہے وہ محض وہم ہے اور کچھ نہین ہے آپ بلادلیل محض تقلید سے میری تحریر پر مطمئن رہیے اور اپنے کام مین سہولت اور راحت سے لگے رہیے پریشانی سے البتہ قلب ضعیف ہوجاتا ہے جس مین مضر ہونے کا احتمال ہے غرض نہ آپ مریض نہ علاج کے محتاج البتہ فن کے نہ جاننے سے صحت کی خبر نہین سو یہ بھی کوئی ضرر کی بات نہین۔ ا[1] سمین جو تحریر فرمایا ہے وہ تصرف قوت متخیلہ کا ہے اکثر حس

[1] یہ جواب ہے اس عبارت کا جسمین سائل نے لکھا تھا کہ بون آسمان وغیرہ کا آنکھ بند کرنے سے نظر آتا ہے ۱۲

مشترک ہیں الوان و انوار مرئی کے رہ جاتے ہیں جو آنکھ بند کرنے سے بھی نظر آتے ہیں یہ نہ محمود ہیں نہ مذموم تردد نہ فرماویں۔ فقط

سوال۔ حضرت اقدس مولانا صاحب۔ بعد سلام مسنون آنکہ نامۂ نامی رسید قبول بیعت منکوحہ بندہ معلوم گردید خرسندگی لانہایت حاصل گردید وظیفہ مرقومہ راحسب فرمان جناب تعلیم یافت وبالفعل آن خادمہ جناب امیدوار است از ذکر اذکار نیز ارشاد فرمایند زیادہ از طرف او سلام وامید دعاست ثانیاً اینکہ درینجا چند مردمان لفظ انا الحق مے گویند وبعض مولویان این دیار اوشان را کافر گویند لہذا امید دارم معنے انا الحق چیست و نزد صوفیہ کرام جائز است یا نہ تحریر فرمایند۔

الجواب۔ عزیز من۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ زنان را اوراد و وظائف بس است اذکار کہ بطور اشغال می باشند مناسب حال اوشان نیست ہاں اگر نزدیک معلم باشند لاباس ست اگر زیادہ اصرار و رغبت یابند اسم ذات اللہ اللہ شش ہزار بار بخلوت نشستہ خواندن امر فرمایند وہر تغیرے کہ در حالت پیش آید بزودے ہرچہ تمامتر اطلاع دادہ اوشان را از من سلام و دعا رسانند انا الحق اگر بلا تاویل وبلا غلبہ حال گفتہ شود بے شک موجب کفر است شکے نیست واگر بتاویل گویند کہ انا الثابت الموجود لا الموہوم کما یقول بہ السوفسطائیۃ یا انا مظہر الحق کما یکون المصنوع مظہر اللصانع کفر نباشد مگر چونکہ موہم کفر است لہذا معصیت وبدعۃ سیئہ خواہد بود توبہ وکف ازین کلمات واجب خواہد بود واگر در غلبہ حال کہ عادم اختیار وقصد باشد گوید نہ عاصی خواہد بود ونہ کافر وانی مثل ہذا ظاہر از حال جہال این زمان کہ خرقہ تصوف در برکشیدہ اند ہمین است کہ ازین کلمات متاع ایمان برباد می دہند ہداہم اللہ تعالیٰ وہرچہ در شرع ناروا ست نزد صوفیہ ہم خطا ست صوفیہ کرام از جادہ شرع بیرون نمی روند وہر کہ بیرون افتاد تصوف از دست داد ہمہ آنچہ گفتہ شد ظاہر وباہر است کالشمس فی نصف النہار واللہ اعلم

سوال۔ ربط القلب بالشیخ کے کیا معنے ہیں۔

الجواب۔ حقیقت اس کی شیخ سے ازدیاد محبت ہے اور صورت اس کی شیخ کا تصور ہے جو جیا ناً سبب محبت کا ہوتا ہے اور فائدہ اوس کی حقیقت کا افاضہ برکات وانوار ہے اور فائدہ اوسکی صورت کا دفع خطرات ہے مگر حقیقۃً وصورۃً دونوں میں شرط یہ ہے کہ حدود شرعیہ سے علماً وعملاً متجاوز نہ ہو

ورنہ معصیت وبدعت سے نسبت باطنی ظلمانی ہوجاوے گی فقط واللہ اعلم - ۲ - ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ

حقیقت جذب

سوال - جذبہ کی کیا حقیقت ہے -

الجواب - بلاواسطہ اکتساب ومجاہدہ جواحوال باطنیہ حاصل ہوجاتے ہین اوسکو جذب کہتے ہین اور اجتباد محبوبیت اور مرادیت بھی کہتے ہین فقط واللہ اعلم -

طریقہ ذکر جلی وخفی

سوال - ذکر جلی اور خفی کرنے کا کیا طریقہ ہے -

الجواب - بعض کی اصطلاح مین قلبی کو خفی اور لسانی کو جلی کہتے ہین اور بعض کی اصطلاح مین لسانی کے جہر کو جلی اور غیر جہر کو خفی کہتے ہین اور طریقے دونون کے کتب سلوک مین مذکور ہین مگر بدون تعیین شیخ کے خود کسی طریق کا اختیار کرنا نافع نہین ہے حصول نسبت مین -

حد ذکر جلی

سوال - ذکر جلی کی حد کیا ہے -

الجواب - ادنی کی حد تو معین ہے اصطلاح اول پر تو تحریک لسان اور اصطلاح ثانی پر اسماع نفس خود کما صرح بہ الفقہاء لیکن اکثر کی کوئی حد نہین اپنی نشاط پر موقوف ہے مگر اوسکے جواز کی یہ شرط ہے کہ کسی مصلی یا نائم کو تشویش وایذا نہ ہو کما صرح الفقہاء بہ - فقط واللہ اعلم - ۲ - ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ

تحقیق شعر مثنوی متعلق قصہ شب تعریس

سوال - مولانا رومی رح پیر چنگی کے قصہ کے درمیان فرماتے ہین ؎ مصطفےٰ بیخویش شد زان خوب صوت + شد نمازش در شبِ تعریس فوت + زین شب تعریس پیش آن عروس + یافت جانِ پاک ایشان دست بوس + اسکی تشریح بعض شراح نے اس طرح کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رض کی روحی آواز اذان سے (کیونکہ بظاہر تو اوسوقت اذان تھی ہی نہین) بے ہوش اور مستغرق مشاہدہ تجلیات الٰہی مین ہوگئے کیونکہ اونکی آواز آواز ذات حق اور نفخہ الٰہی تھی جیساکہ گذشتہ اشعار سے مفہوم ومتصور ہوتا ہے اور بظاہر شعر کے معنے یہی ہین اور جہانتک حدیث سے معلوم ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ یہ وجہ آپ کی غفلت کی نتھی بلکہ فی الواقع نوم تھی کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا قبل از خواب شریف کے بلال رضی اللہ عنہ کو واسطے بیدار کرنے کے تنبیہ کرنا اور بعد نماز فوت ہونے کے فرمانا کہ بلال کو شیطان نے خواب مین ڈالدیا اور یہ وادی وادی شیطان ہے جلدی یہ سے آگے چلکر نماز قضا پڑھین گے اس گزشتہ وجہ اور ظاہر مطلب شعر کے بالکل منافی ہے کیونکہ اگر واقعی آپ کی حالت استغراقی تھی تو پھر آپ کے اس ارشاد عالی کے ذکہ ہمکو بیدار

کرنا جو صاف حالت نوم پر دال ہے) کیا معنے اور بلال کے اوس جواب کا (کہ یا حضرت مجھپر بھی وہی خواب غالب آگئی تھی جو آپ پر تھی) کیا مطلب غرض جملہ الفاظ حدیث کے ارتباط و تعلق سے یہی معلوم ہوا کہ واقعی آپ پر نوم غالب تھی - نیز آپ پر تو اکثر تجلیات الٰہی کا نزول و مشاہدات حق کا ہبوط رہتا تھا کبھی ایسا نہوا کہ آپکی نماز قضا ہو گئی ہو اسی وقت کی کیا خصوصیت تھی علاوہ ازین حالت نماز سے زیادہ تو کوئی وقت قرب کا نہین کہ جسکے بارہ مین الصلوٰۃ معراج المؤمنین ارشاد فرمایا ہے چاہیے کہ اس مین زیادہ حالت استغراق ہو یہانتک کہ محو ذات حق ہو کر رکوع و سجود کی بھی نوبت اصلا نہ رہے یعنی اگر قیام کی حالت مین استغراقی حالت کو عروج ہوا تو قیام مین رہے رکوع کی نوبت ہی نہ آئی اگر حالت رکوع مین یہ کیفیت طاری ہوئی تو قعود تک نہ پہونچ سکے علی ہذا مگر کبھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ موقع نہین گذرا - قطع نظر ان سب کے جو کچھ بھی معنے لیے جاوین خواہ حالت استغراقی مراد لین یا کیفیت نومی تو پھر حضرت کے اس ارشاد (تنام عینی ولاینام قلبی) کے کیا معنے اگرچہ بعض شروح مین بعض اعتراضات کے جواب مرقوم ہین مگر لایق تشفی نہین بلکہ مزید بران انواع انواع کے شبہات قلب مین جاگزین ہوتے ہین حضور پر نور خوب حدیث شریف کے ظاہری و باطنی مطلب اور مولانا کے اشعار کے مدعا سے مطلع فرمائین -

الجواب - اوّل چند امور بطور مقدمات عرض کرتا ہون کہ مطلب مین سہولت ہو - **امر اول** جو امر نص مین مسکوت عنہ ہو اوسکا دعوی کرنا کسی قرینہ سے نص کی مخالفت نہین البتہ امر مثبت فی النص کی نفی یا منفی فی النص کا اثبات یہ مخالفت نص کی ہے - **امر دوم** - جو واقعہ وجوہ مختلفہ کو محتمل ہو اور اوس کی وجہ منقول نہ ہو کسی دلیل ظنی سے اوسکی تعیین کرنا کچھ مضائقہ نہین جیساکہ فلاسفہ مورخین نے ظن سے ہر واقعہ کے اسباب و علل نکالے ہین **امر سوم** اتحاد اثر سے اتحاد سبب ضروری نہین اسیطرح اتحاد سبب سے اتحاد سبب السبب ضروری نہین **امر چہارم** کاملین کو استغراق دائمی نہین ہوتا **امر پنجم** کسی شئے کا محمود ہونا اوس کے مقصود ہونے کو مقتضی نہین **امر ششم** اشعار مین بہت سی لفظی شاعری رعایات بھی ہوتی ہین **امر ہفتم** کسی حاسہ کے تعطل سے اوسکے مدرکات کا ادراک نہین ہوتا - بعد تمہید ان مقدمات کے سننا چاہیے کہ مولانا نے اوّل اذان بلال رض کا نذی حق سے ناشی ہونا بیان کیا ہے اس شعر مین سے ازان دمی کادم الخ اسکے بعد دو شعرون مین اوس

ندائے حق کا اثر بیان فرماتے ہین کہ آپ اوسکے اثر سے بیخود و مستغرق ہوگئے اور استغراق مین نماز قضا ہوگئی تو غب تعریس مین اوس محبوب مطلق یعنی ذات حق کے روبرو آپ کی روح بحیثیت استغراق حاضر تھی آھ یہان مولانا نے استغراق کو سبب فوت صلوۃ کا ٹھہرایا اور حدیث مین اسکی وجہ نوم آئی ہے مگر چونکہ ممکن ہے کہ نوم کے بعد یہ استغراق ہوگیا ہو لہذا کچھ تعارض نہین اب یہ کہ طول نوم کی کیا وجہ تھی سو نوم بلال وغیرہ کا سبب تجلی شیطان ہونے سے یہ لازم نہین کہ نوم نبوی کی وجہ بھی یہی ہو بلکہ ممکن ہے کہ وہ استغراق ہو کیونکہ اتحاد اثر سے اتحاد سبب ضروری نہین۔ (بحکم مقدمہ سوم) اور ہر چند کہ حدیث مین استغراق کا سبب ہونا مذکور نہین مگر اوسکی نفی بھی نہین تو اگر اوسکے سبب ہونے کا دعوے کیا جاوے تو حدیث کی مخالفت نہین (بحکم مقدمہ اول) اور چونکہ آپ کی شان پاک کے مناسب یہی وجہ ہے اسلیے دوسرے وجوہ محتملہ مین سے اسکو ترجیح دینا مضائقہ نہین (بحکم مقدمہ دوم) اور مولانا نے محض استغراق کا اثر ندا ہونا بیان کیا ہے جو کسی درجہ مین محمود ہے اوس کا فضل بیان کرنا مقصود نہین تاکہ یہ شبہ ہو کہ اگر استغراق مین یہ فضیلت ہے تو نماز کیون فوت ہوئی کیونکہ محمودیت مستلزم مقصودیت نہین (بحکم مقدمہ پنجم) اور چونکہ استغراق دائمی نہین ہوتا اس لیے دوسرے حالات کے اعتبار سے شبہ نہین ہوسکتا (بحکم مقدمہ چہارم) اور لفظ عروس صرف رعایت لفظی ہے نہ بیان اشتقاق تاکہ لغت کے منافی لغۃ کا شبہ ہو (بحکم مقدمہ ششم) اور وقت مبصرات سے ہے اور نوم عین سے کہ مثل نعاس کے ہم حاسہ بصر معطل اور قوت التفات مختل ہوجاتی ہے لہذا اوسکا ادراک نہ ہوا (بحکم مقدمہ ہفتم) فقط

سوال - قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم - بعد سلام سنت الاسلام آنکہ اس احقر نے اپنے مرشد کی حیات ظاہری مین قریب پانچسال کے ریاضت شاقہ کرکے کسیقدر دل کی صفائی حاصل کی تھی اور امید تھی کہ نقشہ حب الٰہی دل پر منقش ہوجائے گا مگر بقول شخصے ؎ تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل + کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را مولانا کی عمر نے وفا نہ کی سب بنا بنایا کھیل بگڑ گیا نفس اور شیطان جو انسان کے حقیقی دشمن ہین اونکا قابو چلگیا قافلہ سالار آگے چلدیا قافلہ جنگل مین ٹکراتا رہا کچھ عرصہ تک تو ذوق و شوق رہا آخر کو اوسمین کمی شروع ہوئی غرضکہ اب حالت ناگفتہ بہ تک پہونچگئی نہ کہتے بن پڑتی ہے نہ چھپانے سے کام چلتا

ہے طبیب حاذق سے مرض چھپانا گویا کہ اپنی موت کا سامان کر لینا ہے چونکہ عرصہ سے احقر کا میلان خاطر حضور پر نور کیطرف ہے اس لیے آپ سے زیادہ کوئی اپنا معالج نہین سمجھ سکتا اور اللہ کی ذات سے اُمید ہے کہ بہت جلد اصلاح اور درستی ہو جائیگی مفصل حالات تحریر کرنے کے واسطے تو ایک دفتر چاہیے مگر کسیقدر مجملاً حضور کی اطلاع کے واسطے تحریر کرتا ہون - چھ ماہ کا عرصہ ہوا کہ ایک عورت جس کا چال چلن اچھا نہین ہے خواہ مخواہ میریطرف رجوع ہو گئی اول تو اپنے ناز و انداز سے میرے دل کو لبھایا اور جب اپنے اوپر اوس نے مجھکو فریفتہ کر لیا تو خود بخود کشش کر بیٹھی بس اوسکا کھنچنا میرے لیے قیامت کا آجانا ہو گیا عشقبازی کا مزا درد فراق کی لذت ہجر کی کیفیت وصل کی طلب کا پورا پورا ذائقہ آگیا قصہ حضرت شیخ صنعان رح کا جو منطق الطیر مین پڑھا تھا وہ ہو بہو مجھپر صادق آگیا جو جو کچھ نہ کرنا تھا کیا مصرع کیا کیا نہ کیا عشق مین کیا کیا نہ کرین گے ۔ ورد و وظائف تو درکنار نماز تک چھوٹ گئی اوسکے ہی نام کا وظیفہ اور باتین ورد زبان ہونے لگین اور اوسی کے روئے کتابی کا مطالعہ کرنے لگا ۔ عشق کے مکتب مین آیا ہون دبستان چھوڑکر ۔ اب پڑھا کرتا ہون حسن و عشق قرآن چھوڑکر ۔ غرضکہ اس جنون کا اسوقت پورا شباب ہے اوس کے وصل کی تدبیر مین ہون مگر کبھی کبھی خیال مین آجاتا ہے افسوس کیا حال ہو گیا مصرع بتون کو پوجتا ہون اور پھر سید ہا مسلمان ہون ۔ اسی خیال مین تھا کہ آج حضور کو خط تحریر کیا اگرچہ بہت روز سے چاہتا تھا کہ آپکو تحریر کرون مگر وقت نہین آیا تھا اب اسکا وقت آگیا اور خدا تعالیٰ کی ذات سے اُمید ہے کہ اب اصلاح ہو جائے گی اسلیے عجز و انکسار کیساتھ عرض ہے کہ اس احقر کو ورطۂ ہلاکت سے نکالیے للہ میرے واسطے دعا فرمائیے آپ پر میرا حق ہے آپ مجھکو اپنا غلام تصور کرین اور دعا کرین یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ میری طبیعت بالکل پھر جائے اور برگشتہ ہو جائے پیشتر اس سے کہ وہ مجھ سے کشش کرے ورنہ میرے لیے قیامت ہو جائیگی گستاخی معاف فرماوین ضروری امر تھا جسکی وجہ سے تحریر کیا گیا یہ سب امور لغویات مین سے ہین اصل اصول عشق خداوندی ہے اللہ تعالیٰ اپنا عشق اور اپنے حبیب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی الفت عطا فرماوے آمین ۔

الجواب ۔ مشفقم ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ اوّل یہ سمجھ لینا چاہیے کہ بدون ہمت کے آسان سے آسان کام بھی نہین ہوتا دیکھیے امراض ظاہرہ مین علاج کے لیے دوائے تلخ و ناگوار پینا

پڑتی ہے چونکہ صحت مطلوب ہوتی ہے اس لیے ہمت کرکے پی جاتے ہین اور امراض باطنی مین تو زیادہ اسکی ضرورت ہوگی جب یہ امر معلوم ہوا تو اب اسکا علاج سنیئے اور ہمت کرکے بنام خدا اسکا استعمال کیجیے انشاء اللہ تعالی شفاے کامل حاصل ہوگی علاج اوسکا مرکب ہے چند اجزا سے اوّل اوس مردار سے قطعاً تعلق ترک کردیجیے یعنی اوس سے بولنا چالنا اوسکو دیکھنا بھالنا اوسکا جانا آنا حتی کہ دوسرا شخص بھی اگر اوسکا تذکرہ کرے قطعاً روکدیا جاوے بلکہ قصداً تبکلف کسی بہانہ سے اوسکو خوب برا بھلا کہکر اوس سے خلاف وخصومت کرلیجاوے اسطور پر کہ اوس کو ایسی نفرت ہوجاوے کہ اصلاً اوسکو اوہر میلان و توقع رام ہونے کی باقی نرہے اور اوس سے ظاہراً اسقدر دوری اختیار کیجاوے کہ کبھی غلطی سے بھی اوسپر نظر نہ پڑے غرض اوس منے انقطاع کلی ہوجاوے دوم ایک وقت خلوت کا مقرر کرکے غسل تازہ کرکے صاف کپڑے پہنکر خوشبو لگاکر تنہائی مین روبقبلہ ہوکر اول دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھکر اللہ تعالے کے روبرو خوب استغفار اور توبہ کیجاوے اور اس بلاسے نجات بخشنے کی دعا والتجا کی جاوے پھر ۵۰۰ سے لیکر ۱۰۰۰ مرتبہ تک لا آلہ الا اللہ کا ذکر اسطرح کیا جاوے کہ لا آلہ کیساتھ تصور کیا جاوے کہ مین نے لا آلہ کے ساتھ سب غیر آلہ کو قلب سے نکالدیا اور الا اللہ کیساتھ خیال کیا جاوے کہ مین نے محبت الٰہی کو قلب مین جمالیا یہ ذکر ضرب کے ساتھ ہو سوم جس بزرگ سے زیادہ عقیدت ہو اوس کو اپنے قلب مین تصور کیا جاوے کہ بیٹھے ہین اور سب خرافات کو قلب سے نکال نکال کر پھینک رہے ہین چہارم کوئی حدیث کی کتاب کا ترجمہ ہو یا دیسی ہی کوئی کتاب ہو جسمین وعید اور غضب الٰہی کا جو نافرمانون پر ہوگا ذکر ہو مطالعہ کثرت سے کیا جاوے پنجم ایک وقت معین کرکے خلوۃ مین یہ تصور باندھا جاوے کہ مین حقتعالی کے روبرو میدان قیامت مین حساب کے لیے کھڑا ہون اور حقتعالی فرمارہے ہین کہ اے بیحیا تجھکو شرم نہین آتی کہ ہمکو چھوڑکر ایک مردار کیطرف مائل ہوا کیا ہمارا تجھپر یہی حق تھا کیا ہمنے تجھکو اسی لیے پیدا کیا تھا اے بے حیا ہماری ہی دی ہوئی چیزون کو آنکھہ کو دل کو ہماری نافرمانی مین تو نے استعمال کیا کچھہ شرم بھی آئی بڑی دیر تک اس مراقبہ مین غرق ومشغول رہنا چاہیے اور یہ مین اوپر لکھہ چکا ہون کہ گو نفس کو تکلیف پہونچے مگر اس نسخہ کو ہمت کرکے بناہ کر کرنا چاہیئے اللہ تعالی شافی مطلق ہے والسلام فقط ۹ شعبان ۱۳۱۰ھ

تفضیل جہر بر خفی و تحقیق نور نیلگون و عدم التفات بآن

سوال- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ- اگرچہ ہم ذکر برابر کئے جارہے ہین لیکن یہ معلوم نہین ہے کہ حضور نے ذکر جہر ارشاد فرمایا ہے یا کیا اور ہم ابھی تک برابر ذکر جہر کیے جارہے ہین اور وہ ہی حالت ہے لیکن نور نیلگون بہت کثرت سے ظاہر ہوتا ہے اور حضور نے جو بارہ ہزار ارشاد فرمایا تھا وہی برابر کرتا ہون اور پیر جو مرید کو توجہ دیتے ہین اگر مرید دور ہے تب بھی توجہ پیر کی ہوتی ہے یا نہین یون تو توجہ ہونا پیر کا ضروری نہین بلکہ وہ توجہ جیسا کہ مرید کے حاضر رہنے مین دیسے ہی جس سے مرید کی قلب پر حرارت پیدا ہوتی ہے اوس قسم کا توجہ دور کے مرید کو بھی دے سکتے ہین یا نہین-

الجواب عزیزم- السلام علیکم ورحمۃ اللہ- ذکر دونون طرح مفید ہے لیکن جہر اچھا معلوم ہوتا ہے آپ بھی جہر کرین مگر اسقدر جہر نہو کہ لوگون کو تکلیف پہونچے یہ نور نیلگون وغیرہ اہل طریقت کے نزدیک انوار لطائف کے ہین جو ذکر سے منور ہو جاتے ہین گو یہ مقصود نہین مگر علامت محمود ہے انشاء اللہ تعالےٰ روز بروز ثمرات نیک مرتب ہوتے رہین گے حتی کہ مقصود حقیقی تک وصول میسر ہو جاویگا اپنے کام مین لگے رہین ان حالات مین غور و فکر نہ کرین کہ یہ کیا چیز ہے کیا بات ہے سب سے قطع نظر کر کے ذکر کو مقصود سمجھنا چاہیے اگر فرصت ہو تو چھ ہزار اسم ذات اور بڑھا دین اور توجہ کی حقیقت اور اوسکے اقسام اور حاضر و غائب سے اوسکا اثر ہونا یہ بات زبانی بیان کرنے کی قابل ہے تحریر سے سمجھ مین نہ آویگی فقط ۲۵- شعبان ۱۳۲۱ھ

علاج شخصے کہ بعد حفظ قرآن درویشی اختیار کرد

سوال- یہان ایک حافظ صاحب ہین کہ پیشہ نعلبندی کا کرتے ہین اور درویش دوست اور ذاکر و شاغل آدمی ہین کل اونہون نے بندہ سے کچھ اپنے حالات کہے اور اصلاح چاہی بندہ نے عذر کیا کہ مین طفل مکتب ہون اصلاح و علاج سے کیا علاقہ اور حضور کا پتہ بتا دیا اونہون نے اصرار کیا کہ تمہی ایک عریضہ لکھ- حال یہ ہے کہ یہ صاحب ایک پنجابی درویش صاحب خاموش صاحب نامی کے پاس کسیوقت مین حاضر ہوئے تھے طبیعت کے نہایت غبی ہین لیکن قرآن شریف حفظ کرنے کا شوق بیحد تھا درویش صاحب نے دعا کی جس سے بالکل خلاف امید اوسی سال مین قرآن شریف حفظ ہو گیا تب اونہون نے اونہین کی صحبت چند روز اختیار کی بیعت تو نہین ہوئی مگر کچھ سیکھ لیا جب سے انکی یہ حالت تھی کہ صرف اپنی سدرمق کی مقدار پیشہ نعلبندی

تین لکھا لینا اور جب اتنا ملگیا تو نفل باندھنے سے بھی انکار کر دینا انکی بیوی بچے بھی مرگئے مگر ان کو مطلق پروا نہیں نفل باندھتے ہین اور جماعت قضا نہین ہوتی اگر کوئی اہل اللہ ملجاتا ہے تو نعلبندی کی بھی پرواہ نہین قرآن شریف نہایت اچھا پڑھتے ہین اب چند روز ہوے کہ ایک فقیر صاحب بجنور مین آئے تھے ظاہر پابند شریعت تھے بہت لوگ اونکی طرف رجوع تھے چند اشخاص نے انسے بھی کہا کہ چلو انہون نے اول انکار کیا مگر لوگون کے اصرار سے چلے گئے فقیر صاحب نے انکو پاس بلاکر دو زانو بٹھلایا اور کہا آنکھین بند کرو اور زبان کو تالو سے لگاکر سانس مین خیال کرو کیا آواز معلوم ہوتی ہے انہون نے اسیطرح کیا معلوم ہوا کہ نیچے اوپر دونون سانسون مین اللہ اللہ نکلتا ہے فقیر صاحب نے فرمایا اسیطرح روز ذکر کیا کرو انہون نے چند روز کیا اب کہتے ہین کہ میرے سینہ مین سوزش ہے اور قلب مین وحشت اسقدر ہوگئی ہے کہ کسی کام مین دل نہین لگتا حتی کہ نماز و تلاوت مین بھی دل گھبراتا ہے کہتے ہین کہ قریب ہے کہ نماز چھوڑدون احقر نے ہرچند عذر کیا مگر اونہون نے کہا ضرور کچھ بتادو اب حضور کوئی علاج ارشاد فرمادین؟

الجواب - ان صاحب سے کہدیجیے کہ گھبراوین نہین اور وہ ذکر اگر اب بھی کرتے ہون تو اونسے کہدیجیے کہ اوسکو بالکل چھوڑدین اور بجاے اوسکے اوتنا وقت تلاوت قرآن یا درود شریف مین صرف کرین اور چلتے پھرتے بھی درود شریف پڑھین اور ہر نماز کے بعد اور رمضان شریف مین صرف مغرب و عشا کے بعد اور سحر کھاکر درود شریف گیارہ مرتبہ پانی پر دم کرکے پیا کرین اور خلوت مین بیٹھکر اپنے قلب پے چاند کا تصور کیا کرین اور آب تازہ یا آب گرم سے جو موافق مزاج ہو روزانہ غسل کرلیا کرین اور تین چار روز کے بعد اپنے حالات سے پھر اطلاع دین انشاء اللہ تعالی بالکل سکون ہوجاوے گا اور آیندہ سے اسکا خیال رکھین کہ ہر شخص کی تعلیم پر خصوصا سیاحون کی ہرگز عمل نہ کرین کسی شیخ محقق کو اپنا عروہ وثقے بنالین - والسلام ۲۵ - شعبان سنہ ۱۳۲۱ھ

سوال - ایک بات قابل دریافت ہے وہ یہ ہے کہ صراط مستقیم مین مولانا اسمعیل شہید نے حب ایمانی یا عقلی کو حب نفسانی یا عشق پر بہت کچھ ترجیح دی ہے اور طریق عشق کو ایک حد تک مذموم ثابت کیا ہے حالانکہ بڑے بڑے صوفیہ کرام مولانا رومؒ - جامیؒ - وغیرہ نے عشق کی مدح سرائی کی ہے اسباب مین حضرت کی جو تحقیقی راے ہو اوس سے مفصل مطلع فرمایئے؟

تشفیٔ نفس حب عقلی ...

الجواب - اول یہ مقدمات سمجھنا چاہیے اول فضیلت دو طرح کی ہوتی ہے ایک باعتبار ذات شئے کے دوسری باعتبار کسی حالت خاصہ کے اول کو فضیلت ذاتیہ دوسری کو اضافیہ کہنا مناسب ہے دوم کمالات ولایت کے مستفاد ہوتے ہین کمالات نبوت سے اسلیے جو کمال ولایت کا جسقدر کمال نبوت کے ساتھ مشابہ ہوگا وہ دوسرے کمال سے جو مشابہت مین کم ہے افضل ہوگا سوم عشق ایک خاص درجہ ہے محبت کا جسمین ہیجان و غلیان ہوتا ہے ان مقدمات کے بعد جاننا چاہیے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام مین جو صفۃ محبت الٰہی کی ہوتی ہے اوسمین ہیجان نفسانی نہین ہوتا اسلیے بالیقین یہی نوع محبت کی فی نفسہ افضل ہوگی مگر کسی خاص استعداد و صلاحیت کے اعتبار سے تربیت باطن مین دوسرے نوع کا انفع و اوفق ہونا ممکن ہے جیسے کہ گوشت فی نفسہ افضل الاغذیہ ہے لیکن کسی خاص طبیعت کے اعتبار سے آش جو کو اصلح کہا جاتا ہے - پس مولانا شہید رحمہ اللہ فضیلت ذاتیہ کے مرتبہ مین حب ایمانی کو ترجیح دے رہے ہین اور بعض آثار مغلوبیت کے اعتبار سے حب نفسانی کو مضر بتلا رہے ہین اور دوسرے حضرات صوفیہ رحمہم اللہ فضیلت اضافیہ کے مرتبہ مین عشق کی مدح کر رہے ہین کیونکہ ایسے مضامین اکثر اہل حال کے کلام مین وارد ہین جنکو تحقیقات عامہ مقصود نہین یا مراد اون حضرات کی اصطلاح عاشق سے مطلق کمال محبت ہو جو شامل ہے محبت ایمانی کو بھی اور مقصود مذمت کرنا ہو اوس شخص کی جسمین یہ کمال نہین ہی جیسے حدیث مین ہے لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ الحدیث پس دونون توجیہ پر مولانا اور صوفیہ کے کلام مین تعارض نہین ہی واللہ اعلم

۱۷ - شوال ۱۳۲۱ھ ہجری

خط ہدایت نمط نزد عزیزے کہ از ہجوم وساوس و خطرات عاجز و مغلوب آمدہ قصد خودکشی کردہ بود

از اشرف علی عفی عنہ بخدمت مومن کامل مجاہد النفس بارک اللہ تعالیٰ فی ایمانکم - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - کئی روز ہوے آپکا خط آیا حالات معلوم ہوے ماشاء اللہ آپکا ایمان بالکل کامل ہے اسمین کسی طرح کا نقصان و خلل نہین ہی جو حالت آپ نے لکھی ہے اور اسکو موجب نقصان ایمان سمجھا ہے یہی حالت آپ کے کمال ایمان کی دلیل ہے مگر چونکہ آپ کو ابھی علم کم ہے اسوجہ سے اندیشہ و قلق کا ہجوم ہوگیا ہے ورنہ آپ کی حالت بڑی خوشی کے قابل ہے یہ حالت وسوسہ کی خواہ وہ ایک وسوسہ ہو یا ہزار ہون کچھ اسکو اول پیش نہین آے کوئی ایسا سالک و واصل الی اللہ نہین ہے

(حاشیہ:) [illegible]

جسکو رستہ مین یہ گھاٹی نہ آتی ہو پس اُنمین جو خود عارف یا کسی عارف سے تعلق و محبت و اعتقاد
کا رکھنے والا ہے اُسکی نظر مین تو یہ لاشئے محض معلوم ہوتی ہے اور جو ناواقف ہین وہ تل کو پہاڑ
کر کے طرح طرح کی پریشانیون مین مبتلا ہو جاتے ہین ای عزیز صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بڑھکر
کسی عالم کا کسی عارف کا رتبہ نہین ہوا اُن تک کا یہ قصہ پیش آیا کہ انواع انواع وساوس نے
گھیرا اور وساوس بھی ایسے جسکو وہ زبان پر لانا جلکر کوئلہ ہو جانے سے بدتر اور سخت تر اور گران تر
و ناگوار تر جانتے تھے آخر انہون نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین اسکو ذکر کیا حضور نے فرمایا
ذاک صریح الایمان یعنی یہ تو کھلی نشانی ایمان کی ہے دو وجہ سے اول اسلیے کہ چور وہان جاتا ہے
جہان متاع پاتا ہو پس اگر متاع ایمان اس شخص کے قلب مین نہ ہوتا تو ہرگز شیطان اسکے پیچھے
نہ پڑتا یہی وجہ ہو کہ اکثر نیک لوگون کو وساوس پیش آتے ہین اور جو فساق و فجار و اشرار ہین اُنکو
کبھی اسکا اتفاق بھی نہین ہوتا کیونکہ شیطان ان سے جب گناہ کرا رہا ہے تو اُسکو کیا ضرورت ہی
کہ وہ ایسے امر مین مبتلا کرے جسمین کسی قسم کا گناہ بھی نہین نرا رنج ہی رنج ہے۔ دوسرے اسلیے
علامت ایمان کی ہی کہ مومن نے جب اسکو برا سمجھا پس اگر اس شخص کے ایمان مین خلل ہوتا تو
اُن خیالات کفریہ کو حق سمجھتا اور اُنکو دل سے قبول کرتا اور اُن پر مطمئن ہوتا اور اُنمین اسکے قلب کو
انشراح ہوتا کراہت نہ ہوتی جیسا تمام کفار کو دیکھا جاتا ہے جب اس شخص نے اُنکو مکروہ سمجھا تو اُنکے
اضداد کو حق سمجھتا ہو اور یہی ایمان ہے۔ غرض ان وجوہ سے یہ علامت ایمان کی ہی ہرگز ہرگز کفر
نہین بلکہ گناہ و معصیت بھی نہین کیونکہ گناہ وہ فعل مذموم ہی جو باختیار خود کرے اور چونکہ وساوس
پر اختیار نہین ہے اسلیے وہ گناہ نہین ہو سکتا جب گناہ نہین پھر اُسپر پریشان ہونا فضول ہی۔ یہ تو
تحقیق ہے وسوسہ کی برے یا بھلے ہونے کی رہا اسکا علاج بس سب معالجات سے بہتر علاج جسکو
اکسیر اعظم کہنا چاہیے یہی ہے کہ اسکا کچھ علاج نہ کیا جاوے بلکہ جرأت و دلیری کے ساتھ اور یقین و
عزم کے ساتھ یہ سمجھے اور دلمین خیال کرے کہ جب یہ عند اللہ گناہ نہین اور شرعاً کوئی مرض نہین
پھر کیا غم بلکہ جب یہ معلوم ہو گیا کہ یہ دلیل ایمان ہے تو اُسپر الٹا اور خوش ہونا چاہیے جب یہ شخص
خوش ہوگا تو شیطان نے وہ وسوسہ تو خاص اسی لئے القا کیا تھا کہ یہ شخص محزون ہوگا جب وہ دیکھیگا
کہ یہ شخص تو خوش ہوتا ہے اور اسکا خوش ہونا اُسکو پسند نہین پس وہ وسوسہ ڈالنا چھوڑ دے گا

اور بہت آسانی سے اس شخص کو اس سے نجات ہو جاوے گی۔ اور اگر نجات نہ بھی ہو تو بھی پروا
نہیں کیونکہ جب یہ معصیت نہیں تو اس سے نجات کی ضرورت کیا ہے اور جیسا بے پروائی و دلیری
اور بے توجہی سے یہ قطع ہو جاتا ہے اسیطرح اگر اس سے ڈرا کرے اور اس کے غم میں پڑ جاوے اور
ہر فکر و ذکر رکھے اور سوچا کرے تو یہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے گو اسکے بڑھنے سے گناہ تو نہیں ہوتا
مگر خواہ مخواہ ایک واہیات پریشانی ہوتی ہے پس عمدہ علاج یہ ہے اور ہر وسوسہ کا بالتفصیل جواب
سوچنا یا کسی سے پوچھنا یہ طریقہ مضر ہے اسمیں اگر فوری تسلی بھی ہو جاتی ہے تو دو چار روز کے بعد پھر
اُس جواب میں کوئی خدشہ ہو جاتا ہے پھر وسوسہ ستانے لگتا ہے اور نفس میں اچھا خاصہ ایک
مناظرہ کا میدان گرم ہو جاتا ہے اس لیے اس طریق کو ہرگز اختیار نہ کرنا چاہیے بلکہ بجائے اس سوچ
بچار کے ذکر اللہ کا شغل رکھے کہ وہ قاطع وسوسہ بھی ہے جیسا حدیث میں آیا ہے اور اس سے
قلب میں بھی قوت پیدا ہوتی ہے جس سے وہ ایسے خرافات سے متاثر نہیں ہوتا پس خلاصہ تمام
تقریر کا تین امر ہوئے ۱ ایسے وساوس کی کچھ پروا نہ کریں نہ اُنکے دفع کی فکر کریں ۲ اسکا جواب
نہ سوچیں نہ کسی سے وجہ پوچھیں کتاب و سنت کو بلا دلیل حق سمجھیں اور اسکے خلاف کو اعتقاداً
باطل سمجھیں گو کسی بات کی وجہ سمجھ میں نہ آوے گو قلب میں اسکا خطرہ آوے ۳ ادھر سے
اعراض کر کے اللہ کے ذکر میں متوجہ رہیں خواہ درود شریف خواہ استغفار یا اور کچھ اُسی میں
خیال لگائے رہیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے قلب کو ایک ہی روز میں بلکہ ایک ہی منٹ میں پوری
تسکین و راحت حاصل ہو جاوے گی اور پھر کبھی عمر بھر بھی تشویش نہ ہوگی۔ اگر اور کوئی بات پوچھنا
ہو بے تکلف ظاہر کر دیں والسلام از تھانہ بھون یکم جمادی الاولی ۱۳۲۱ھ

سوال۔ ایک مختصر مضمون میں شریعت اور طریقت اور معرفت اور حقیقت کی حقیقت اور ان کا
باہمی تعلق لکھکر مرحمت فرمائیے۔

الجواب۔ شریعت۔ نام ہے مجموعہ احکام تکلیفیہ کا اُس میں اعمال ظاہری و باطنی سب آگئے اور
متقدمین کی اصطلاح میں لفظ فقہ کو اس کا مرادف سمجھتے تھے جیسے امام ابو حنیفہ رحمہ سے فقہ کی یہ تعریف
منقول ہے معرفۃ النفس مالہا وما علیہا پھر متاخرین کی اصطلاح میں شریعت کے جزو متعلق باعمال
ظاہرہ کا نام فقہ ہو گیا اور دوسرے جزو متعلق باعمال باطنہ کا نام تصوف ہو گیا ان اعمال باطنی

کے طریقوں کو طریقت کہتے ہین پھر ان اعمال باطن کی درستی سے قلب مین جو جلاء وصفاء پیدا ہوتا ہے اُس سے قلب پر بعض حقائق کونیہ متعلقہ اعیان واعراض بالخصوص اعمال حسنہ و سیئہ وحقائق الٓہیہ صفاتیہ وفعلیہ بالخصوص معاملات فیما بین اللہ وبین العبد منکشف ہوتے ہین ان مکشوفات کو حقیقت کہتے ہین اور اِس انکشاف کو معرفت کہتے ہین اور اس صاحب انکشاف کو محقق وعارف کہتے ہین بس یہ سب اُمور متعلق شریعت ہی کے ہین اور عوام مین جو یہ شائع ہوگیا ہے کہ شریعت صرف جزو متعلق باحکام ظاہرہ کو کہنے لگے ہین یہ اصطلاح کسی اہل علم سے منقول نہین اور عوام کے اعتبار سے اس کا منشا بھی صحیح نہین کہ وہ اعتقاد تنافی ہے ظاہر اور باطن مین۔ واللہ اعلم ۱۷- جمادی الاولی ۱۳۲۲ھ

ایک خط اور اُس کا جواب

میرے مولٰنا مرشدنا۔ السلام علیک مجھپر اسوقت ایک حادثہ بہت بڑا گذرا ہو کہ جس کے بار گران کو متحمل میرا قلب نہین ہوتا ہے میرا فرزند جگر بند بعمر ۱۹ سال کہ اُس نے اپنی ذاتی لیاقت سے انٹرنس پاس بھی کر لیا تھا اب زمانہ اُس کے پھل پھول کا آیا تھا یک لخت بمرض ہیضہ مبتلا ہوکر راہی ملک عدم ہوا چونکہ وہ میرے ایک ہی لڑکا تھا دنیا مین میرا قصہ ختم ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا ۔ بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے + آپ للہ میرے واسطے دعائے صبر فرمایئے گا ورنہ مجھکو وحشت ہوا چاہتی ہے یا کچھ پڑھنے کو تبلایئے گا

الجواب- مجمع اخلاق والطاف دام لطفہم- السلام علیکم ورحمۃ اللہ- صاحبزادہ کے انتقال سے رنج ہوا اللہ تعالی اُن کی مغفرت فرمادین اور آپ کو صبر جمیل بخشین آپ کیمیائے سعادت یا اُس کے ترجمہ اکسیر ہدایت کا باب صبر نکالکر بتکرار مطالعہ کیجیے اور لاحول اُٹھتے بیٹھتے کثرت سے پڑھیے اور اخیار مین جس کے ساتھ زیادہ عقیدت ہو اُس کی صورت کا بکثرت خیال رکھیے انشاء اللہ تعالی سکون ہو جاوے گا مین بھی دُعائے خیر کرتا ہون چونکہ آپ کو میرے ساتھ دینی تعلق ہے جس سے خیر خواہی مین تکلف کی اجازت نہین اس لیے یہ بھی لکھنا ضرور ہوا کہ ہمکو انتقال کے رنج سے زیادہ اس بات کا رنج ہے کہ آپ نے وجہ تاسف مین اقتضائے طبعی سے تجاوز کرکے وجہ عقلی اُس کی یہ لکھی کہ انٹرنس پاس کر لیا تھا اور اب زمانہ اُس کے پھل پھول

کا آیا تھا دنیا مین اب میرا قصہ ختم ہو گیا اھ تو معلوم ہوا کہ زیادہ تاسف کی وجہ حظوظ دنیا کا
فوت ہو جانا ہی تو گویا اعظم مقصود دنیا ہے طالب حق کی زبان وقلم سے ایسے کلمات نکلنا ایسا
ہے جیسا موحد کی زبان سے کلمات شرک نکلنا اُس مصیبت سے زیادہ مصیبت یہ ہی کہ قلب
ایسا کیون ہے جسکی یہ آرزوئین ہین اسکی اصلاح ضروری ہی - ۷ ا جمادی الاولی ۱۳۲۲ھ -

شرح الفاظ ثلثہ علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین

یقین کہتے ہین اعتقاد جازم مطابق للواقع کو اگر ادراک کا صرف یہی مرتبہ ہی تو علم الیقین ہے اور اگر
اُس کے ساتھ غلبہ حال بھی ہو لیکن اُس غلبہ مین مدرِک کو غیر مدرَک سے غیبت نہو تو عین الیقین
ہے اور اگر ایسا غلبہ ہے کہ غیر مدرک سے غیبت بھی ہی تو حق الیقین ہے اسکو کتب فن مین مختلف
عنوانات سے لکھا ہی - واللہ اعلم - ۲۹ - جمادی الاولی ۱۳۲۲ھ

حل شعر مثنوی

کور کورانہ مرو در کربلا - تا نیفتی چون حسین اندر بلا + اس مین منشا دتمامتر اشکال کا لفظ تا ہی موجبین
نے عموماً اُس کو تعلیل پر بمعنے کے عربی اور تا کہ (اردو) کے محمول کیا ہی اور احقر اُس کو غایت پر
بمعنے حتی (عربی) اور جبتک (اردو) کے محمول کرتا ہی اب معنی صاف ہین یعنی جبتک حضرت
امام عالیمقام حسین علیہ السلام کی طرح مجاہدہ وبلا وصبر وتحمل جفا مین واقع نہو چکو اور نفس کو ریاضت
کا خوگر نہ بنا لو اُسوقت تک کربلاء مقام عشق مین ناعاقبت اندیشی کے ساتھ قدم مت دھرو البتہ
جسطرح حضرت امام علیہ السلام نے اول اپنی ہمت کو قوی کر لیا تھا اور سب بلاؤن کی برداشت
کرنے کے لئے مستعد ہو گئے تھے اور اُسی وقت میدان کربلا مین تشریف لے گئے تھے اسی طرح اگر تم
پہلے ریاضات و مجاہدات سے نفس مین قوت پیدا کر لو اُس وقت طریق عشق مین آنا مبارک
ہو حاصل اس کا طرق وصول الی اللہ مین سے طریق عشق کو اختیار کرنے کی شرائط کا بیان کرنا
ہے اور جو شخص اس شرط پر قادر نہو اُس کے لیے دوسرا طریق ابرار کا باعافیت موجود ہے حضرت
شیخ شیرازی علیہ الرحمۃ نے اسی کو دوسری عنوان سے ذکر کیا ہے ؎ اگر مرد عشقی کم خویش گیر +
دگرنہ رہ عافیت پیش گیر + ۲۹ - جمادی الاولے ۱۳۲۲ھ

حل اشعار حضرت مولانا جامی قدس سرہٗ - قال العارف الجامی فی وصف یوسف علی نبینا علیہ السلام

مقدس نورے از قید چہ وچون + سر از جلباب چون آورد بیرون + چو آن بیچون درین چون کردہ آرام + بے روپوش کردہ یوسفش نام + (حل مفردات) چہ ترجمہ ماہو کہ موضوع است برائے سوال از جنس یا نوع مرکب وگاہے مستعمل باشد در سوال از مطلق حقیقت خواہ مرکب یا جزو مرکب باشد خواہ بسیط مجرد یا غیر مجرد باشد چون ترجمہ کیف کہ مقولہ است از مقولات تسعہ عرض کہ قسمے است از ممکن وگاہی مستعمل باشد در مطلق صفت حادث باشد یا قدیم ممکن باشد یا واجب ولو بوجوب الذات جلباب چون باضافت مراد قیود ومشارکت وصفت بستر قید را جلباب گفتند آرام تجلی ونزول مقصود کہ منتہائے ارادہ باشد مجازاً اورا آرام گفتہ کہ آرام بمعنے سکون منتہائے حرکت حسیہ وارادیہ میباشد روپوش حجاب مقدمات۔ مقدمہ اولی حق تعالی کو بیچون اور ماہیت وکیفیت سے مطلق کہنے کے دو محل ہین اگر چون کو مقولہ کیف کے ساتھ خاص کہا جاوے اور ماہیت کو جنس ونوع مرکب کے ساتھ تب تو اس سے مطلق اور مقدس ہونا ظاہر ہے کیونکہ مقولہ کیف قسم ہے ممکن کی اور مقسم حق تعالی پر صادق نہین تو قسم بھی صادق نہین ورنہ صدق قسم کا بدون مقسم کے لازم آویگا اور یہ محال ہے اور جنس ونوع دونون مین ترکیب لازم آتی ہے اور وہ مستلزم ہی حدوث کو اور حدوث باری تعالی کا محال ہے پس لامحالہ باری تعالی اس کیف اور اس ماہیت سے منزہ ہے اور اگر چون سے مراد مطلق صفت لی جاوے اور چہ سے مراد مطلق حقیقت لیجاوے تو اس وقت اس حکم مین استعمال مجاز کا ہی کہ عام بول کر خاص مراد لیا یعنی صفات وحقیقت سے مراد ممکن کی صفات وحقیقت ہین پس اس معنے کے اعتبار سے بھی تنزیہ ظاہر ہے ورنہ خود ظاہر ہے کہ اللہ تعالے کے لیے حقیقت اور صفت دونون ثابت ہین۔ مقدمہ ثانیہ تجلی اور نزول معنے لغوی پر محمول نہین الفاظ اصطلاحی ہین مطلق ظہور کو کہتے ہین مثلاً حروف مکتوبہ کو دیکھکر کاتب کا وجود استدلال سے ظاہر ہوتا ہی کہ مصنوع بدون صانع کے پایا نہین جاتا تو ضرور صانع موجود ہے اس معنے کے اعتبار سے حق تعالے تمام موجودات مین متجلی ہین کہ ان سے اُن کے وجود اور صفات کمال پر دلالت ہوتی ہے اتنا فرق ہے کہ یہ ظہور اور تجلی اہل ظاہر کے نزدیک عقلی ہی اور اہل باطن کے نزدیک ذوقی ہے اور اسی تجلی ذوقی کے اعتبار سے گاہے تخصیص کردی جاتی ہے قلوب عارفین کے ساتھ کہ اُنپر تجلی ہوتی

ہے یعنی ظہورحق تعالیٰ کا اشیا ہین ان کے قلوب پر بوجہ خاص یعنی ذوقاً منکشف ہوتا ہو
مقدمہ ثالثہ محال تجلی یعنی اشیاء کو مظاہر اور حجب بھی اصطلاح مین کہتے ہین مظاہر تو اس
اعتبار سے کہ اگر یہ واسطہ نہوتا تو انکشاف وجود واجب کی عند المکلف کوئی صورت نہ تھی تو اشیاء
آلۂ ظہور ہوئین اور حجب اس اعتبار سے کہ اکثر اہل غفلت ان وسائط ہی کو دیکھتے ہین اور ان
سے استدلال وجود صانع پر نہین کرتے تو ان وسائط کی طرف ایسا التفات مانع ہو گیا التفات
الی الصانع سے اس اعتبار سے یہ اشیاء آلۂ اختفار ہو گئین پس صدق مفہومین متضادین کا
اعتبارین مختلفین سے موجب اشکال نرہا۔ مقدمہ رابعہ کبھی کسی نکتہ شاعری یا تحقیقی کی وجہ سے
مطلق اثر کو گو وہ مقصود نہو غایت یعنی اثر مقصود ٹھیرا دیتے ہین۔ مقدمہ خامسہ چونکہ انسان بہ
نسبت اور مخلوق کے عجائب و غرائب کا زیادہ جامع ہے اس کی دلالت بھی صفات کمال الٰہی
پر زیادہ ہوگی اس لیے انسان کو مظہر اتم و منتہاے تجلیات وغیرہ کہتے ہین۔ مقدمہ سادسہ
صوفیہ رح کہتے ہین کہ سب ظہور ذات وصفات حق تعالیٰ کا اُن کی صفت جمال ہے یعنی جمال مقتضی
ظہور کو ہوتا ہے اور ذات وصفات سب جمیل ہین اس لیے مقتضی ظہور کو ہوئین اور یہ اقتضار
بمعنے اضطرار نہین بلکہ ادارح حکمت ہی۔ مقدمہ سابعہ مخلوقات مین اجمل انسان ہو لقولہ تعالیٰ
لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم الآیۃ ولقولہ تعالیٰ وصورکم فاحسن صورکم الآیۃ اور انسانون مین ظاہری
جمال کے اعتبار سے اجمل حضرت یوسف علیہ السلام ہین لقولہ علیہ السلام وقد اعطی شطر الحسن الحدیث

تقریر شرح

جب یہ سب امور ذہن نشین ہوگئے اب مطلب اشعار کا ظاہر ہے یوسف علیہ السلام کے حُسن
کا بیان ہے کہ یون سمجھو کہ نور حق جو کہ بالمعنیین المذکورین فی المقدمۃ الاولیٰ قید ماہیت وکیفیت
سے منزہ ہی وہ قید چون یعنی حجاب مخلوق سے یا بالعنوان دیگر مظہر مخلوق سے کما ذکر کلاہما فی المقدمۃ
الثالثۃ ظاہر ہوا اور ان دو عنوانون مین سے پہلے شعر مین آورد بیرون مین عنوان مظہریت کی
طرف اور دوسرے شعر مین لفظ روپوش مین عنوان حجاب کی طرف اشارہ ہے اور جب اُس
مطلق نے اس مقید مین بالمعنے المذکور فی المقدمۃ الثانیۃ نزول فرمایا جس کو باعتبار مطلق نزول
مقصود کے آرام سے تعبیر کیا گیا یا خاص منتہاے نزول کے اعتبار سے آرام کہا گیا کیونکہ بیان مظہر

خاص انسان ہے کما ذکر فی المقدمۃ الخامستہ تو اُس مقید کا نام روپوشی کے واسطے یوسف رکھدیا
اور اس روپوشی کا ہر چند کہ مقصود ہونے کا دعویٰ نکیا جاوے لیکن چونکہ اُس نزول پر یہ مرتب
ہوئی ہے مجازاً اس کو لفظ پے سے غایت قرار دیدیا کما ذکر فی المقدمۃ الرابعۃ اور یہان نکتہ شاید
یہ ہو کہ اس روپوشی سے ابتلا اور امتحان خلق منظور تھا کہ دیکھین کون محو تماشائے یوسف ہو کر جمیل
حقیقی کو بھولتا ہے اور کون ان کو دیکھکر بزبان حال یہ کہتا ہے ؎ حُسن خویش از روئے خوبان
آشکارا کردۂ ٭ پس بچشم عاشقان خود را تماشا کردۂ ٭ ع چہ باشد آن نگار خود کہ بندد این نگارہا۔ اور
ہر چند کہ یہ تجلی اور یہ احتجاب ہر مخلوق مین حاصل ہی لیکن چونکہ یوسف علیہ السلام صفت جمال مین
اور مخلوق سے اکمل ہین کما ذکر فی المقدمۃ السابعۃ تو آپ خاص اُس صفت کے زیادہ تجلی گاہ
ہوئے جو کہ بمقدمۂ سادسہ اصل منشا ظہور و تکوین کا ہے اس لیے اس تجلی و احتجاب خاص
مین خاص اعتبار سے آپ کو ترجیح ہوئی لہذا اس شعر مین تخصیص کرلی گئی واللہ اعلم۔

۱۴۔ جمادی الاخری ۱۳۲۲ھ

تحقیق نفس

سوال - نفس کیا چیز ہے اگر لمۃ الشر کا نام ہے تو بعض وقت مسلمان طبعاً عبادت کی خواہش
کرتا ہے خصوصاً جب اسمین حق سبحانہ کچھ لذت مرحمت فرماوین اُسوقت ہوائے نفس اور لمۃ الخیر
رضائے باری عز اسمہ مین سوائے اس کے کہ دین اسلام اور شریعت غرا کو ممیز قرار دین اور کوئی
بھی سبیل افتراق ہے یا نہین بظاہر تو جو دل گناہ مین لذت پاتا اور اُسکی خواہش کرتا ہے وہی
عبادت مین لذت پاتا اور اُس کی خواہش کرتا ہو وہی عبادت مین لذت پاتا اور خواہشمند
ہوتا ہے محض یہ سمجھ لینا کہ اول لمۃ الشر من الشیطان ہے دوسرا لمۃ الخیر من الملک ہی دل کو تسکین
نہین دے سکتا اور اگر ہو بھی تو ہر شخص کے لئے نہی النفس عن الہوی پر عمل کرنے کے لیے پورے
علم دین کی ضرورت ہے تھوڑا علم کافی نہین اس صورت مین تکمیل علم زائد از ضرورت جس کو
فرض کفایہ شمار کیا گیا ہے فرض عین اور حد ضرورت مین داخل ہو جائیگا نیز صوفیہ کرام کا مباحات
کو محرمات کے اندیشہ سے ترک کرنا اسی بنا پر ہے کہ ہوائے نفس ہے اور نفس کی جہانتک ہو مخالفت
چاہیے اس بنا پر بھوک کے وقت کھانا اور ضرورت کے وقت مجامعت بھی ہوائے نفس ہو گی پھر
عادت کے موافق یا بغرض حصول لذت عبادت کے وقت طاعت مین مشغول ہونا ہوائے نفس

کیون نہوا البتہ وہ بحکم الطبع ہی اور یہ بحکم الشرع مگر عادت کے درجہ مین یہی عبادت بحکم الطبع
مین داخل ہی اور بسبب عبادت و قوام بدن و تصحیح خیال و ازالہ مادہ فاسدہ کی نیت سے
اکل و جماع بھی بحکم الشرع ہی پھر امتیاز دشوار غرض گو اقناعیت کچھہ ہو جاتی ہی مگر الزام واسکات
بلکہ اطمینان نہین۔

الجواب۔ نفس انسان کے اندر ایک قوت ہی جس سے کسی چیز کی خواہش کرتا ہی خواہ
وہ خواہش خیر ہو یا شر اگر اکثر شر کی خواہش کرے اور نادم بھی نہ ہو اُسوقت امارہ کہلاتا ہے
یعنی کثیر الامر بالسوء اور ہوی اسی مرتبہ کی خواہش کا نام ہی اور کبھی کبھی اُسمین خیر کی بھی
خواہش پیدا ہو جانا اس مفہوم کے منافی نہین کیونکہ کثیر الامر کو دائم الامر ہونا لازم نہین اور اگر
نادم بھی ہونے لگے تو لوامہ کہلاتا ہی اور اگر اکثر خواہش خیر کی کرے اُسوقت مطمئنہ کہلاتا ہے بمعنی
ساکن الی الخیر گو کبھی اُسمین شر کی بھی خواہش بلا عمل احیاناً پیدا ہو جاوے کیونکہ محض انجذاب
بمعنے میلان منافی سکون کے نہین چنانچہ اجسام ثقیلہ باوجود میلان الی المرکز کے ساکن بھی دیکھے
جاتے ہین البتہ اُس خواہش کے مقتضا پر عمل کرنا کہ حرکت من المقر ہے یہ البتہ منافی سکون ہی
تو اس صورت مین مطمئنہ نہ رہیگا غرض دونون خواہشین خیر کی بھی اور شر کی بھی نفس ہی کے متعلق
ہین البتہ اسباب ہر خواہش کے جدا جدا ہین بعض تو مشاہد ہین جیسے نصیحت و صحبت نیک خواہش
خیر کے لئے اور اغوائے و صحبت بد خواہش شر کے لیے اور بعض اسباب غیر مشاہد ہین جیسے القاء
ملک خواہش خیر کے لیے اور القاء شیطان خواہش شر کے لیے اسیکو حدیث مین لمۃ الملک و لمۃ
الشیطان اور ایعاد بالخیر اور ایعاد بالشر سے تعبیر فرمایا ہے اور بزرگون کا مباحات کو چھوڑنا
اس بنا پر نہین کہ مباحات کی خواہش ہوائے نفسانی ہی بلکہ اس بنا پر ہے کہ وہ مفضی الی
الہوی نہو جاوے اس تقریر مین تامل کرنے سے امید ہی کہ سب شبہات زائل ہو جاوینگے
کیونکہ اس مین منشاء اشتباہ کا ارتفاع ہو گیا ہے اور اگر اب بھی کوئی شبہہ رہے تو اُس کی تقریر
مکرر واضح طور پر کیجاوے۔ ۶۔ جمادی الاخری سنہ ۱۳۲۲ھ

سوال۔ حضرت مخدومی و معظمی جناب مولنا مولوی اشرف علیصاحب۔ تسلیم باعث تحریر
آنکہ مین ایک بلا مین مبتلا ہون ایک دوست کی خفگی و ناراضی نے مجھے تباہ کر دیا ہی بلکہ میری

خط وکتابت بر تقصیر رضائے محبوب مجازی

دستگیری فرمائیے توجہ خاص کے ساتھ دعا فرمائیے کہ وہ مجھ سے راضی ہو جاوے اس بارہ میں اگر کوئی وظیفہ و عمل مجرب مرحمت ہو تو عین بندہ نوازی ہے میرا تعلق اُس کے ساتھ اضطراری ہے اختیاری نہیں فسق و فجور کا وہاں خیال نہیں محض میری اوقات گذاری کے لیے واسطہ و ذریعہ ہے اگر یہی حال رہا تو خدا معلوم میرا کیا حال ہوگا اور میرے حال پر نظر فرمائیے اور جلد جواب سے سرفراز فرمائیے۔ زیادہ والسلام۔

الجواب - عنایت فرمائے بندہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ چونکہ آپ سے تعلق پیر بھائی ہونیکا ہے اس لیے گستاخانہ مگر خیر خواہانہ عرض ہے۔

عشق ہائے کز پے رنگے بود ÷ عشق نبود عاقبت ننگی بود ÷ عشق بامردہ نباشد پائدار ÷ عشق را باحی و باقیوم دار ÷ غرق عشق شو کہ غرق ست اندرین ÷ عشقہائے اولین و آخرین ÷ عشق آن بگزین کہ جملہ انبیا ÷ یافتند از عشق او کار و کیا ÷ طلب حق اور غیر پر نظر اللہ سے ڈریئے اور شرمائیے۔ مانا کہ تعلق اضطراری ہے لیکن نظر اور تخییل اور اکتساب تدابیر قرب یہ تو سب اختیاری اور شرعاً معصیت ہے معصیت کے ساتھ قرب حق و رضائے حق کہاں اور اوقات گذاری سے مراد اگر لذت نظر و قرب ہے تو معصیت شریعت ہے اور اگر کفالت رزق و مصارف ہے تو خلق پر نظر معصیت طریقت و خلاف توکل ہے اور یہ جو فرمایا ہے کیا حال ہوگا سو حال کیا ہوتا غایت سے غایت موت - سو من عشق فعف و کتم فمات فہو شہید آپ نے سنا ہوگا اور اگر حال فقر ہے تو سه خدا گر بحکمت بہ بندد درے ÷ کشاید بفضل و کرم دیگرے ÷ غرض توبہ کیجیے مجھکو یہی تعویذ اور عمل آتا ہے گستاخی معاف فرمائیے۔ والسلام - ۱۵ جمادی الاخری سنہ ۱۳۲۲ھ

سوال - ایک امر قابل گذارش ہے اس کا جواب مرحمت فرمایا جاوے۔

حضور اور مولنٰنا احمد حسن صاحب مرحوم اور مولوی شاہ محمد حسین صاحب الٰہ آبادی حضرت حاجی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والغفران کے مرید ہیں باوصف اتحاد بیعت حالت علیحدہ علیحدہ نظر آئی حضور کو سماع سے نفرت اور مولنٰنا احمد حسن صاحب کو نہ اقبال اور نہ انکار اور مولنٰنا محمد حسین صاحب مرحوم کو بغیر سماع چین نہ تھا اسمیں کیا اسرار تھا اور غالباً وجہ انتقال جناب مولنٰنا محمد حسین صاحب مرحوم حضور نے بھی سماعت فرمائی ہوگی اس واقعہ سے مجوزان سماع

ف وجہ اختلاف مذاق در سماع و تحقیق سببیت سماع وفات بعض اہل حال را

کیواسطے ایک بہت بڑا موقع اُس کے جواز کا ملگیا اگر براہ کرم تحریر فرمایا جاوے کہ ایسا کون
قوی سبب ہوا کہ عین حالت سماع مین مولانا صاحب ممدوح ومغفور نے رحلت فرمائی
تو باعث تسکین خاطر خاکسار متصور ہو۔

الجواب۔ کسی دلیل عقلی یا نقلی سے ثابت نہین کہ کسی حالت پر موت آجانا اُس حالت کے
محمود ہونے کی علامت ہی بعض لوگون کو عین معصیت مین موت آگئی ہے چنانچہ پانچ چھہ سال
ہوئے کہ سہارنپور مین ایک بوڑہا آدمی ایک بازاری عورت سے عین مشغولی کی حالت مین
مرگیا تھا اور شدت لذت سے اُس کی روح فنا ہوگئی تھی اسی طرح سکر شدید کہ منجملہ سمیات
ہے قاتل ہے تو اگر کوئی شخص جو غنا ومزامیر کو بدلیل شرعی معصیت کہتا ہے جواب مین بطور
احتمال یہ کہے کہ ممکن ہے کہ اس معصیت مین اُسوقت لذت ایسی شدید ہوئی ہو یا سکر ایسا
قوی ہوا ہو کہ اُس سے روح فنا ہوگئی ہو یا تو اسوجہ سے کہ روح فی نفسہ ضعیف تھی جسکا سبب
ممکن ہے کہ کوئی بیماری ہو جیسا کہ محل کلام مین اختلاج قلب کا مرض پہلے سے عارض تھا یا
یہ کہ سکر ولذت اُس سے بھی زیادہ قوی ہو کہ اُس کی قوت کے اعتبار سے روح قوی بھی
ضعیف ہوگئی کیونکہ قوت وضعف اُمور اضافیہ سے ہی تو استدلال کرنیوالے کے پاس اس
احتمال کا کیا جواب ہی اس سے کوئی بزرگوار یہ نہ سمجھین کہ یہ احقر مولانا مرحوم کی نسبت ایسا خیال
رکھتا ہے حاشا وکلا یہ صرف جواب ہے اہل غلو کا جو ادلہ شرعیہ کے معارضہ مین واقعہ محتملہ سے
استدلال کرتے ہین باقی خود احقر کا مشرب اولاسب کے ساتھ حتی الامکان حسن ظن رکھنا ہی
خصوصًا ایک عالم اور صاحب سلسلہ کے ساتھ پھر خاصکر بعد وفات کے اس لیے میرے نزدیک
اس واقعہ کی توجیہ بظن غالب یہ ہے (اور حقیقت حال اللہ تعالی کو معلوم ہی) کہ مختلفین فی
حکم السماع مین سے مولانا مرحوم کا مذاق یہ تھا کہ سماع فی نفسہ اہل کے لیے جائز ہے اور آلات
مین حرمت لغیرہ ہے اور وہ غیر قوت شہوۃ بہیمیہ ہے اور اپنے کو اس قوت کا مغلوب نپاتے
تھے اس لئے تو جائز سمجھتے تھے اور اس جائز کو وجدان مسئلہ وحدت وجودی نے جس کا سبب
واللہ اعلم کثرت مطالعہ واستماع اقوال موحدین سے شدت تخیل تھا راجح کر دیا تھا کیونکہ سماع
کے وقت بوجہ یکسوئی کے اس وجدان مین ایک خاص قوت ولذت ہوجاتی ہی یہ سبب ہو گیا

تھا اس عمل مین منہمک ہوئے کا جب ایک مجمع مین کہ وہان سب مولنا مرحوم کے ساتھ حسن
ظن رکھتے تھے جو سبب اعظم ہی اجتماع خاطر وانبساط کا اور کوئی سبب انقباض وانتشار
کا وہان نہ تھا وہ مضمون نظم مین پڑھا گیا مضمون حسب مذاق ـــ نظم دلکش ـ کلام
ایک صاحب حال کا پھر معتقد فیہ کا قوال خوش آواز یہ خصوصیات تو فاعل کیجانب مین
کچھ اختلاج کے دورون سے قلب مین ضعف کچھ تقلیل طعام سے روح مین لطافت یہ خصوصیات
منفعل کی جانب مین نغمات والحان سے کچھ ایسا سمان بندھا کہ بیخود ہوگئے اور اُس بیخودی
مین اُس مضمون سے مظہر برنگ ظاہر یا یون کہیے کہ ظاہر برنگ مظہر وجدانا متخیل ہوا اور اس
تخیل کے جزم اور جانب مقابل کیطرف اصلا التفات نہوئے نے شوق من المشاہدہ یا شوق الی
المشاہدہ کو ایسا غالب اور قوی کردیا کہ دفعتہ روح نے تن کو چھوڑ دیا ـ سو اس تقریر پر اس واقعہ
مین کئی جزو مختلف فیہ ہین ـ مثلاً سماع کے باب مین تحقیق مذکور کا صحیح ہونا یا نہونا ـ دوسرے
وحدة الوجود کے یہ معنے ہونا یا نہ ہونا یا خود وحدة الوجود کا مطابق واقع کے ہونا یا نہ ہونا اور
ایک جزو بلا اختلاف قابل نظر ہے کہ خواص کا فعل گو وہ کسی وجہ سے اُنکے لیے مباح ہو اگر عوام
کے لیے موجب مفسدہ ہو جاوے تو خواص کے لیے بھی واجب الترک ہو جاتا ہے لیکن احقر اجزاء
مختلف فیہا مین خود اختلاف کو اور جزو غیر مختلف فیہ مین عدم تعمق یا عدم اطلاع وعدم التفات
الی المفاسد کو موجب عذر سمجھتا ہے بہرحال صاحب حال سے اگر کوئی امر موہم خلاف صادر ہو
تو ہمارے حسن ظن یہ ہے کہ خود اُس کے فعل مین تاویل مناسب کرکے اوسکو قواعد شرعیہ کے
تابع بنادے نہ یہ کہ شریعت مین تبدیل کرکے شریعت کو اوس کے تابع بناوے ـ یہ جواب
ہے سوال ثانی کا اور اسی تقریر مین جو ایک قول یہ ہے (مختلفین فی حکم السماع مین الے
قولہ منہمک ہوتا) اور دوسرا قول یہ ہے (ایک جزو بلا اختلاف الی قولہ واجب الترک ہو جاتا ہے)
ان قولون سے سوال اول کا جواب بھی نکل آیا کہ جو شخص مانع اور خود ممتنع ہے وہ یا تو الات کو
فی نفسہ محرم سمجھتا ہی یا اپنے کو قوت بہیمیہ کا مغلوب پاتا ہے یا اپنے فعل کو موجب مفسدہ عوام
کہتا ہے اور جو شخص نہ انکار کرتا ہے نہ اہتمام کرتا ہے وہ ان امور کو جائز اور اپنے کو قوت
بہیمیہ پر غالب سمجھتا ہوگا اور مفاسد عوام کیطرف ملتفت یا اُن پر مطلع نہوگا یہ وجہ عدم انکار

کی ہے اور وجدان مرجح مثل تخییل وحدۃ الوجود ونحو ذلک اُسپر غالب نہ ہوگا یہ وجہ عدم
اہتمام کی ہے اور انہماک کی وجہ اُن اقوال مین مصرحًا مذکور ہے رہا یہ شبہہ کہ ایک پیر کے
مرید ہوکر عمل مختلف کیون ہے سو ایسے اُمور نہ مریدی کے ارکان ہین نہ شرائط یا لوازم تاکہ
اتحاد سلسلہ کے ہوتے ہوئے اُن مین اختلاف ہونا موجب شبہہ ہو یہ اپنا اپنا مذاق اور
تحقیق اور نظر ہے جسمین خود پیر اور مرید کا باہمدگر مختلف ہونا بھی محل استعجاب نہین فقط -
واللہ اعلم ۲۳ - رجب ۱۳۲۲ھ

سوال - گذارش خدمت ہی کہ لفظ خود بخود آزاد پر اپنی طرف اشارہ کرنے سے کیا مطلب
ہے اور یہ مضمون عارفین کے نزدیک کیا نہایت سخت ہی کہ بوجہ خوف وصال ہوا یا کیا مراد
ہے - خادم کا جی چاہتا ہے کہ اس غزل کی تفسیر موافق مذاق اہل حال آنحضور تحریر فرمادین
نہایت اشتیاق ہے

غزل

آستین بر رو کشیدی ہمچو مکار آمدی	باخودی خود در تماشا سوی بازار آمدی
در بہاران گل شدی در صحن گلزار آمدی	بعد ازان بلبل شدی با نالۂ زار آمدی
شور منصور از کجا و دار منصور از کجا	خود زدی بانگ انا الحق بر سر دار آمدی
گفت قدوسی فقیری در فنا و در بقا	خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

اس سے زیادہ خادم کو یاد نہین شاید اور بھی اشعار ہون (ضمیمہ سوال) مولانا شاہ محمد حسین
خان بہادر صاحب الہ آبادی علیہ الرحمۃ نے ۸ - رجب ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۰۴ء بمقام
اجمیر شریف ساڑھے نو بجے صبح کو انتقال فرمایا نواب سرور جنگ کے مکان پر جو احاطہ درگاہ
شریف مین واقع ہی سماع کا جلسہ تھا مولانا صاحب قدس سرہٗ وہان تشریف لے گئے آستانۂ
مبارک کے قوالون نے حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ غزل شروع کی شعر
آستین بر رو کشیدی ہمچو مکار آمدی + باخودی خود در تماشا سوئے بازار آمدی + مولانا صاحب
نے حسب عادت ہر مصرعہ کی تفسیر فرمانی شروع کی جب قوالون نے مقطع کا شعر یعنی گفت
قدوسی فقیری در فنا و در بقا خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی + گانا شروع کیا تو
مولانا صاحب نے تفسیر اس شعر کی کی اور دوبار الفاظ خود بخود آزاد کو فرمایا اور اپنی طرف اشارہ

کر کے سجدہ مین چلے گئے اور چشم زدن مین روح اقدس قید تن سے آزاد ہوگئی آٹھ بجے شب کو حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے پائین مین مدفون ہوئے۔

الجواب۔ آپ نے اس واقعہ کے متعلق تین سوال کئے ہین اول اشارہ سے کیا مطلب ہے دوسرے وجہ وفات کی تحقیق تیسرے ان اشعار کی تفسیر سو وجہ وفات کا سوال ایک اور صاحب نے بھی کیا ہے اُس جواب کا خلاصہ دوسرے پرچہ پر لکھے دیتا ہون تفسیر سے پہلے ایک تمہید سمجھ لیجیے وجہ اشارہ کا سمجھنا بھی اُسی پر موقوف ہے وہ یہ کہ ممکن من حیث الامکان کسی وصف وجودی کو یا کسی جمال وکمال کو بذاتہ مقتضی نہین ورنہ وہ واجب ہوجاویگا (ھف) پھر جب ان اوصاف کے ساتھ موصوف ہوگا اُسمین کسی علت وواسطہ کی ضرورت ہوگی جو مرجح اتصاف کا ہو اور وہ واسطہ ذات حق مع الصفات والافعال ہے۔ اب رہا یہ امر کہ اس توسط کی کیا کیفیت ہے اور آیا وہ واسطہ فی العروض ہے یا فی الثبوت یا فی الاثبات اسکی تحقیق ازبس طویل ہے اور کلید مثنوی مین بقدر ضرورت مذکور بھی ہے بہرحال اسمین اہل ذوق کے اقوال مختلف ہین لیکن اتنا امر مشترک التسلیم ہے کہ ممکن کو واجب تعالی کی ذات وصفات وافعال کے ساتھ ایک خاص تعلق اور نسبت ہے اور ممکن کے تطورات وجود اُس انتساب کی بدولت ہین پس کمال وجمال کے ساتھ موصوف بالذات والحقیقۃ ذات حق ہے اور ممکنات اُس کے مفتقر اور مستعیر پس بعض اوقات کثرت مراقبات یا قوۃ تخیل یا ذوق وجدانی یا غلبہ فنا وسکر سے یہ اوصاف وکمالات وتطورات تو ملاحظہ مین رہتے ہین لیکن ممکن پر من حیث الخلو اور واجب پر من حیث الاتصاف نظر پڑتی ہے اُسوقت اُن اوصاف کو قالاً وحالاً ذات حق کی طرف نسبت کرنے لگتا ہے جیسے کوئی شخص ید مستعیر کو ملاحظہ مین رکھکر پھر اوس کے غیر مالک ہونے پر اور معیر کے مالک ہونے پر نظر کرے تو بالاضطرار کہہ اُٹھے گا ان ید المستعیر ہی ید المعیر چنانچہ اسی بناپر فقہاء کے کلام مین یہ اطلاق وارد ہے اور اسکو توحید افعالی وصفاتی کہتے ہین اور جب اس حالت کا زیادہ غلبہ ہوتا ہے تو ممکن کا اضمحلال اسدرجہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس قابل بھی نہین معلوم ہوتا کہ اُس کی ذات کو اُسپر محمول کیا جاوے کیونکہ یہ حمل ایجابی بھی ایک گونہ ثبوت موضوع کو چاہتا ہے اور ممکن کے لیے حقیقۃً ثبوت نہین اس لیے جس طرح افعال ممکن کو افعال حق اور

ھف وہ جواب اس سے پہلے سوال کے ذیل مین گذر چکا ہے۔ ۱۲ منہ

اور صفات ممکن کو صفات حق کہدیا تھا اسیطرح ذوات ممکن کو ذات حق کہدیتا ہے اور ان سب
کو اسی ایک ذات کے ظہورات سمجھتا ہے بلا اتحاد و بلا حلول جیسا تصریحاً مولانا نے کہا ہے
؎ اتصالے بے تکیف بے قیاس ÷ ہست رب الناس را با جان ناس ÷ اس حمل کے حکم
کو توحید ذاتی کہتے ہین اور منصور علیہ الرحمۃ کے قول کا منشا یہی تھا اور ہمہ اوست کی ایک تفسیر
یہ بھی ہے اِن اشعار مین توحید کے اِن ہی مراتب کو بیان کیا ہی اب اُنکی تفسیر مین کوئی خفا
نہین رہا اور بعض اوقات خلو ممکن اور اتصاف پر نظر پڑنے کے ساتھہ اوصاف و افعال
و ذوات ممکن ملاحظہ مین نہین رہتے اُسوقت ان سب موصوفات اور اوصاف کو معدوم سمجھتا
ہے اور ان امور کی نسبت ذات حق کی طرف نہین کرتا بلکہ ان سب پر عدم کا حکم کرتا ہی جیسا
نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے قول مین ہے ؎ ہمہ نیستند انچہ ہستی توئی ÷ اور ہمہ اوست کی ایک
تفسیر یہ بھی ہی جسکو مین نے کلید مثنوی کے دیباچہ مین لکھا ہی اور کبھی اوصاف ممکن کے ساتھ
اتصاف ممکن پر بھی نظر ہوتی ہے اور ساتھہ ہی افتقار کو بھی دیکھتا ہی تو ہمہ از وست کہتا ہے
اور یہ حالت صحو کی اور مدرک بالعقل ہے اب رہگئی وجہ اشارہ کی سو چونکہ بہ نسبت دوسرے ممکنات
کی انسان اجمع للکمالات ہی اور اسی بنا پر اُس کو مرتبہ جامعہ اور مظہر اتم کہا گیا ہے اس لیے انتساب
مذکور مین یہ اورون سے زیادہ احق ہے سو میرا ظن غالب یہ ہے کہ مولانا نے اس حالت کے
غلبہ مین اس دلالت وضعیہ غیر لفظیہ سے یودی کے مخاطب کو مشار الیہ بنایا ولعل معنے السجدۃ
ما قال المنصور لما سئل ان کنت انت الحق فلمن تصلی فقال یصلی باطنی لظاہری مگر یہ سب ظن
و تخمین ہے اور حقائق امور پر عالم الاسرار مطلع ہین محض آپ کی خاطر سے لکھدیا ہی اگر غلطی ہوگئی
ہو اللہ تعالی معاف فرماوین والسلام ۲۴ - رجب ۱۳۲۲ھ

سوال - خاندان نقشبندیہ مین جو اول ذکر فکر کے ساتھہ بتلایا جاتا ہی اور تصور شیخ اور پھر رابطہ
اور فنا اور پھر گم شدنی اس کی تفصیل کی مجھے خاص ضرورت ہی جس سے مین ہر ایک بات کو
اچھی طرح سمجھ لون اور پھر ان سے کیا کیا نفع مرتب ہوتے ہین -

الجواب - یہ سوال میری سمجھ مین نہین آیا البتہ جو ذکر اول بتلایا جاتا ہی وہ اسم ذات ہے
لیکن اس قید کے ساتھہ جو سوال کیا گیا ہے کہ فکر کے ساتھہ اس کی تحقیق نہین اور یون ہر ذکر

کے ساتھ فکر واحضار قلب ضروری ہے البتہ متاخرین مشائخ نے اسم ذات کے ساتھ ہی شغل لطائف کا معمول رکھا ہے متقدمین کے یہان یہ طریقہ نہ تھا یہ تو اس کی حقیقت ہے باقی نفع ذکر کا ظاہر ہے بلکہ تمامتر منافع اسی کے ثمرات ہین جس مین اصل نفع وہ ہے جو قرآن مجید مین موعود ہے فاذکرونی اذکرکم الآیہ ۲ و ۳ تصور شیخ کا مفہوم عام ہے رابطہ کے مفہوم سے کیونکہ رابطہ خاص ایک شغل کا نام ہے جسمین شیخ کی صورت ذہن مین حاضر کرکے نظر قلب سے اُس کی طرف ٹکٹکی باندھ کر اور خیال کو سادہ کر دیکھا جاتا ہے - فیفرض کانہ حاضر ناظر لکن تصور ان فقط لا اعتقادا فانہ شرک ولذا یمتنع منہ العوام وہذا ہو المراد فی کلام بعض الاکابر حیث ادخل ہذا فی عموم قولہ تعالٰی ماہذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون یہ تو حقیقت ہے اسکی اور فائدہ اسکا شغف ہے شیخ کے ساتھ جس سے بے تکلف اُس کا اتباع اخلاق واعمال مین ہونے لگتا ہے چونکہ احوال ثمرات ہین اعمال کے اس لیے وہ احوال بھی اسپر وارد ہونے لگتے ہین لکن لما کان ضررہ للعوام اکثر من ہذا النفع المذکور لم یعتبر ہذا النفع فی منہم منہ اور تصور شیخ کوئی خاص شغل نہین بلکہ اُس کی حقیقت وہی ہے جو لغۃً مفہوم ہوتی ہے محل اوسکا وہ وقت ہے کہ ذکر کے ساتھ خطرات فاسدہ کا ہجوم ہو اور دفع کرنے سے مندفع نہ ہوتے ہون تو منتہی تو اُس کا علاج زیادت توجہ الی المذکور سے کرتا ہے اور متوسط زیادہ توجہ الی الذکر سے کیونکہ جب نفس کو ایک طرف توجہ تام ہو جاوے گی حسب قاعدۂ فلسفیہ النفس لا تتوجہ الی شیئین فی آن واحد دوسری طرف نہ رہیگی اور مبتدی چونکہ غائب یعنی مذکور کی طرف زیادت توجہ کا خوگر نہین اور ذکر گو امر حسی مشاہد ومسموع ہے اور توجہ دشوار نہین لیکن اُسکے ساتھ انجذاب طبعی نہین اس لیے وہ جمتا نہین اس سبب سے اُس کے لیے تصور شیخ کو نافع سمجھا گیا ہے کہ وہ محسوس بھی ہے اور محبوب بھی ہے اُس کا خیال جلدی جم جاتا ہے اور خیال جمنے سے خطرات مندفع ہو جاتے ہین مگر بعد اندفاع پھر اس تصور کو نہین جمانے کہ اشتغال بغیر المقصود مخل اشتغال بالمقصود ہے اور اس تقریر سے حقیقت کے ساتھ اُن دونون کا نفع بھی معلوم ہو گیا ۴ و ۵ یہ دونون لفظ بھی متقارب المعنی ہین صرف عموم وخصوص ہی کا فرق ہے فنا عام ہے گم شدن خاص کیونکہ فنا دو قسم ہے۔ فنائے واقعی اور فنائے علمی - فنائے واقعی یہ کہ افعال ذمیمہ وملکات ردیہ زائل ہو جاوین مثلاً ظاہری معاصی جھوٹ جاوین قلب سے

حب غیر اللہ حرص وطول امل وکبر وعجب وریاء وغیرہ سب نکل جائین اس کو فناء واقعی اس لیے کہتے ہین کہ اسمین جو چیز زائل ہوئی ہے یعنی افعال وملکات ردیہ وہ واقع مین بھی فنا ہو گئی بخلاف دوسری قسم کے جیسا عنقریب آتا ہے اور اس کو بعضے اصطلاحاً فنائے حسی بعضے فنائے جسمی بھی کہتے ہین اور فنائے علمی یہ کہ غیر اللہ اس کے قلب سے مرتبہ علم مین نکل گیا یعنی اس کو غیر اللہ کے ساتھ تعلق علمی نہین رہا بایںمعنے کہ جیسا التفات واستحضار غیر کا پہلے تھا وہ نہ رہا بلکہ ملکہ یادداشت کا راسخ ہو گیا اور غیر سے ذہول ہو گیا جیسا محبت مجازیہ مین بھی غلبہ کے وقت ایسا ہی ہوتا ہے کہ محبوب دلمین زیادہ بسا رہتا ہے غیر کی طرف کسی بڑی ہی ضرورت سے توجہ ہوتی ہی ورنہ گنجایش نہین ہوتی پھر اس کے مراتب حسب استعداد سالک مختلف ہوتے ہین حتی کہ کسیکو استغراق محض ہو جاتا ہی کسی پر سکر غالب ہوتا ہے کوئی مجذوب محض ہو جاتا ہی کوئی پھر بعض احوال کی تکمیل کے لیے یا دوسرون کی تکمیل کے لیے علم بالاشیاء کی طرف عود کرایا جاتا ہے مگر ابتداء کے علم بالاشیاء سے یہ علم بالاشیاء کماً وکیفاً وغایۃً مختلف ہوتا ہی اس حالت کو بقاء کہتے ہین جیسا کہ قسم اول مین بھی عین فنا کے وقت فانی کے اضداد کے حصول کا نام بقاء ہے اس قسم ثانی کو فنائے علمی اس لیے کہتے ہین کہ اس مین جو چیز اس کے تعلق علمی سے خارج ہو گئی وہ واقع مین فانی ومعدوم نہین ہوئی مثلاً ہمکو زید کا خیال نہ آیا تو واقع مین زید معدوم تو نہین ہوا فنا کی اس دوسری قسم کا نام گم شدنی ہے پس مطلق فنا مقسم اور عام ہی اور گم شدنی اس کی ایک قسم اور خاص ہی فائدہ قسم کا ظاہر ہی کہ ترک ہی مضرات شرعیہ کا جس کو تقوی کہنا چاہیے اور قسم ثانی کا فائدہ یہ ہے کہ یہی علم بالاشیاء بعض اوقات مفضی الی المعاصی ہو جاتا ہے پس اسباب بعیدہ سے بچنا کمال ہے تقوی کا۔ **التماس** مین نے کسی خاص جگہ سے نقل نہین کیا بلکہ کچھ کتابی نظر سے کچھ صحبت شیخ سے کچھ ذوق سے لکھدیا ہے شاید کسی جگہ اس سے کاتی تر ملجاوے۔ فقط واللہ تعالی اعلم ۱۴۔ جمادی الاولی ۱۳۲۲ھ

سوال۔ اشعار ذیل کا مطلب تحریر فرمایا جاوے۔ جملہ قرآن است در قطع سبب + عز درویش ہلاک بولہب + ہمچنین زآغاز قرآن تا تمام + رفض اسباب است وعلت والسلام +

مضمون شعر جملہ قرآن است الخ

الجواب اولاً باید دانست کہ مراد در اشعار مسئول عنہا رفض وقطع اسباب مطلقاً نیست

وچگونہ آنصورت می توان بست ہرگاہ خود در قرآن امر ببعض اسباب وارد شدہ کقولہ تعالیٰ

وفی الاسباب الاخرویۃ اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وبرین اعمال مسببش را مرتب فرمودہ

یدخلکم جنٰت تجری من تحتہا الانہار وغیر ذلک من الآیات وفی الاسباب الدنیویۃ ولیاخذوا

اسلحتہم ودر علتش فرمود ودالذین کفروا لو تغفلون الخ کہ مشعر است بودن اخذ سلاح سبب حفظ

از حملۂ اعدائے چنانچہ ظاہر ست بلکہ مراد اسبابیست کہ مزاحم ومعارض مشیت یا رضائے الٰہی

باشد ہرگاہ این مقدمہ ممہد شد پس معنے اشعار ہویداست کہ مقصود افادۂ این امراست کہ اے

ظاہر پرست تو بر اسباب طبیعہ وتدابیر تراشیدہ خیلی اعتماد داری نمی بینی کہ ابولہب چہا تدابیر

وساماں کہ در اضرار وکسر شوکت درویشان ومساکین اہل اسلام کہ فراہم نیاوردہ وخود چہ قدر

اسباب از اموال وحشم میداشت لیکن چون تدبیرش خلاف مشیت حق بود چگونہ معاملہ منقلب شد

وآن مشتے چند مساکین روئے زمین را در گرفتند واین ابولہب در خاک وخون غلطید پس

بہوش باش تا ہرگز بر رائے وتدبیر خود بمقابلہ مشیت ایزدی نظر نکنی وہمہ کار از نقیر وقطمیر خود مفوض

بقادر مطلق کنی آرے تدبیرے کہ ماذون فیہ یا مامورہ در شرع باشد چون آن معارضہ برضا یقیناً

ندارد ومعارضہ بمشیت غیر معلوم اگر این تدبیر را اختیار کنی بر تو ملامت نرود بلکہ اگر مامور بہ باشد

بر تو واجب ست باز اگر مصلحت در علم قدیم اتمامش باشد خود تمام خواہند فرمود واگر مصلحت در

عدم اتمامش باشد تمام نخواہد شد وترا درین صورت ہم منافع گوناگون ظاہری وباطنی بدست خواہد آمد

فالتدبیر تدبیران محمود ومذموم فالمنفی ہو الثانی والمثبت ہو الاول فاتضح الحق - واللہ اعلم

۱۴- رمضان سنہ ۱۳۲۲ھ

سوال - حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھکو جب ذکر شریف تعلیم فرمایا تھا تو یہ فرمایا تھا کہ

لاالٰہ کے وقت یہ خیال کرے کہ جسقدر محبتین غیر خدا کی قلب مین ہین سب کو نکال کر پس پشت ڈالدین

اور الا اللہ کے وقت یہ خیال کرے کہ صرف اللہ کی محبت قلب مین داخل کی تو اب وسوسہ پیدا ہوتا ہے

کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی محبت کو بروقت ذکر شریف کے ایسا ہی خیال کرے

اور حدیث شریف مین ہے کہ جس نے دل مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوگی

مسلمان نہین۔

تاریخ تحریر تصور بخطاب قلب از بعض وقت ذکر

الجواب - چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عین خدا کی محبت ہو بلکہ جمیع اہل اللہ کی محبت بھی عین خدا تعالیٰ کی محبت ہی بس مراد اس تعلیم مین یہ ہی کہ جو محبتین خدا تعالیٰ سے تعلق نہین رکھتین اُن کو پس پشت ڈالدیا اب کوئی اشکال نہین واللہ تعالیٰ اعلم ۳- ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ

در تحقیق عاق کردن پیر مرید را و بقاء بیعت

سوال - کوئی شیخ اپنے مرید کو عاق کردے اور مرید کا اعتقاد سالم رہے تو بیعت اس صورت مین قائم رہتی ہے یا نہین -

الجواب عن جابر بن عبد اللہ ان اعرابیا بایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاصاب الاعرابی وعک بالمدینۃ فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا محمد اقلنی بیعتی فابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی قولہ علیہ السلام ان المدینۃ کالکیر تنفی خبثہا وتنصع طیبہا متفق علیہ دوسری روایت کعب رضی بن مالک کی ہی کہ غزوہ تبوک کے تخلف کے سبب آپ اُن سے منقبض ہوگئے مگر اُنکا اعتقاد درست رہا پس پہلی روایت سے معلوم ہوا کہ اگر شیخ بیعت واپس نہ کرے لیکن مرید کا اعتقاد جاتا رہے تو بیعت ٹوٹ جاتی ہے اور دوسری روایت سے معلوم ہوا کہ اگر شیخ ناراض ہوجائے لیکن مرید کا اعتقاد باقی اور قائم رہے تو بیعت باقی رہتی ہو اور ویسے بھی ظاہر ہے کہ مدار اعظم بیعت کا ارادۃ پر ہے سو یہ صفت مرید کی ہے نہ کہ شیخ کی پس اس کے بقا وزوال کا دوران ارادت کے عدم و وجود پر ہے واللہ تعالیٰ اعلم - ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ

در جواب خطے متضمن [illegible]

سوال - حضور مولانا و مرشدنا مولوی محمد اشرف علی صاحب قبلہ دام برکاتہم - السلام علیکم بحمد اللہ بخیریت ہون اور صحت وری ذات والا مدام درگاہ خدا سے مستدعی حضور والا ع بجرم کہ سرانجام ما چہ خواہد بود + اس مرتبہ بعد علالت کیفیت یہ ہوگئی ہے کہ جب دو تین روز حسبکر نماز تہجد و دوازدہ تسبیح کا شغل شروع کرتا ہون طبیعت خراب ہوجاتی ہو اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر شغل مذکور چھوٹ جاتا ہے رمضان شریف مین ہرچند چاہا کہ حسب معمول ورد و وظائف کو شروع کرون لیکن وہی حالت پیش آئی جو عرض کرچکا ہون اخیر عشرہ رمضان مین نہایت مستعدی سے چاہا کہ ۲۱- ماہ مذکور سے اعتکاف کرون اور تلافی مافات کرون لیکن ۲۰- ماہ مذکور سے طبیعت خراب ہوئی اور ۸- شوال تک اُس علالت کا سلسلہ رہا ۹- شوال سے پھر

نماز تہجد کو اٹھا تین روز تک محنت کی تھی کہ کل ۱۱۔ شوال کو پھر حرارت پیدا ہوگئی معلوم نہیں کہ کیا منظور خدا ہے تعلقات دنیوی سے قطع کرکے چاہا تھا کہ اللہ اللہ کرون لیکن میری بدقسمتی یہ بھی کرنے نہین دیتی ان واقعات سے طبیعت ایسی متوحش اور پریشان ہے کہ کیا عرض کرون وہی مثل ہوئی کہ۔ نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے۔ آج طبیعت کو بے حد قلق اور افسوس ہوا لہذا خدمت بابرکت مین عرض کیا گیا اگرچہ شکایت تنفس تا بعدار کو عرصہ سے ہے لیکن باوصف اس شکایت کے ورد و وظائف کو انجام دیتا تھا دوسرے آواز اسقدر پست ہوگئی ہے کہ ذکر جہر نہین کرسکتا البتہ ایسی آواز سے کہ خود سن سکون جب افاقہ ہوتا ہے کرتا ہون اور بحالت نادرستی طبیعت کے کچھ نہین ہوسکتا ہے۔ باقی خیریت ہے اور حالت بدستور ہے۔

الجواب۔ مخدومی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بزرگان دین کا ارشاد ہے طرق الوصول الی اللہ بعدد انفاس الخلائق یعنی جس قدر مخلوقات کی سانس ہین خدا تعالی تک پہونچنے کے اُتنے رستے ہین اور اصل مقصود وصول الی اللہ ہے بمعنے ضعف نسبت مع الخلق و قوت نسبت مع الخالق خواہ کسی طریق سے ہو پس جسطرح اوراد و نوافل کی کثرت اُس کا ایک رستہ ہے اسیطرح مرض اور حزن اور انقباض اور ضیق قلب و تاسف و ندامت و خجلت و انکسار بھی ایک رستہ بلکہ اقرب رستہ ہی پس حالت مرقومہ خط سامی مین گو نفسانی اور جسمانی کلفت و صعوبت ہی لیکن روحانی ترقی و نفع ہے بالکل مطمئن رہیے اور جسقدر ہوسکے اور جسطرح ہوسکے کرلیا کیجیے اور نہ ہوسکے نہ کیا کیجیے ؎ در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست + بر صراط مستقیم اے دل کسی گمراہ نیست + البتہ نفس یون چاہتا ہی کہ مجھکو ذکر و شغل کا ثمرہ عاجلا دنیا مین ملجاوے سو یہ خطائے عظیم ہی اصل موقع مشاہدہ ثمرہ کا آخرت ہی جس نے یہ نکتہ پختہ کرلیا اُس کو رضا و تفویض کی حلاوت نصیب ہوئی اور جو اس نکتہ سے غافل ہے عمر بھر مشوش رہیگا مخدوما جو کچھ مین نے لکھا ہے گو مختصر ہے مگر نہایت جامع اور تجربہ کی بات ہی آپ شک نہ لائیے والسلام۔

سوال۔ زید کہتا ہے کہ انا خیر منہ مطلقاً تکبر نہین ہی نمازی کو اس نیت سے اپنا بہتر سمجھنا

اور بے نمازی پر ترجیح دینی کہ یہ نماز کی توفیق نعمت خداوندی ہے جو مجھے دیگئی ہے اور اس شخص سے روک گئی ہے مبغوض تو کیا ہو محمود بلکہ مقصود و مامور بہ ہے غرض کسی نعمت پر نعمت من اللہ سمجھکر اپنا اُس شخص سے بہتر سمجھنا جو اس نعمت سے محروم ہے تکبر نہیں ہے البتہ اس سے قطع نظر کرکے یا نماز کو اپنا فعل ذاتی اور کارگذاری سمجھکر دوسرے سے بہتر سمجھنا تکبر ہے بلکہ دوسرے کی جانب نسبت نہ بھی ہو تب بھی مذموم و منہی عنہ ہے جس کا نام عجب و خودستائی ہے یہ صحیح ہے یا غلط۔

الجواب۔ زید نے جو تفصیل کی ہے صحیح ہے لیکن جبکہ صرف مرتبہ عنوان میں نہ ہو بلکہ معنون کا مرتبہ بھی اس کو حاصل ہو جس میں اکثر دھوکہ ہو جاتا ہے بالخصوص مبتدیوں کو۔ اس کی باطنی پہچان جو وجدان سے معلوم ہو سکتی ہے یہ ہے کہ اگر اس کے قلب میں اپنے دوسرے عیوب سے ذہول اور خود اس کمال کے زوال سے بے فکری اور دوسرے کے کمالات سے بھی ذہول اور اُنمیں اس کمال کے پیدا ہو جانے سے بے التفاتی اور اپنی اس طاعۃ کے عدم قبول کے احتمال سے اور اُس کی معصیت کے عفو کے احتمال سے بے فکری ہو تو مرتبہ معنون کا حاصل نہیں ہے اور اگر سب اُمور پیش نظر ہوں اور لرزاں ترساں ہو تو معنون حاصل ہے فقط

سوال۔ زید نے کارخانہ تجارتی کے اشتہارات چھپواکر اپنے نام کو شیخ یا حاجی یا حافظ لکھنا جو حقیقت میں وہ شیخ یا حافظ یا حاجی ہے تو اسکا لکھنا جسمیں شائبہ ریا کا احتمال ہے اُس کو ایسے القاب کا لکھنا ثواب حفظ قرآن یا حج کو ضائع تو نکرے گا۔

الجواب۔ ایسے امور میں نیت پر دارمدار ہے اگر اس فعل سے مقصود تفاخر و ریا ہے مذموم ہے اور اگر محض پتہ بتلانا اور دوسرے آدمیوں سے جنکا ایسا ہی نام ہے متمیز کرنا اور اسی قسم کی کوئی غرض ہے تو مضائقہ نہیں۔ ۲۷۔ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

سوال طریقہ شاذلیہ میں ذکر جلی با فراط لوگوں کو لیکر کھڑے ہو کر کرتے ہیں جائز ہے یا نہیں

الجواب۔ ذکر دو قسم پر ہے ماثور و غیر ماثور۔ ماثور تو وہ ہے جسکو شارع علیہ السلام نے بالجہر یا بالخفا معین کردیا مثل اذان و اقامت و تکبیرات انتقالات و قراءۃ فی الصلوٰۃ و تشہد و تسبیحات وغیرہا اسکا حکم تو اتفاقیہ ہے کہ جس طور معین کردیا اوسیطرح چاہیئے۔ غیر ماثور دو نوع ہے جہر

اور خفی - خفی بالاتفاق جائز ہے جہر میں دو قول ہیں بعض علماء کے نزدیک مشروع بعض کے نزدیک غیر مشروع - غیر مشروع کہنے والوں کے دو قول ہیں بعض کے نزدیک حرام بعض کے نزدیک مکروہ - مشروع کہنے والوں کے تین قول ہیں بعض کے نزدیک جہر اصل و افضل ہے خفی مباح بعض کے نزدیک خفی مباح بعض کے نزدیک خفی عزیمة اور افضل - جہر رخصة بعض کے نزدیک دونوں فی نفسہ مساوی لیکن بعض وجوہ سے بعض مواقع پر جہر افضل ہے اور بعض وجوہ سے بعض مواقع پر خفا اولی ہے دلائل قائلین حرمت وکراہت کے یہ ہیں قال اللہ تعالی ادعوا ربکم تضرعا وخفیة الآیہ وعن ابی موسی الاشعری قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فجعل الناس یجہرون بالتکبیر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا الناس اربعوا علی انفسکم انکم لاتدعون اصم ولا غائبا متفق علیہ آیت وحدیث میں صیغہ امر وارد ہے اور مطلق امر وجوب کے لیے ہے اور ضد واجب حرام یا مکروہ ہوتی ہے علی اختلاف اہل الاصول فی المختار فی بحث الجہر بالتکبیر وعدمہ یوم الفطر ھکذا وجہ الاول ان رفع الصوت بالذکر بدعة فیقتصر علی مورد الشرع یہ عبارت مشعر حرمت ہے وایضا فیہ ویکرہ رفع صوت بذکر (ای فی المسجد) الا للمتفقھة انتہی یہ عبارت مشعر کراہت ہے - دلائل مجوزین کے یہ ہیں قال اللہ تعالی ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا الآیہ ظاہر ہے کہ منع ذکر بدون اطلاع ذکر ممکن نہیں اور اطلاع بدون جہر غیر متصور ہے وعن عبد اللہ بن الزبیر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلوتہ یقول بصوتہ الاعلی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر الی آخر الحدیث رواہ مسلم - وعن ابی بن کعب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم فی الوتر قال سبحان الملک القدوس رواہ ابو داؤد والنسائی وزاد ثلث مرات یطیل وفی روایة للنسائی عن عبد الرحمن ابن ابزی عن ابیہ قال کان یقول اذا سلم سبحان الملک القدوس ثلثا ویرفع صوتہ بالثالثة مشکوة - وعن ابن عباس ان رفع الصوت بالذکر حین ینصرف

الناس من المکتوبۃ کان علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم رواہ البخاری
ان احادیث سے مشروعیۃ جہر واضح ولائح ہے پھر بناء علی اختلاف الاصولیین فی
ان ادنی مراتب فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاباحۃ اوالاستحباب
اسمیں مختلف ہوئے کہ افضل کیا ہے بعض نے ثبوت عن الشارع کو دلیل اباحۃ ٹھیرایا اور بوجہ
حدیث خیر الذکر الخفی خفی کو افضل کہا بعض نے نفس ثبوت عن الشارع کو دلیل استحباب فضیلۃ
قرار دیا۔ عبارات ان علماء کی یہ ہیں قال المظہر ھذا (ای حدیث رفع الصوت بسبحان
الملک القدوس) یدل علی جواز الذکر برفع الصوت بل علی الاستحباب اذا اجتنب
الریاء اظہارا للدین وتعلیما للسامعین وایقاظا لھم من رقدۃ الغفلۃ و
ایصالا للبرکۃ الذکر الی مقدار مایبلغ الصوت الیہ من الحیوان والشجر والحجر
والمدر وطلبا لاقتداء الغیر بالخیر ولیشھد لہ کل رطب ویابس سمع صوتہ و
بعض المشائخ یختار اخفاء الذکر لانہ ابعد من الریاء وھذا متعلق بالنیۃ ذکرہ
مولانا علی القاری وقال الشیخ المحدث الدھلوی فی الحدیث دلیل علی شرعیۃ
الجہر بالذکر وھو ثابت فی الشرع بلا شبھۃ لکن الخفی منہ افضل فی غیر الماثور
انتہی حاشیہ مشکوۃ صـ۲۰۱ اس عبارۃ سے واضح ہوا کہ بعض کے نزدیک جہر افضل ہے بعض کے
نزدیک خفاء اور قائلین بالتفضیل کے دلائل یہ ہیں قال اللہ تعالیٰ ولا تجھر بصلوتک
ولا تخافت بھا وابتغ بین ذلک سبیلا قیل معنی بصلوتک بدعائک احمدی
عن المدارک ۱۲ وعن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلعم الجاھر بالقرآن
کالجاھر بالصدقۃ والمسر بالقرآن کالمسر بالصدقۃ رواہ الترمذی وفی الحاشیۃ
الشامیۃ اقول اضطرب کلام البزازیۃ فی ذلک (ای رفع الصوت بالذکر) فتارۃ قال
انہ حرام وتارۃ قال انہ جائز وفی الفتاوی الخیریۃ من الکراھۃ والاستحسان جاء
فی الحدیث ما اقتضی طلب الجہریۃ نحو وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منھم
رواہ الشیخان وھناک احادیث اقتضت طلب الاسرار والجمع بینھما بان ذلک
یختلف باختلاف الاشخاص والاحوال کما جمع بذلک بین احادیث الجہر والاخفاء

ولا یعارض ذلک حدیث خیر الذکر الخفی لانہ حیث خیف الریاء وتاذی المصلین
او النیام فان خلا مما ذکر فقال بعض اھل العلم ان الجھر افضل لانہ اکثر عملا
ولتعدی فائدتہ الی السامعین ویوقظ قلب الذاکر فیجمع ھمہ الی الفکر ویصرف
سمعہ الیہ ویطرد النوم ویزید النشاط اھ ملخصا وتمام الکلام ھناک فراجعہ
وفی حاشیۃ الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب
ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرھا الا ان یشوش جھرھم علی نائم او مصلی او قاری
الخ انتھی اور دلائل مانعین کے جواب یہ ہیں آیت کا جواب اول تو یہ ہے کہ خفیہ مشترک ہے درمیان
اعلان واسرار کے چنانچہ منتہی الارب میں ہے خفاہ خفیا پنہان کرد وآشکارا کرد از لغات اضداد
است انتھی پس آیت محتمل ہوئی واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ولو سلمنا کہ خفیہ بمعنے
اسرار ہی لیکن بوجہ تعارض ادلہ جمعا بینہما امر کو اباحۃ یا استحباب پر حمل کرنا ضرور ہے۔ حدیث
کا جواب لمعات میں اسطرح دیا ہے المنع من الجھر للتیسیر والارفاق لا ان یکون الجھر
غیر مشروع انتھی اور اقوال بعض فقہاء کے بعض پر حجۃ نہیں ہو سکتے۔ یہ خلاصہ ہے اختلاف
اقوال کا والبسط فی المطولات۔ راقم کی رائے ناقص میں قول مجوزین کا صحیح اور ان میں سے
مفصلین کا قول راجح معلوم ہوتا ہے کہ سب آیات واحادیث واقوال علماء کے جمع ہو جاتے
ہیں ع ان خیر الامور اعدلہا پس بعد ثبوت مشروعیۃ جہر کسی طور وہیئت کے ساتھ مقید
نہیں بلکہ بوجہ اطلاق ادلہ مطلق ہے خواہ منفرد ہو یا مجتمع حلقہ باندھکر ہو یا صف باندھکر یا کسی
اور صورت سے کھڑے ہو کر ہو یا بیٹھکر ہر طور سے جائز ہے عن ابی ہریرۃ وابی سعید رض قالا
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقعد قوم یذکرون اللہ الا حفتھم الملائکۃ
رواہ مسلم وعن ابی ھریرۃ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
اللہ تعالی انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی
نفسی وان ذکرنی فی ملا ذکرتہ فی ملا خیر منھم متفق علیہ وعن انس رض قال قال
رسول اللہ صلعم لان اقعد مع قوم یذکرون اللہ من صلوۃ العصر الی ان تغرب
الشمس احب الی من ان اعتق اربعۃ رواہ ابو داؤد وعن انس قال قال رسول

اللہ صلعم اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا قالوا وما ریاض الجنة قال حلق الذکر رواہ الترمذی ‌ وقال اللہ تعالیٰ یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم الآیہ وفی التفسیر الاحمدی فی بحث الجہر والاخفاء وھذا بحث مختلف فیہ بین الانام فی زماننا ولاطائل تحتہ اذ المقصود للکل الوصول الی اللہ بای طریق کان پس ثابت ہوا کہ ذکر جہر ہر طور سے جائز ہے کسیکو کسی طور سے منع نہ کریں یہی ارجح واصح ہے بلکہ اگر عدم مشروعیۃ کو بھی ترجیح دیجاوے تب بھی عوام کو منع نہ کریں کہ اسی بہانہ کچھ خیر کر گذرتے ہیں چنانچہ خود مانعین نے اس امر کی تصریح کر دی ہے قال فی الدر المختار بعد المنع من الجہر وھذا للخواص اما العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا تنفل اصلا لقلة رغبتہم فی الخیرات بحر ۱۲ قولہ فلا یمنعون لاتحسن المقابلة الا لو قال فلا یکرہ فی حقہم وقد یقال ما ذکرہ لازم عدم الکراہة وقولہ اصلا ای لا سرا ولا جہرا فی التکبیر شامی ۱۲ ہذا ما عندی واللہ علیم بما عندہ ۱۲ – ۸ – شعبان سنہ ۱۳۲۴ھ

کتاب الرؤیا

سوال۔ بہت روز ہوئے بندہ کی والدہ کا انتقال ہو گیا ہے تو احوال یہ ہے کہ بندہ کی والدہ کے انتقال کے تین روز بعد والد صاحب نے خواب دیکھا تھا کہ بندہ کی والدہ غسل کر کے بھیگا کپڑا اور بھیگے بال مع ایک بڑے لڑکے کو ساتھ لیکر والد صاحب کے پاس کھڑی ہیں اور کہتی ہیں کہ میں اپنے لڑکے کو پائی ہوں اور اس کے بعد خواب سے فراغت پائی اول تو یہ بات کہ تین روز کے بعد غسل کرنا اسکی وجہ کیا ہے اور اول شب میں کیوں نہیں غسل سے مشرف ہوئی اور دوسرا یہ کہ اسوقت لڑکا پانا بھی تو دشوار کیونکہ مولانا سید محمد موسیٰ صاحب فرماتے تھے کہ جتنے نابالغ بچے ہیں سب ابراہیم خلیل اللہ یا اور کسی کے پاس ہونگے مگر ماں باپ کو تو ہرگز نہیں مل سکتا حضور براہ کرم تصریح فرما کر تحریر فرماویں؟

الجواب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ غسل کرنا اشارہ ہے طہارۃ عن الذنوب کیطرف سو ممکن

؎ اسمیں بھی مسائل مثل طاعون کے ہر سوال وجواب کی جداگانہ سرخی لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

ہے کہ تین روز کے بعد معافی ہوئی ہو اور ممکن ہے کہ اس کے قبل ہوئی ہو اور خواب تین روز کے بعد نظر آیا ہو کیونکہ واقعہ اور خواب کا مقارن ہونا ضروری نہین تقدم وتاخر دونون کا احتمال ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس پہونچنا والدین کو ملنے کے منافی نہین جیسا دنیا مین مشاہدہ ہے کہ خدمت مان کے سپرد ہوتی ہے اور ولایت باپ کو ہوتی ہے اسیطرح ممکن ہے کہ بچے سرپرستی مین تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے ہون اور اونکے اذن سے مان باپ کے پاس بھی رہتے ہون واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۲۷ - شعبان سنہ ۱۳۲۱ھ

سوال - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مین نے آج خواب دیکھا کہ مین مدینہ شریف پہونچا اور سب لوگون کو دیکھا کہ چارون طرف سے آپ کے مزار شریف کو روشن دان سے دیکھ رہے ہین دروازے کی طرف پہونچا تو آپ قبر شریف پر سوتے ہین مگر چہرہ مبارک آپ کا کھلا ہوا تھا اور پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم جاگ رہے ہین مین نے السلام علیکم کہا آپ نے جوابدیا پھر آپ باہر قبر شریف کے نکل آئے تمام لوگ آپ سے پوچھتے ہین کہ میرے لیے خدا آخرت مین کیا کرے گا اور مجھ سے راضی ہے یا نہین پھر مین نے بھی اسی بارہ مین پوچھا پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ خدا تمہارے لیے فرماتا ہے کہ قربنا ہم نجیا ولکن کفرتم پھر مین نے اپنے دل مین اُسی وقت خیال کیا کہ ہم مسلمان ہین لا الہ الا اللہ کہتے ہین اور ہم کو اللہ نے کافر کہا ہی اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابدیا کہ اللہ تعالیٰ مومن وکافر دونون کو پیدا کرتا ہے جو مسلمان ہین مگر ازل مین کافر ہین کام مسلمان کا برابر کرتے ہین اور پھر کافر ہین مجھکو اپنی حالت پر سخت صدمہ ہوتا ہے کہ مین کافر ہون اور یہی صحیح ہے جی مین تشویش ہے کہ مین نعوذ باللہ کافر تو ازل مین نہین ہون پھر کہا قرآن لاؤ ہم تمہارا امتحان لیتے ہین مین نے بہت خوف کیا امتحان نہوا یکایک جہان خواب کا بدلا کہ کانپور مین جامع مسجد مین پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہین مغرب کا وقت تھا پھر لوگون نے سوال کیا پھر مین نے سوال کیا کہ آپ میرے بارہ مین صاف طور سے فرمایئے کہ مجھکو خدائے تعالیٰ کیسے کریگا حضور نے فرمایا پھر قرآن شریف مین غور کرکے جواب دونگا مجھکو اپنے لیے غم تھا کہ یکایک آنکھ کھل گئی بیداری مین اور زیادہ تشویش پیدا ہوگئی جناب والا اس کا مطلب صاف طور سے بیان کرین تاکہ

طبیعت کو اطمینان حاصل ہووے مجھکو اپنے لیے امر آخرت مین زیادہ غم لاحق ہے جیسی تدبیر حضور
بتلادین ویسا عمل کیا جاوے مجھ کو اوراد وظائف پڑہنے کی نوبت نہین آئی ہے صرف کلام مجید تین
سپارہ دو سپارہ روزمرہ ختم کرتا ہون خواہ سفر مین ہون یا حضر مین معلوم ہوتا ہے کہ بداعمالی ضرور
ہے کہ خدائے تعالیٰ کا ایسا ارشاد ہے اور ہان مین نے جب غم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے ظاہر کیا تھا تو آپ نے کہا غم نکرو کافر و مومن پیدا کرنا خدا کی قدرت ہے اور خلاق ہر شئے کا ہر
اُس کی خلق مین خوش ہونا چاہیئے جو پیدا کرے وہی اچھا ہے اور تمنے اپنے پڑہنے کو برباد کیا
ان سب صدمون سے مجھکو سخت صدمہ ہوتا ہے اب نہین معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد کس مطلب پر محمول ہے۔

الجواب۔ یہ کفر تم کفر سے نہین بلکہ کفران سے ہے قربنا مین اشارہ ہے اعطار علم دین کی
طرف کہ وسیلہ قرب ہے اور کفر تم اُس مشغلہ کو ترک کرنے کی طرف کہ نعمت کی بیقدری ہے باقی
اجزار خواب کے اسی پر منطبق کر لیجیے اور یہ ارشاد کہ اُس کے خلق سے خوش ہونا چاہیئے مطلب
یہ کہ شغل علم کا ترک کرنا گو مرتبۂ کسب مین قبیح ہے مگر مرتبۂ خلق مین چونکہ متضمن ہے ہزارون حکمتون
پر اس لیے اس حیثیت خاص سے اُس پر رضا چاہیے اس رضا کا اثر عمل مین یہ ہے کہ قبیح سے
توبہ کرے اور اُس کو ترک کرکے اُس کے تدارک مین تو مشغول ہونا ضروری ہے لیکن شب و روز
تاسف مین رہنا بعض اوقات موجب تعطل ہو جاتا ہے اس لیے شدت تاسف کے وقت یوں سمجھیے
کہ اس مین بھی میرے لیے کوئی حکمت ہوگی مثلاً یہی حکمت ہو کہ مجھکو اس قبیح کے آثار کا مشاہدہ
ہوگیا اب فعل حسن سے موازنہ بصیرت کے ساتھ کر سکتا ہون جس سے اُس قبیح سے سخت نفرت
ہوتی ہے اس لیے بزرگون نے گناہ کے زیادہ سوچنے سے روکا ہے مولانا کا قول ہے ؎ ماضی و
مستقبلت پردہ خداست ؏ اور فرمایا ہے ؎ ای کہ از حالِ گذشتہ توبہ جو ؏ کے کنی توبہ ازین توبہ بگو
اس مضمون کو لکھنے سے پورا سمجھنا مشکل ہے زبانی تفہیم ممکن ہے **لطیفہ**۔ بشارت۔ قربنا ہم
نجیا مین ایک نکتہ بھی ہے وہ یہ کہ یہ عنوان حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان مین وارد ہے چونکہ
آپ کا نام بھی موسےٰ ہے اس لیے اسمین لفظی رعایت بھی اعلیٰ درجہ کی ہے اور معنوی رعایت
مقتضی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو تشبہ کمالات مین اُن کے ساتھ ہوگا جس کو بزرگون نے

قدم موسیٰ پر ہونا لکھا ہے۔ واللہ اعلم ۱۴ جمادی الاولی ۱۳۲۲ھ

سوال - ایک شخص نے ایک میت کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ تجھے ہر قسم کی مختلف نعمتین کھانے پینے کو خدائے تعالیٰ کے یہان سے ملتی ہین میت نے جواب دیا کہ کوئی نہین صرف ایک چیز ملتی ہے تم تو سب چیزین ہر قسم کی کھاتے ہو اور مجھے ایک ہی چیز ملتی ہے۔ اس کا منشا معلوم ہوتا تھا کہ تم سب چیزین کھاتے ہو اور مجھے نہین دیتے۔ کیا ایصال ثواب مین اختلاف الوان کو کچھ دخل ہی اگر ہے تو کیا ہے اور اگر نہین تو خواب کے کیا معنے۔

الجواب - اختلاف الوان واطعمہ کو اختلاف ثواب مین دخل ہونا منصوص نہین دیکھا اور قیاس ان امور مین کافی نہین بہر حال اگر واقع مین دخل نہین ہے تب تو یہ خواب تصرف ہے متخیلہ کا اور اگر دخل ہے تو اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حسب آیۃ لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون مدار ثواب کامل کا اجبیت منفق کی ہے اور طبعاً اختلاف اطعمہ کو اختلاف اجبیت مین دخل ہے کیونکہ ہر نوع کی طرف رغبت جداگانہ ہوتی ہے اس طور پر اگر ثواب مین کسی نوع کا اختلاف ہوتا ہو ممکن ہے واللہ تعالیٰ اعلم - ۵ - محرم ۱۳۲۳ھ

سوال - حقیقت خواب کے متعلق مجھے دریافت کرنا ہے کہ خواب کیا چیز ہے روح بدستور جسم مین رہتی ہے تو بندہ مثلاً کلکتہ کیونکر جا پہونچتا ہے اور ولایت کی سیر کیونکر کر آتا ہے دن دیکھتا ہے رات دیکھتا ہے جینا دیکھتا ہے کن آنکھون سے دیکھتا ہے بعض واقعات آیندہ یا موجودہ یا گذشتہ صحیح بھی نکلتے ہے کیا مجرد روح سب کچھ کر سکتی ہے بہر حال یا مفصل لکھیے یا اس علم کی کوئی کتاب عنایت کیجیے ایک آریہ کے جواب مین مجھے ضرورت ہوئی ہے مین نے سوال کیا تھا کہ خدا بے آنکھ دیکھتا بے کان سنتا ہے تو بلا مادہ اس نے دنیا بھی بنادی ہو اس کے جواب مین وہ کہتا ہے کہ یہ کام تو روح بھی کر سکتی ہے۔

الجواب - جو امر مدرک بالحواس نہو اور عقلاً بھی محتمل چند وجوہ کو ہو اس کی حقیقت کی تحقیق کے لیے دلیل سمعی یعنی نقلی کی ضرورت ہے چنانچہ خواب اسی قبیل سے ہے اور نقل یعنی شرع نے ان امور سے بحث کی ہے جن کو نجات آخرت مین علماً یا عملاً دخل ہو اور خواب ان امور سے ہے نہین لہذا کسی قطعی دلیل سے اس کی حقیقت کا فیصلہ نہین ہوا اور جس مسئلہ سے سوال مین

مبحث خواب کو متعلق کر دیا گیا ہے اُس سے اس کو کوئی مس اور علاقہ نہین کیونکہ مادہ کے قدیم کہنے والے خود مدعی ہین ہم کو اُن کے مقابلہ مین بلا جارحہ دیکھنے سننے اور بلا مادہ پیدا کرنے مین اثبات التزام کی حاجت نہین بلکہ خود اُن سے اس مدعا کے اثبات پر دلیل کا مطالبہ کرنیکا حق حاصل ہے اور جب وہ دلیل بیان کرین اُس کے مقدمات پر مواخذہ کرنیکا منصب ہی اور ان سب کا جواب اُن کے ذمہ ہے پس روح خواہ بلا جارحہ دیکھے سنے یا مع الجارحہ کسی حالت مین ہمکو نہ کوئی ضرر ہے نہ اُن کو کوئی نفع ہے جیسا کہ ہم جب حدوث مادہ کا دعوی کرینگے تو اُس کی دلیل اور اُس دلیل پر جو باضابطہ اعتراض ہوگا اُس کا جواب یہ سب ہمارے ذمہ ہوگا اس لئے مسئلہ خواب کی تحقیق اس مبحث سے محض خارج ہے بلکہ اُن سے دلیل کا مطالبہ کرنا چاہیے اگر وہ دلیل عقلی پیش کرین گے ہم اُس کے مقدمات پر کلام کرین گے - اور اگر دلیل نقلی پیش کرین گے تو اُس کے صحیح و معتبر ہونے پر ایسی دلیل قائم کرنا جسکا منتہی مقدمات عقلیہ ہون ضروری ہوگا پس قدر ضروری تو صرف یہی امر ہے لیکن قطع نظر اس مسئلہ کے تعلق سے مستقل طور پر آپ کے پوچھنے کی وجہ سے خواب کی حقیقت جو کہ ظنا سمجھا ہون عرض کرتا ہون تصریحات مکاشفین و تلویحات نصوص سے ثابت ہوا ہے کہ علاوہ عالم دنیا اور عالم آخرت کے ایک عالم مسمی بہ عالم مثال ہے اور اُس کے خواص عجیبہ مین سے ہے معانی کا تشکل صور متمثل ہو جانا اور صور مقداریہ غیر مادیہ بھی اُسی مین موجود ہین اور مرنے کے بعد اسی عالم مین روح کا قرار اور تنعم و تألم اُس کا ہوتا ہے اور خواب مین بھی یہی عالم گاہی منکشف ہو جاتا ہے اور نیز ثابت ہوا ہے کہ ہر انسان کے لیے جسد عنصری کے علاوہ ایک اور جسد بھی ہے جو کہ اس عالم مذکور مین موجود ہے اسی لیے اُس کو جسم مثالی کہتے ہین اور روح کا تعلق اُس کے ساتھ بھی ہے پس جو خواب کہ تصرف قوت متخیلہ کا ہو وہ تو اس بحث سے خارج اور منجملہ اضغاث احلام و خیالات و ماغیہ ہے لیکن جو خواب قوت متخیلہ کا تصرف نہو اُس کی حقیقت اسی عالم مثال کا کشف ہو جانا ہے اور اُس مین جو دیکھنا سننا چلنا پھرنا وغیرہ دیکھتا ہے یہ سب افعال اُسی جسم مثالی کے ہین اور اُس جسم مین اُس کے مناسب چشم و گوش وغیرہ سب ہوتے ہین اور یہ جسم منجملہ صور موجودہ اُس عالم کے ہے اور جو واقعات بعینہ بیداری مین واقع ہوتے ہین اُس کے صور د

معانی کا امثال متبدل نہیں ہوتے اور جنمیں حاجت تعبیر کی ہوتی ہے وہ صور اور معانی دوسرے اشکال جوہریہ یا عرضیہ مین متبدل ہوکر متمثل ہوجاتے ہین جو شخص اصلی اور مثالی اشیار مین مناسبت سمجھ جاتا ہے وہ معبر ہوتا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال - ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۳ھ

سوال - جناب فیضمآب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اگر خواب مین دیکھے تو اسمین شبہ کید شیطان کا ہے یا نہین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات جلد اول مین ہے کہ فتوحات مکیہ مین لکھا ہے کہ حضرت کی اصلی صورت جو مدینہ منورہ مین مدفون ہے اس صورت مین شیطان ہرگز نہین بن سکتا باقی اگر کسی دوسری صورت مین بنکر وہ دلمین ڈالے اور بتائے کہ فلان مین تو کرسکتا ہے اور اسمین یہ بھی لکھا ہے کہ بعض علمار اسطرف گئے ہین کہ اس کو اسکی طاقت بھی نہین ہے کہ کسی کے ساتھ ایسا کرسکے اس سے وہ عاجز ہے بلکہ جس طرح اور جس صورت کو دیکھے اور اسے معلوم ہو کہ یہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہین تو وہ بھی حق ہوگا یہان باطل کا گذر نہین ہے اب مجھے یہ پوچھنا ہے کہ مین دونون مین کس کو حق سمجھون جب سے یہ دیکھا گیا دلمین بڑا شبہہ پیدا ہوگیا کیونکہ ہمنے اصلی صورت مبارک کبھی دیکھا نہین اب اگر ہم خواب مین دیکھین تو کیونکر جانین گے - کہ یہ آپ کی صورت مبارک ہی یا نہین -

الجواب - اکابر کے دونون قول ہین مگر میرے نزدیک دوسرے قول کو ترجیح ہے لیکن یہ ترجیح ظنی ہے اعتقاد جازم کے لیے کافی نہین باقی یہ کہ کیونکر جانین گے اس کے لیے شہادت قلب جو بطور علم ضروری غیر استدلالی کے حاصل ہوجاتی ہے کافی ہے - واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم - ۲ ذی الحجۃ ۱۳۲۳ھ

سوال - اجازت روح کو ملتی ہے کہ وہ خواب مین آوے اور نصائح وغیرہ کرسکے -

الجواب - یہ امر ممکن ہے لیکن خواب کی دو قسمین ہین ایک وہ کہ اُس کی صورت مراد ہو دوسرے وہ کہ اُس صورت سے کوئی معنے مقصود ہون قسم اول محتاج تعبیر نہین دوسری قسم محتاج تعبیر ہے پس اگر پہلی قسم واقع ہو تو اُسمین وہی روح ہوگی اور کلام وغیرہ اُسی کا ہوگا اور اذن الٰہی سے اُس کے یہ افعال سمجھے جاوین گے اور اگر دوسری قسم ہو تو معنے مقصود کچھ اور ہونگے

جو اُس صورت مین متمثل ہو گئے لیکن اس کی شناخت کہ یہ خواب کونسی قسم کا ہے کوئی قابل یقین و اطمینان نہین اس لیے ہر خواب مین میرے نزدیک دونون احتمال برابر درجہ کے ہونگے خلاصہ یہ کہ امکان یقینی ہے اور وقوع یقینی نہین۔ فقط ۱۱۔ ذیقعدہ ۱۳۲۴ھ

سوال۔ کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین در مقدمہ زیارت انبیاء علیہم السلام و بنی خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام و سید الشہدا حسین و اولیاء اللہ و صوفیہ کرام کو جو شخص بحالت بیداری یا خواب مین زیارت سے مشرف ہو تو ایسے موقع پر شیطان کی نسبت بدگمانی ہو سکتی ہے یا نہین بینوا توجروا۔

الجواب۔ جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مین تو احتمال شیطان کا نہین ہو سکتا عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من رأنی فی المنام فقد رأنی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی متفق علیہ و عن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رأنی فقد رأنی الحق متفق علیہ مشکوۃ کتاب الرویا اور غیر انبیاء کی صورت بن سکتا ہے چنانچہ بستان الجن مین شیخ ابو العباس سے چند قصے اس قسم کے نقل کیے ہین البتہ سوائے رسول اللہ صلعم کے جو اور انبیا ہین اُنکے بارہ مین تردد ہے مجکو تحقیق نہین البتہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی حدیث بالا کے نیچے لکھتے ہین و علماء این را از خصائص آنحضرت شمردہ اند و ازینجا ظاہر میشود کہ این حکم در غیر وے صلعم جاری نیست اشعۃ اللمعات اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکی تشکل بھی بن سکتا ہے اور نیز اس سے پہلے لکھتے ہین چہ آنحضرت مظہر ہدایت ست و شیطان مظہر ضلالت و میان ضلالت و ہدایت ضدیت ست الی آخر ما قال اس دلیل کا مقتضا یہ ہے کہ اور انبیاء کی تشکل بھی نہین بن سکتا اور قواعد شرعیہ سے اسیکو ترجیح معلوم ہوتی ہے۔

کتاب البدعات

سوال۔ مولود شریف ایک محفل آرائش مین پڑھنا اور کھڑا ہونا درست ہے یا نہین اور اس طرح پڑھا جاوے کہ کبھی کچھ بیان بعبارت نثر اور کبھی چند اشعار نعت بعبارت نظم پڑھے جاوین

تحقیق تمثیل شیطان بانبیاء و اولیاء

تحقیق مولود مروجہ

یہ بھی جائز ہے یا نہیں اور ثواب ہے یا بدعت مفصل تحریر فرماویں۔

الجواب: ذکر ولادت شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل دیگر اذکار خیر کے ثواب اور افضل ہے اگر بدعات اور قبائح سے خالی ہو اس سے بہتر کیا ہے قال الشاعر و ذکرک للمشتاق خیر شراب ۔ وکل شراب دونہ کسراب ۔ البتہ جیسا ہمارے زمانہ میں قیودات و شنائع کے ساتھ مروج ہے اس طرح بیشک بدعت ہے اور بوجوہ ذیل ناجائز اولاً یہ کہ اکثر مولود خوان جاہل ہوتا ہے ایسے روایتیں اکثر غلط اور موضوع بیان کرتا ہے اور سب قاری و سامعین تحت وعید من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار الحدیث داخل ہوتے ہیں ثانیاً یہ کہ اہتمام اس کا مثل اہتمام ضروریات دین کے بلکہ زیادہ کرتے ہیں کہیں قالین و فروش کہیں چوکی و مسند کہیں شامیانہ کہیں گلاب پاش کہیں شیرینی کہیں قندیل فانوس جھاڑ چمنی گلاس کہیں لوبان سلگنا اور بہت سے امور غیر ضروریہ کو ضروری سمجھتے ہیں اور بغیر ان سامانوں کے مولود کرنے کو خالی پھیکا سمجھتے ہیں ان چیزوں میں ناحق اسراف بیجا ہوتا ہے ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین الآیہ ثالثاً یہ کہ تعیین و تقیید روز ولادت کو ضروری سمجھتے ہیں کہ اور کسی دن مولود میں فضیلت نہیں ہے غیر مقید کو مقید سمجھنا اور غیر ضروری کو ضروری جاننا بدعات قبیحہ سے ہے و رہبانیۃ ابتدعوھا ما کتبناھا علیھم رابعاً یہ کہ اکثر اہل محفل اہل بدعت یا فساق و فجار ہوتے ہیں اُن کے ساتھ ناحق مساہلۃ و مداہنت کرنی پڑتی ہے اور بلکہ اُنکی تعظیم کرتے ہیں قال اللہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین عن ابراھیم بن میسرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام رواہ البیہقی فی شعب الایمان مرسلاً خامساً یہ کہ اکثر اشعار نعت تصنیف جاہلوں کے ہوتے ہیں کہیں اُنمیں توغل شان نبوی ہوتا ہے کہیں اور انبیاء اور ملائکہ کی نسبت بے ادبی ہوتی ہے قال علیہ الصلوۃ والسلام لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ الحدیث وقال علیہ السلام لا تخیرونی علی موسیٰ وقال

لہ وقال ابن مسعود رض لا یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلوتہ یری ان حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ ۱۲ منہ عفی عنہ و بلٰلہ در من قال گر حفظ مراتب نکنی زندیقی۔

ماینبغی لعبد ان یقول انی خیر من یونسؑ بن متّٰی وقال لا تفضلوا بین انبیاء
اللہ الحدیث اے تفضیلاً یؤدی الی تحقیر بعض سادساً وقت ذکر ولادت کے کھڑے
ہوتے ہین پھر اسمین بعض کا عقیدہ تو یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت
تشریف رکھتے ہین یہ تو بالکل شرک ہے اگر علم یا قدرت بالذات کا عقیدہ ہو ورنہ کذب و افترا
علی اللہ والرسول ہے اور بعض کہتے ہین کہ ہم واسطے تعظیم ملائکہ کے جو کہ اسوقت موجود ہین کھڑے
ہوتے ہین یہ بھی جہل ہے اول تو ملائکہ ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتے ہین محفل ذکر کی کیا تخصیص
ہے اور اگر محفل ذکر ہی کی تخصیص ہے تو محفل ذکر ولادت کی کیا تخصیص ہے اور اگر اس کی
بھی تخصیص ہے تو خاص وقت ذکر ولادت کی کیا تخصیص ہے کہ اُسی وقت ملائکہ کی تعظیم
ہو اور وقت نہو اور اگر محض تعظیم ذکر کے لیے کھڑے ہوتے ہین تو اگر سوا اس محفل کے اور کسی جگہ
کوئی ذکر کرے کہ حضرتؐ پیدا ہوئے تو کیون نہین کھڑے ہوتے معلوم ہوا کہ یہ بھی ایک حرکت
لغو و بیہودہ ہے سابعاً یہ کہ ان امور پر اصرار کرتے ہین اور منع کرنے والون سے جھگڑتے اور
عداوت کرتے ہین اور اصرار معصیت پر سخت معصیت ہے پس بوجوہ مذکورۃ الصدر نکرنا ہی اسکا
بہتر ہے ہان اگر بصورت مجلس وعظ کے خالی ان لغویات سے ہو کچھ حرج نہین اور حیرت ہے
کہ یہ لوگ محبت نبوی کا دعوی کرتے ہین اور پھر ان بدعات کے مرتکب ہوتے ہین محبت کو تو اطاعت
لازم ہے قال ابن المبارکؒ ؎ تعصی الالٰہ وانت تظہر حبہ ✦ ھذا لعمری فی الفعال
بدیع ✦ لو کان حبک صادقاً لاطعتہ ✦ ان المحب لمن یحب مطیع ✦ واللہ اعلم اللھم
وفقنا لما تحب وترضاہ ۱۲

؎ بعضے لوگ اسکا یون جواب دیا کرتے ہین کہ چونکہ بار بار کھڑے ہونمین حرج ہے اسلیے ہمیشہ ضرور نہین قال
تعالی وما جعل علیکم فی الدین من حرج جیسے حضرتؐ کا نام کئی بار سنین تو ہر بار درود پڑھنا ضرور نہین ایکبار
کافی ہے فقط اور یہ جواب بالکل مغالطہ ہے کیونکہ اگر اسکو تسلیم بھی کیا جاوے جب بھی ہر مجلس مین ایکبار تو ضرور کھڑا
ہونا چاہیے جو پھر اُسی مجلس مین دوبارہ ذکر ہو تو حرج سمجھکر چاہین پھر نہ کھڑے ہوا کرین جیسے حضرتؐ کا نام سنکر
ایکبار درود ضرور ہے پھر اختیار ہے پس ہمارا اعتراض پھر باقی رہا کیونکہ ہر مجلس مین ایک بار بھی کوئی نہین کھڑا ہوتا
؎ ولن یصلح العطار ما افسد الدہر ۱۲ ؎ کیونکہ بدعات و مکروہات کے ملنے سے عبادت بھی معصیت ہوجاتی
ہے جیسے کوئی حالت جنابت مین وقت دوپہر کے نماز پڑھنے لگے سخت گنہگار ہوگا حالانکہ نماز افضل عبادات ہے

سوال کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ قبور کو بوسہ دینا اور ان کو تعظیماً سجدہ کرنا اور اولیاء کرام کا برسوین دن عرس کرنا اور منتین ماننا اور قبرون کا طواف کرنا اور قبرون پر نوبت نقارہ بجانا اور انپر چراغ جلانا اور انپر غلاف چڑھانا اور ان کا پختہ بنانا اور محافل و مجالس مین بیٹھکر مزامیر سننا اور دست بستہ کھڑے ہوکر واجد اور راقص کی تعظیم کرنا اور دست بستہ کھڑے ہوکر اُستاد کو قرآن شریف سنانا اور یا شیخ سلیمان رح اور یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ پڑہنا شرع شریف مین جائز ہے یا نہین بینوا توجروا فقط

الجواب- ان امور مین سے بعضے تو بالکل شرک ہین جیسے تعبداً سجدہ کرنا اور منتین ماننا اور طواف کرنا اور یا شیخ عبد القادر و یا شیخ سلیمان کا وظیفہ پڑھنا جیسا عوام کا عقیدہ ہے ان کے مرتکب ہونے سے بالکل اسلام سے خارج ہوجاتا ہے اور مشرک بنجاتا ہے اور ان لا تعبدوا الا ایاہ اور بعضے امور بدعت و حرام ہین ان کے کرنے سے بدعتی و فاسق ہوگا کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار البتہ اگر ان کو مستحسن و حلال سمجھے گا تو خوف کفر کا ہے کیونکہ استحلال معصیت کا کفر ہے اور قرآن شریف کا اُستاد کے سامنے کھڑے ہوکر پڑھنا بھی بہتر نہین کیونکہ عبادت مین دست بستہ ہونا بجز خدا کے کسی کے سامنے روا نہین۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم فقط

سوال- قیام مولود شریف کیا ہے قیام وعدم قیام کی دلیل چاہیے اور بعض فرماتے ہین وقت قیام روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خود محفل مین آتی ہے جواب اسکا عطا ہو

الجواب- اول تو اس محفل مولد مین جو کہ آجکل رائج ہے خود کلام ہے اسمین بہت سی خرابیان ہین اولاً ثانیاً ثالثاً رابعاً خامساً اعنی ما ذکرت سابقاً فی المسئلۃ السابقۃ علی السابقۃ علی ہذا فلینظر ثمہ- پھر قیام تو سب سے بڑھکر ہے اور خصوصاً یہ سمجھکر کہ روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل مین تشریف لاتی ہے اور آپ ہمارے قیام سے خوشنود ہوتے ہین اور خیر قطع نظر اس سے کہ آپ کو اپنے لیے قیام پسند تھا یا نہین خود اس تشریف آوری کے دعوے پر کوئی دلیل نہین کسی آیت سے ثابت نہین کسی حدیث مین نہین کوئی دیکھتا نہین پھر کہان سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہین یہ جناب سرور پر افتراء محض ہے من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار الحدیث جیسا نا کہے ہوئے قول کو آپ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے اسی طور نا کیا ہوا

فعل بھی آپ کی جانب منسوب کرنا حرام ہے بلکہ اس دعوے کے بطلان پر بہت سے امور
دلالت کرتے ہین اوّل تو یہ کہ اگر ایکوقت مین کئی جگہہ محفل منعقد ہو تو آیا سب جگہہ تشریف لیجاوینگے
یا کہین کہین یہ تو ترجیح بلا مرجح ہے کہ کہین جاوین کہین نہ جاوین اور اگر سب جگہہ جاوین تو
وجود آپ کا واحد ہے ہزار جگہہ کسطور جا سکتے ہین یہ تو خدا تعالی ہی کی شان ہے کہ ایک وجود
سے سب جگہہ حاضر و ناظر ہے اور جو تعدد وجودات کا دعوی کرے دلیل لاوے پھر دوسرے
یہ کہ آیا ایسی ہی محفل آراستہ پیراستہ مین تشریف لاتے ہین یا اگر کوئی ویسے بھی آپ کا ذکر
ولادت کرے جب بھی آپ تشریف لاتے ہین اگر اس قسم کی زیب و زینت مین تشریف لاتے ہین
اور خالی ذکر ولادت کے وقت تشریف نہین لاتے تو یون کہیے کہ باعث آپ کی تشریف آوری
کا زیب و زینت ٹھیری ذکر ولادت مین کچھہ فضیلت نہوئی اور اگر خالی ذکر ولادت کے وقت بھی
تشریف لاتے ہین تو اُسوقت تعظیم کو کیون نہین اٹھتے کیا تعظیم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مقید
اُس محفل ہی کے ساتھہ ہے پھر تیسرے یہ کہ آپ کو خبر کسطرح ہوتی ہے کہ فلان جگہہ پر مولود ہے
خود تو خبر نہین ہو سکتی لا یعلم الغیب الا اللہ اگر ہو تو فرشتون کے ذریعہ سے ہو جب بھی تشریف
آوری آپ کی بعید معلوم ہوتی ہے کیونکہ درود شریف کی فضیلت صحاح سے ثابت اور مولود
کا درود سے افضل ہونا کہین ثابت نہین تو جب باوجود افضلیت اور مقبولیت درود شریف
کے آپ خود اُس جگہہ تشریف نہین لاتے بلکہ فرشتے آپ پر پیش کرتے ہین تو مولود کی محفل
کہ جسکی فضیلت درود شریف بہم کہین ثابت نہین وہان تو آپ کو کیا تشریف لانا پڑا اور
لیجیے آپ کو اپنی امت کا کس قدر خیال اور کتنی توجہ پھر اُنکا احوال آپ کے سامنے فرشتے
لیجا کر پیش کرتے ہین تو مولود شریف کی طرف نہ آپ کو اتنا خیال نہ اسقدر توجہ اسمین کیسے
تشریف لانے لگے چوتھے یہ کہ غور کرنا چاہیے کہ بہ نسبت حالت موت کے حالت حیاۃ مین تصرفات
اور کمالات زیادہ ہوا کرتے ہین پھر زندگی مین آپ کا حال دیکھیے خبرون کے لیے جا بجا
خطوط اور قاصد روانہ فرمایا کرتے تھے ورنہ علی صدق ہذا الدعوے قاصدون کے پیر توڑنے
کیا ضرور تھے خود سب جگہہ تشریف لیجایا کرتے اور سب جگہہ کا حال معلوم فرما لیا کرتے جب زندگی
مین آپ سے یہ امر صادر نہین ہوا تو بعد موت ظاہری کیسے دعوی کر سکتے ہین اور دعوے بھی

بلا دلیل کوئی دلیل نہین حجت نہین جو منہہ مین آیا کہدیا جو جی مین آیا سمجھ لیا صدق تعالیٰ
افرأیت من اتخذ الٰہہ ہوٰہ مولود کیا معاذ اللہ منہا عاملون کی حاضرات ہوگئی کہ
جب کسی نے چاہا شیرینی رکھکر مولود پڑھکر حضرت کو بلالیا کیسی گستاخی اور بے ادبی ہے
جیسے رافضی معاذ اللہ تعزیہ مین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو مانتے ہین اور اگر بفرض
محال کبھی ایسا اتفاق بھی ہوا ہو تو خرق عادت ہے اور خرق عادت دائم اور مستمر نہین ہوتا
علاوہ برین یہ امر متعلق کشف کے ہے اور کشف حجت تامہ نہین بلکہ وہ محفل تو وجوہات
مذکورہ بالاسے ایسی نکمی ہوجاتی ہے کہ اگر پہلے سے کچھہ خیر و برکت بھی ہو تو وہ بھی جاتی رہے
اور تشریف لانا تو درکنار شاید اگر آپ کی محفل مین ایسے امور ہوتے جب بھی آپ انکو نکال
دیتے یا خود اعراض فرماکر چلے جاتے اور عجب نہین کہ کچھہ زجر و توبیخ و عقاب فرماتے یہ عقیدہ
بالکل شرک اور محض افترا جناب نبوی مین ہے اس سے توبہ کرنا چاہیے قال صلی اللہ علیہ وسلم
لاتطرونی کما اطرت النصاری **شعر**۔ گر نہ بندی زین سخن تو حلق را ۔ آتشے آید بہ سوزد خلق
را ۔ آتش گر نامدست این دود چیست ۔ جان سیہ گشت و روان مردود چیست ۔ پس
ثابت ہوا کہ قیام کی یہ وجہ تو باطل ہے پس اب کیا وجہ ہے بعض کہتے ہین کہ ہم واسطے تعظیم
ملائکہ کے جو کہ اسوقت موجود ہین کھڑے ہوتے ہین یہ بھی جہل ہے الی آخر المسئلۃ السابقۃ علے
السابقۃ علی ہذا۔

تقبیل ابہامین در اقامت

سوال۔ کیا فرماتے ہین علماء دین اس صورت مین کہ جس وقت مؤذن اقامت مین
اشہد ان محمدا رسول اللہ بولے تو سننے والا دونون انگوٹھون کو چومکر دونون آنکھون پر رکھے
یا نہین اگر رکھنا ہی تو آیا جائز آیا مستحب آیا واجب آیا فرض ہے اور جو شخص اس کا مانع ہووے
اسکا کیا حکم ہی اور اگر نہین رکھنا ہی تو آیا مکروہ آیا مکروہ تحریمہ آیا حرام ہے اور مرتکب اس فعل
کا ہووے اُس کا اور جو حکم کرے اُس کا حکم کیا ہی بینوا توجروا۔ جدید یہ کہ اذان پر قیاس
کرکے تحریر نفرماوین بلکہ درصورت جواز یا عدم جواز کسی کتاب معتبر سے عبارت نقل کرکے
تحریر فرماوین۔

الجواب۔ اول تو اذان ہی مین انگوٹھے چومنا کسی معتبر روایت سے ثابت نہین اور

جو کچھ بعضے لوگون نے اسبارہ مین روایت کیا ہے وہ محققین کے نزدیک ثابت نہین چنانچہ شامی بعد نقل اُس روایت کے لکھتے ہین وذکر ذلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل ھذا شیء انتھی جلد اول ص۲۶۷ مگر اقامت مین تو کوئی ٹوٹی پھوٹی روایت بھی موجود نہین پس اقامت مین انگوٹھے چومنا اذان کے وقت چومنے سے بھی زیادہ بدعت اور بے اصل ہے اسیواسطے فقہا نے اُس کا بالکل انکار کیا ہے یہ عبارت شامی کی ہے ونقل بعضھم ان القھستانی کتب علی ھامش نسختہ ان ھذا مختص بالاذان واما فی الاقامۃ فلم یوجد بعد الاستقصاء التام والتتبع ۱۲- جلد اول ص۲۶۷ ۵- محرم سنہ ۱۳۰۱ھ

سوال- چہ می فرمایند علماء دین درباره کثرت مصافحہ بروز جمعہ وبعد نماز عیدین وبعد نماز پنجگانہ بخصوصیت وقت مصافحہ بدعۃ قبیحہ می شود یا موجب ثواب عظیم-

الجواب- مصافحہ کردن مطلقاً سنت ست بوقتے خاص مخصوص نیست پس تخصیص آن بروز جمعہ وعیدین وبعد نماز پنجگانہ وتراویح بے اصل است ہان اگر درہمین اوقات یکسے بعد مدتے ملاقات شود با ومصافحہ کردن مضائقہ ندارد نہ اینکہ از خانہ یا مسجد یا عیدگاہ ہمراہ آیند وپس از نماز مصافحہ ومعانقہ کنند واللہ اعلم

سوال- طریقہ فاتحہ گذشتگان اعنی سوم ودہم وچہلم وشش ماہی وسالیانہ کہ درین دیار مروج ست درین بعض علماء وقت اختلاف می کنند بدعۃ شنیعہ ومکروہ می گویند واقوال چند بر درستی اوست وبعض ہم می گویند کہ طعامی کہ بعد موتی بہ نیت ثواب پزند وبرو دست داشتہ فاتحہ دہند آن طعام باعث فاتحہ گندہ شود کہ طریقہ فاتحہ در زمان نبوی واصحاب کبار وتابعین واتباع تابعین رض نبود وطعام وشیرینی کہ نیاز بزرگان ست مردارست-

الجواب- سوم ودہم وچہلم وغیرہ ہمہ بدعات وماخوذ از کفار ہنود است وآنکہ طعام روبرو نہادہ چیزے می خوانند این ہم طریقہ ہنود است ترک چنین رسوم واجب است کہ من تشبہ بقوم فھو منھم وہرگاہ طعام بچنین بدعات متلبس شد بہتر آنکہ این چنین طعام نخوردہ شود کہ

ع قلت واما الموقوف فانہ وان کان منقولا لکن مع ضعف اسنادہ لیس فیہ کون ہذا العمل طاعۃ بل ہو رقیۃ للحفظ عن الرمد والعوام یفعلونہ باعتقاد الطاعۃ والمباح یصیر بدعۃ باعتقاد کونہ طاعۃ ۱۲ منہ

ذبح ما یوبیلٹ الی ملا یو بیاٹ و طعام و شیرینی کہ بنیاز بزرگان می باشد در و دو جہت است بعضے جہال بہ نیت تقرب بدیشان و طلب مرادہا از یشان می کنند این شرک است و این چنین طعام یا شیرینی خوردن حرام ست و ما اہل بہ بغیر اللہ و بعضے محض برائے خدا می کنند نیت می دارند کہ خدا تعالیٰ ثوابش بروح فلانی بزرگ رسان این جائز ست و چنین طعام و شیرینی ہم حلال واللہ اعلم۔

سوال۔ کیا فرماتے ہین علماء دین اس امر مین کہ ایام محرم الحرام مین شہادت نامہ پڑھنا مجمع عام مین اور حالات سید الشہداء علیہ السلام بیان کرنا جائز ہے یا نہین جیسا کہ اکثر شہر ہندوستان مین عادۃ ہے کیونکہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ و حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین و احیاء العلوم مین اس امر کو حرام و مکروہ اور شعار روافض سے فرمایا ہی مثل مشاجرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پس آپکو اس امر کی تشریح بخوبی فرمانا چاہیے کہ آیا پڑھنا شہادت نامہ کا جائز ہے یا نہین اور جائز ہے تو کس طور پر اور کس صورۃ سے ؟

شہادت نامہ خوانی

الجواب۔ فی الحقیقت واقعہ جانکاہ جناب سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ و عن احبائہ و سخط علی قاتلیہ و اعدائہ اس قابل ہی کہ اگر تمام زمین و آسمان و حور و ملک و جن و انس و جمادات و نباتات و حیوانات قیامت تک بہ کہہ کہہ کر روتے رہینگے

ع صبت علی مصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیالیا

تو بھی تھوڑا ہے مگر خیال کرنے کی بات ہے کہ جنکی محبت مین روتے بیٹھین تو جو حرکات انکے خلاف طبع ہون انکا ارتکاب ان حضرات کے ساتھ سخت عداوت کرنا ہی ع دوستی بیخرد چون دشمنی ست۔ پس بہیئت کذائیہ با جتماع مردمان جاہلان بخصوص ایام عشرہ محرم الحرام بہ بیان غیر واقعی و روایات موضوعہ بحرکات غیر مشروع و افعال ناجائز و نوحہ حرام شہادت نامہ پڑھنا بحسب ارشاد حضرت غوث الثقلین و حضرت امام غزالی رحمہما اللہ تعالیٰ اجتناب بدعۃ اور شعار روافض ہے احتراز اُس سے واجب ہے عن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ قال نہی رسول اللہ علیہ وسلم عن المراثی و فی حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم و کل

بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار اور خصوصًا انہین لوگون کی مجلس مین جانا اور
وہان مین شریک ہونا سخت مذموم اور قبیح ہے من کثر سواد قوم فہو منہم ومن رضی
عمل قوم کان شریک من عمل بہ رواہ الدیلمی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کذا
ذکر السیوطی فی جمع الجوامع ہان البتہ اگر گاہے گاہے بہ نیت برکت بطور ذکر بزرگان بلا تعیین
یوم وبلا التزام اجتماع مجمع بروایات صحیحہ معتبرہ بلا شرکت روافض بدون افعال و اقوال
نامشروع پڑھے اور نمگین ہو باعث خیر و برکة ہے عہ

اعلی ذکر اھل البیت الی ان ذکرھم ھوالمسک ماکررتہ یتضوع

رفع بعض شبہات متعلق بمسلک حضرت حاجی صاحب مرحوم و خلفاء ایشان

سوال - بخدمت ذوالمجد والکرم مولانا و مقتدانا مولوی اشرفعلی صاحب مدفیضہم - پس
از سلام مسنون معروض آنکہ اگرچہ مین ایک شخص اجنبی ہون لیکن بعض اعتبارات سے
اپنے آپ کو زمرۂ خدام مین تصور کرتا ہون اور اس بنا پر بے تکلفانہ ایک تکلیف خاص دینے
کی جرات کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ مجھکو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس اللہ
سرہ العزیز کے ساتھ بعض وجوہات سے ہمیشہ سے ایک عقیدہ قلبی ہے اور جو حضرات
حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ واسطہ وارادت رکھنے والے ہین اُن کے
ساتھ بھی دلی اخلاص ہے اور بالخصوص حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مدظلہم
العالی کے ساتھ جنکے محامد خود حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بعض تالیفات
مین بالتخصیص ارقام فرمائے ہین اور اپنے معتقدین کو اُنکی جانب رجوع دلانیکی ہدایة فرمائی
ہے ایک خاص ارادت ہے لیکن بعض اوقات بعض مخالفین اور مبتدعین کے بعض اعتراضات
اور شبہات کی وجہ سے جو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سلمہ اللہ
تعالی کے بعض معمولات اور معتقدات کے مختلف فیہ ہونے کے بارہ مین کیے جاتے ہین اور
جنکا جواب معقول اپنے آپ سے بن نہین پڑتا طبیعت کو ایک خلجان پیدا ہو جاتا ہے اس
لیے مین یہ چاہتا ہون کہ اُن شبہات کا دفعیہ مخالفین کے جواب اور نیز اپنی تشفی قلب کے
واسطے آپ کے ذریعہ سے کرون کیونکہ اول تو مخالفین کو ایسے شبہات پیدا کرنے کے لیے

عہ یعنی طبعًا نہ کہ قصدًا و اہتمامًا ۱۲

جوزیادہ جرأت اور قوۃ ہوگئی ہے وہ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ کی اشاعت ہے اور یہ رسالہ آپ ہی کا شائع کیا ہوا ہے۔ اگرچہ آپ نے اس کے ساتھ ایک مضمون بطور ضمیمہ کے بھی اضافہ فرمایا ہی جوصرف ہم جیسے معتقدین کے لیے فی الجملہ باعث طمانیت ہوسکتا ہی لیکن تاہم وہ مضمون اس اصلی تحریر کے مطلب پر کوئی کافی ووافی اثر پیدا نہین کرسکتا اور مخالفین اسکو نظرتام سے دیکھنے اور قابل قبول قرار نہین دیتے بلکہ اس تقریظ کے مضمون سے جو رسالہ درمنظم مولفہ شاہ عبدالحق صاحب مہاجر مکی پر جو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارقام فرمائی ہے اس اصلی مضمون رسالہ فیصلہ کی تائید ہوتی ہے دوسرے یہ کہ جناب کی تحریرات جسقدر اس وقت تک میرے مطالعہ سے گذرین ہین ان کو تعصب وتشدد ونفسانیت سے مبرا اور انصاف اور حقانیت اور معقولیت سے مملو پایا جو مخالف کو موافق اور حق ناشناس کو حق پسند بنانے کا ایک اعلیٰ ذریعہ ہے تیسرے یہ کہ غالباً آپکو اُن فتاوی کا حال بھی معلوم ہوگا جو اہل ہندنے کسی کسی مسئلہ مختلف فیہ کی نسبت مکہ معظمہ سے طلب کیے تھے اور اسکا جواب بعض مخالفین کے حسب منشا ملا اور جن پر مخالفین حضرت حاجی صاحب کی مہر اور دستخط ہونا بھی بیان کرتے ہین چوتھے یہ کہ جہانتک مجھکو تحقیق ہوا ہے آپ اسی کار خیر کے متعلق عرائض کے جواب دینے اور اپنے اوقات عزیز کے صرف کرنے مین بخیال اصلاح حال وقال مومنین وحقوق المسلمین دریغ بھی نہین فرماتے ہین لہذا وہ شبہات ذیل مین گذارش کرکے امیدوار ہون کہ بمقتضائے شفقت وہمدردی اسلامی تفصیلی جواب انکا مرحمت ہو تاکہ آیندہ کے لیے اس قسم کے خلجان سے جو وسواس شیطانی کہے جانے کے لائق ہین طبیعت محفوظ رہے اور مخالفین کو جواب معقول دے کر ساکت کرنیکا موقع ملے۔ **شبہ اول** یہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض معتقدات ومعمولات جوانکے رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ سے یا تقریظ مندرج رسالہ درمنظم سے یا بعض دیگر فتوے ہم مضمون رسالہ مذکور پر دستخط اور مہر ہونے سے یا ان معتقدات اور معمولات کی نسبت بعض اشخاص معتقد کی چشم دید اور گوش زد احوال و اقوال بیان کرنے سے ثابت ہوتے ہین آیا واقعی تھے یا یہ اقوال وافعال بخلاف اپنے ذاتی عقیدہ کے کسی مصلحت

پر مبنی تھے وبرعایت شریف وااہالیان مکہ معظمہ وغیرہ حضرت سے سرزد ہوتے تھے اگر خلاف عقیدہ واقعی کے تھے تو یہ صورۃ تقیہ کی اور شعار روافض ہے جو حضرت کے کمالات ظاہری وباطنی کے بالکل منافی ہے اور اگر موافق عقیدہ واقعی تھے تو اُن حضرات کے جو حضرت سے واسطے ارادت اور خلافت رکھتی ہین اُن معتقدات اور معمولات کو بدعۃ اور ضلالت کہنے کا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اوپر کیا اثر ہوا اور اُن حضرات کے حق مین کیا نتیجہ پیدا ہوا۔ **دوسرا شبہ** یہ ہے کہ آیا مرید اور خلیفہ کو من کل الوجوہ اتباع شیخ کی ضرورۃ ہے یا نہین اور اگر نہین ہے اور صرف اوراد واشغال متعلقہ طریقت مین اتباع کافی ہے اور دیگر مسائل شرعیہ مین اپنے علم اور اجتہاد سے کام لینے کا مجاز حاصل ہے تو اس صورت مین احکام شرعیہ مین شیخ کے عمل بالخلاف سے مرید کے قلب مین عظمت شیخ جیسا کہ چاہیے تاہم نہین رہ سکتی بلکہ جب شیخ کے عقائد اور اعمال بزعم مرید خلاف شرع اور سنت ہونگے تو شیخ کے ساتھ ارادت بھی کسیطرح باقی نہین رہ سکتی اور ایسی حالت مین خود شیخ لائق مشیخت متصور نہین ہو سکتا اسلیے کہ جب شیخ کو قطع نظر علم ظاہری کے اپنے کشف باطنی اور نور عرفان سے بالخصوص ایسے مسائل مین جوان کے اور ان کے مریدون کے فیمابین مابہ الاختلاف ہون حق وباطل ابا حۃ وضلالت مین تمیز نہ ہو سکے تو وہ بھی ترقی مدارج وطے منازل الی اللہ کا ذریعہ کیونکر بن سکتا ہے یا کیونکر بنایا جا سکتا ہے اور وہ کامل مکمل کیونکر متصور ہو سکتا ہے اور اگر یہ کہا جاوے کہ ایسے مسائل فرعیہ کا اختلاف قدیمی بات ہی اور اس سے معاملات طریقہ مین کچھ حرج متصور نہین ہی تو اول تو یہ اختلاف ایسا ادنی درجہ کا نہین ہی دوسرے اس کے تسلیم کرنے مین طالبان حق کو کسی عالم وکامل متبع سنت شیخ کی تلاش کرنے کی جو ایک ضروری بات قرار دی گئی ہے ضرورت باقی نہین رہتی بلکہ ہر صوفی مشرب ان اشغال معینہ ومعمولات کی تعلیم اور بذریعہ بیعت داخل سلسلہ کرنے کے لیے کافی ہو سکتا ہے اور اگر مرید اور خلیفہ کو اتباع کامل کی ضرورت ہے اور مرشد کے ساتھ ہم خیال وہم عقیدہ وہم عمل ہونا ضروری ہے تو بوجہ اختلاف مسائل معلومہ متذکرہ شبہ اول ان حضرات کے اندر اُنکا فقدان ظاہر ہے پس ایسی حالت مین ان حضرات کی خلافت خلافت

راشدہ کیونکر تسلیم ہو اور اگر نہ تسلیم ہو تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہ فرمان جو بالتخصیص حضرت مولانا رشید احمد صاحب کے حق مین نافذ ہوئے ہین کیا معنے رکھتے ہین اور کس بنا پر ہین اور اگر ہر دو حضرات کی معتقدات اور معمولات یکسان قرار دیجائین تو تطبیق کس طریقہ سے کی جاوے اور قطع نظر دیگر مضامین کے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ کے لیے ایک شرح پر از تاویلات کثیرہ مطلوب ہوگی تیسرا شبہہ یہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب کے خلفا مین باعتبار اختلاف بعض معتقدات ومعمولات معلومہ کے دو فریق ہین اور ہر فریق علماء کا ہے جن مین ایک فریق مولوی احمد حسن صاحب کانپوری اور شاہ عبدالحق صاحب مہاجر مکی۔ مولوی عبدالسمیع صاحب میرٹھی وغیرہ کا ہے جنکے معتقدات ومعمولات مثل حضرت حاجی صاحب و دیگر متقدمین صوفیہ کرام پیشوایان سلسلہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ کے ہین۔ اور دوسرا فریق مولوی رشید احمد صاحب ومولوی اشرفعلی صاحب ومولوی محمد قاسم صاحب مرحوم وغیرہ کا ہے جو ان معتقدات و معمولات کو بدعۃ وضلالت بلکہ اس سے بھی زیادہ بدتر کہتے ہین کہ نوبت بشرک وکفر پہنچاتی ہین پس ان ہر دو فریق مین سے خلافت راشدہ کس فریق کی متصور ہو سکتی ہے اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایسے دو مختلف العقیدہ والعمل اشخاص کو خلافت عطا فرمانا کیسا عمل ہے پس یہ ہین وہ اعتراضات وشبہات کہ جنکے جوابات معقول دینے مین اور مخالفین نامعقول کو معقول کر دینے مین مجھ جیسے بعض کم علم محبان خانوادہ امدادیہ کو دشواری ہوتی ہے پس اگر والاجناب توجہ فرماوین اور ان امور کا جواب مفصل تحریر فرماوین تو قطع نظر اسکے کہ مخالفین کے جواب دینے مین سہولت ہو جاوے۔ بمصداق لیطمئن قلبی کے موافقین کے انشراح خاطر کے لیے بھی بے غایت بکار آمد اور مفید ہو زیادہ بجز نیاز کیا عرض کیا جاوے فقط والسلام۔

الجواب۔ مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعض امور فی نفسہ مباح وجائز ہوتے ہین مگر مفاسد عارضہ سے قبیح ہو جاتے ہین جیسے اعمال متنازعہ فیہا فی زماننا مثل مجلس مولد شریف اور فاتحہ وگیارہوین ونحوہا ان مین دو طرح کا اختلاف ہو سکتا ہے اول یہ کہ ان مفاسد

کو قبیح نہ سمجھے یہ اختلاف ضلالت و معصیت ہی دوم یہ کہ اُن مفاسد کو قبیح سمجھے اور ان مفاسد
کے ساتھ ان اعمال کی بھی اجازت نہ دے مگر بوجہ حسن ظن اور عوام الناس کے حالات تفتیش
نکرنے سے یہ سمجھ کر کہ لوگ ان مفاسد سے بچتے ہونگے یا بچ جاوینگے اجازت دیدی سو یہ
اختلاف فی الواقع مسئلہ مین اختلاف نہ ہوا بلکہ ایک واقعہ کی تحقیق کی غلطی علم و فضل یا
ولایت بلکہ نبوت کے ساتھ بھی جمع ہو سکتی ہے اور اس سے عظمت یا شان یا کمال اور قرب
الٰہی مین کچھ فرق نہیں آتا انتم اعلم بامور دنیاکم خود حدیث مین ہے ۔حضرت عمر رضی اللہ
عنہ کا مشورہ درباب بشارت یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا باوجود صدور حکم نبوی درباب
اجراء حد زنا ایک جاریہ کے زچہ ہونے کی وجہ سے تعمیل حکم مین التوا کرنا اور حضور کا اس کو
پسند فرمانا خود احادیث صحیحہ مین آیا ہی امید ہے کہ میرے اس مختصر مضمون سے سب شبہات
حل ہوگئے ہونگے مگر احتیاطاً کسی قدر مفصل بھی عرض کرتا ہون **شبہ اول** کا جواب یہ ہے
کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہی عقائد ہین جو اہل حق کے ہین اور حضرت رح کا ان اعمال
مین شریک ہونا یا تحریراً و تقریراً اذن فرمانا نعوذ باللہ مبنی فساد عقیدہ پر نہیں ہے نہ تقلید پر
ہے بلکہ چونکہ یہ اعمال فی نفسہا جائز ہین انکو جائز سمجھکر کرتے تھے اور کہتے تھے اور گمان یہ تھا
کہ فاعلین یا مخاطبین یا حاضرین مجلس بھی اُن مفاسد سے مبرا ہونگے تو بعض جگہ یہ گمان صحیح
تھا۔ اور بعض جگہ حسن ظن کا غلبہ تھا اور یہی صورت اکثر تھی اور جو لوگ بدعۃ و ضلالت کہتے
ہین نفس افعال کو نہیں کہتے کہ حضرت پر اثر پہنچے بلکہ مفاسد کو کہتے ہین جس سے حضرت خود بری
ہین پس حضرت کے قول و فعل کا خلاصہ یہ نکلا کہ یہ افعال بلا مفاسد جائز ہین اور فتوائے
علماء کا حاصل یہ ہوا کہ یہ افعال مع المفاسد ناجائز ہین سو اسمین کچھ اختلاف نہ ہوا البتہ یہ امر
کہ آیا اکثر مواقع مین یہ مفاسد موجود ہین یا نہیں اسمین حضرت رح اور علماء کا اختلاف رہا سو یہ
ایک واقعہ مین اختلاف ہی جیسے زید کے کھڑے ہونے مین اسمین اگر حضرت رح کو صحیح خبر تحقیق
نہ ہو تو حضرت رح پر الزام و ملامت نہیں اور نہ اختلاف کرنیوالون کو اُسکے خلاف سے کوئی ضرر۔
دوسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ جو امر یقیناً خلاف ہو اسمین شیخ کا اتباع مرید کو ضرور نہین
اور جو امر ایسا ہو کہ شیخ کا عقیدہ اسمین صحیح ہے اور کسی واقعہ کی صحیح خبر نہ پہنچنے سے عمل خلاف

مصلحت ہوگیا چونکہ فی نفسہ وہ امر خلاف شرع نہین حسن عقیدہ و نیت سے شیخ نے کیا ہے وہ خلاف
شرع نہین ہے اس لئے شیخ کی عظمت مرید کے قلب سے ذرہ برابر نہین گھٹ سکتی مثلاً اگر کسی شخص
نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے مین زہر ملا کر کھلا دیا اور آپ کو اسوقت خبر نہوئی تو صحابہ کے
قلب سے یہ سمجھکر کہ حضور نے زہر نوش فرمایا ہرگز عظمت کم نہین ہو سکتی بلکہ یہ ہی کہا جاویگا کہ آپ نے تو
کھانا حلال نوش فرمایا ہے مگر زہر کی اطلاع حضور کو نہ ہوئی ورنہ ہرگز نوش نہ فرماتے اور اس بنا پر مرید
افعال شیخ کو خلاف شرع نہ سمجھے گا جو عظمت کم ہو اور کشف باطن اور نور عرفان سے حق و باطل کا انکشاف
کسی درجہ مین مسلم سہی مگر یہان تو حق و باطل مین شیخ کو التباس ہی نہین جو انکشاف کی حاجت ہو اس کا
انکشاف تو حاصل ہے کہ فلان طور پر حق ہے اور فلان طور پر باطل ہے صرف ایک واقعہ جزئیہ اسکی نظر
سے مخفی ہے جسکا مخفی ہونا انبیاء علیہم السلام سے بھی مستبعد نہین خود حدیث مین حضور کا ارشاد ہے کہ مین
بشر ہون شاید کوئی شخص اپنے دعوے پر حجت شرعیہ قائم کر کے مقدمہ جیت لے اور اُسکا حق نہ ہو اور مین
اُسے دلادون تو وہ دوزخ سے حصہ لے رہا ہی - ظاہری حجت پر حضور حکم فرما دیتے تھے اور بعض اوقات
احتمال ہوتا تھا کہ شاید دوسرے کا حق ہو حضور پر ہرگز کوئی طعن نہین ہو سکتا آپ نے تو حق ہی فیصلہ فرمایا
مگر چونکہ واقعہ کی تحقیق صحیح نہ ملی اسلئے صاحب حجت کو غالب فرما دیا ایسی حالت مین کامل مکمل ہونے مین
کوئی شبہ نہین ہو سکتا بخلاف اُس شیخ کے جسکے عقائد یا مسلک مین غلطی یقینی ہو وہ البتہ قابل شیخ ہونے
کے نہین - اور اوپر معروض ہو چکا ہے کہ حضرت کے عقائد یا مسلک مین خلاف نہین صرف ایک واقعہ
کی تحقیق صحیح نہین پہنچی پس نہ حضرت پر کوئی شبہ رہا نہ خلفا کی خلافت راشدہ مین کوئی قدح رہا - سلطان
نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کے خلیفہ کا سماع سے منکر ہونا شیخ کے روبرو مشہور و معروف ہی اور فہیم آدمی کے
لیے خود فیصلہ ہفت مسئلہ کی عبارت مین جابجا تقیید کو مرتبہٗ ضرورت مین سمجھنے کی خدمت مشرح کافی ہی اور
مخاصم کے حق مین دفاتر و سا تیر بھی کافی نہین **تیسرے شبہ** کی نسبت یہ عرض ہی کہ حضرت کے
تمام خدام کی خوش اعتقادی کا دعویٰ ہم نہین کر سکتے یقینا بعض اہل علم کو بعض امور مین لغزش واقع ہوئی ہی
بعض کو تو مسائل مین غلطی ہو گئی ہے جس سے حضرتؒ بالکل مبرا و منزہ ہین اگر وہ حضرت رح کے قول کی سند
لاوین تو بہت یقین کے ساتھ کہا جاتا ہی کہ انہون نے حضرت کے ارشاد کو نہین سمجھا یا حضرت نے غلبہ حال
مین کوئی امر فرمایا جو تاویل کے قابل ہوتا ہے اور اُن صاحبون نے اسکو ظاہر پر محمول فرما لیا چنانچہ اس ناکارہ

کے رو برو غلبہ حال مین بعض امور غامضہ فرمائے اور خود حضرت کی حالت سے معلوم ہو گیا کہ اس وقت
غلبہ ہے ممکن ہے کہ کسی کو اسکی طرف توجہ نہوئی کہ اسکو غلبہ سمجھا ہو اور جن امور مین غلطی بھی نہین ہوئی
مگر عوام اس سے برباد ہوئے چونکہ ان صاحبون کو غلبہ حال ہی نہین اور عوام کے حال سے بھی علمار کو بوجہ
اختلاط عوام کے اطلاع زیادہ ہوتی ہے اس لیے ان صاحبوں کی غلطی تحقیق واقعہ مین یا غلبہ حال کے ارشادات
نقل کردینے مین قابل معذوری نہین اور مشائخ مین یہ دونون عذر صحیح ہین اور مسئلہ کی یقینی غلطی تو کسی کے
لئے بھی عذر نہین مگر حضرت رح اس سے بالکل بری ہین اور حضرت کا خلاف عطا فرما دینا کسی مبتلائے غلطی
کو بنا بر عدم اطلاع اس شخص کی غلطی کے ہی جسکا خلاف شان ہونا اوپر ظاہر ہو چکا ہے اگر اس کے بعد کوئی
شبہ ہو بے تکلف اظہار فرما دیا جاوے۔ مین ایک ضرورت سے دوسری جگہ آیا ہون شاید دو چار روز اور
رہنا ہو فقط والسلام راقم اشرف علی عفی عنہ۔

مستفتی کا دوسرا خط جسمین اُسنے پہلے خط کے جواب پر کچھ شبہات کیے ہین

بخدمت فیضدرجت جامع کمالات صوری و معنوی مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب دامت فیوضہم پس
از سلام مسنون عقیدہ مشحون معروض آنکہ افتخار نامہ بجواب عریضہ صادر ہو کر کاشف اسرار ہوا اسمین شک
نہین کہ جناب نے بطریق تمہید جواب جو کچھ اجمالاً تحریر فرمایا ہے وہ ہی مخلصین کے اطمینان قلب کے لیئے کافی
ووافی ہے لیکن منکرین کے لیے ہنوز گنجایش کلام باقی ہی جسکو جناب کے اس ارشاد کی تعمیل مین (کہ اگر اس
کے بعد کوئی شبہ ہو تو بے تکلف اظہار کر دیا جاوے) ذیل مین گذارش کرتا ہون اور امید ہی کہ اس مرتبہ کافی
اور مفصل جواب کے بعد اس معاملہ مین ضرورت تصدیعہ باقی نہ رہیگی۔ ہر دو روایات مشورہ کتمان بشارت
اور التوائے اجرار حذرنا کو تفصیل کے ساتھ ارقام فرما دیجیے۔ اور خلیفہ حضرت مولٰنا نظام الدین اولیا قدس
اللہ سرہ العزیز کی مخالفت بمعاملہ سماع کا قصہ بھی مفصل مع حوالہ کسی کتاب کے اور نیز اسی قسم کی دیگر روایات
اگر مستند کتابون سے بہم پہنچ سکین رقم فرمائیے اسلیئے کہ یہ اکثر دیکھا گیا ہی کہ بمقابلہ دلائل و براہین عقلی و نقلی کے
گذشتہ واقعات کی تمثیل متصوفین زمانہ حال مین زیادہ اثر پیدا کرتی ہے۔ بنظر علم شبہات جوابات سابقہ عریضہ
سابقہ مع سامی نامہ ہمرشتہ عریضہ ہذا مرسل ہی تاکہ تحریر جواب مین سہولت ہو۔ ایک امر محض بنظر اطلاع پیش
کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ اس عرصہ مین میری نظر سے ایک تحریر مولوی احمد حسن صاحب کانپوری کی گذری
ہے جسمین رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ کی بابت یہ الفاظ تحریر تھے (ہفت مسئلہ مین جو ضمیمہ لگایا گیا ہی اسکی عدم

رضا حضرت کی طرف سے ثابت ہی مولوی شفیع الدین صاحب سے بتاکید آپ نے فرمایا ہی کہ اشتہار دو اس امر کا کہ ضمیمہ ہمارے خلاف ہی) اب اصل مطلب عرض کیا جاتا ہی اور بطریق مدعیانہ شبہ اول کے جواب مین آپنے ارقام فرمایا ہی کہ چونکہ یہ اعمال فی نفسہا جائز ہین انکو جائز سمجھکر کرتے تھے اور کہتے تھے اور گمان یہ تھا کہ فاعلین و مخاطبین و حاضرین مجلس اُن مفاسد سے مبرا ہونگے۔ اس موقع پر اسکی تحقیق مطلوب ہوئی کہ وہ مفاسد کیا ہین جن سے حضرت مبرا تھے اور دوسرونکا مبرا ہونا اپنے حسن ظن سے خیال فرماتے تھے جہانتک خیال کیا جاتا ہی مفاسد وہی امور قرار دئے گئے ہین جنکو حضرت حاجی صاحبؒ نے مصالح پر مبنی نہ ہونا ارشاد فرمایا ہی اگر یہ کہا جاوے کہ یہ امور فی نفسہ جائز ہین اور تبدیل نیت اور عقیدہ سے ناجائز ہو جاتے ہین اسکے بارہ مین یہ شبہ ہوتا ہی کہ اول تو نیت و عقیدت کا حال کسی کو معلوم نہین ہو سکتا دوسرے باستثناء جہال و عوام عموماً تعلیم یافتہ اور خواص نیک نیتی و خوش عقیدتی کے ساتھ محض اُن مصالح پر نظر کرکے جو سلف سے منظور نظر ہین اس قسم کے اعمال کرتے ہین اور اُن اعمال کے ترک کو بھی صرف بخیال فوت ہو جانے ان مصلحتون کے یا ترک اقتداء بزرگان پیشین کے مذموم تصور کرتے ہین پھر ایسی حالت مین عام طور پر بلا کسی استثناء کے ان علماء کی ممانعت حضرت حاجی صاحب کے ارشاد کے خلاف کیون نہ سمجھی جاوے کیا حضرت حاجی صاحبؒ کے یہان جو محفل میلاد شریف ہوتی تھی یا جن محافل کے اندر ہندوستان مین یا مکہ معظمہ وغیرہ مین حضرت حاجی صاحب کو شرکت کا اتفاق ہوا ہوگا اُن محافل مین تداعی اور کثرت روشنی اور استعمال خوشبو و اہتمام فروش و جائے نشست ذاکر کو بلند و ممتاز قائم کرنا اور قیام بالتخصیص عند ذکر الولادۃ اور اجتماع ہر خاص و عام کا نہ ہوتا تھا۔ نہین ضرور ہوتا تھا پس وہ کون سے مفاسد تھے جن سے حضرت کو عدم واقفیت ولاعلمی تھی اور وہ کون سے واقعات تھے کہ جن سے حضرت بیخبر تھے کہ جسکی بنیاد پر واقعہ کی تحقیق مین غلطی ہونا تسلیم کیا جا سکے۔ شبہ دوم چونکہ شبہ اول پر مبنی ہے اس لیے اسکے جواب کا بھی وہی انداز قائم کیا گیا کہ کسی واقعہ کی صحیح خبر نہ پہنچنے سے کوئی عمل خلاف مصلحت مرشد سے سرزد ہو جاوے تو اس سے عظمت شیخ کی بابت کوئی ناقص خیال پیدا نہین ہو سکتا اول تو حسب اقوال و اعمال متصوفین سابقین شیخ کے حق مین یہ کلام و گمان بھی کہ عمل خلاف مصلحت ہوا۔ سوء ادبی ہے کیونکہ باوجود علم و احتمال ایسے اختلافات عظیم کے ایسے شیخ سے عمل خلاف مصلحت ہو جانا اُس کی شان مین فرق ڈالنے والی بات ہی دوسرے یہ امر دریافت طلب ہوا کہ وہ کون سے ایسے واقعات تھے جنکی خبر صحیح حضرتؒ

کو نہ پہنچی تھی جہانتک خیال کیا جاتا ہی اس امر کا ثابت کرنا سخت متعذر معلوم ہوتا ہے بلکہ اس کے خلاف
شہادتین تحریری و تقریری ہندوستان مین اکثر موجود ہین ۔ شبہ سوم کا جواب بھی بطرز سابق یہ ارقام ہوا ہی
کہ حضرت کا خلافت عطا فرمادینا کسی مبتلاے غلطی کو بنا بر عدم اطلاع اس شخص کی غلطی کے ہے جسکا خلافت
شان نہونا اوپر ظاہر ہوچکا ۔ اس معاملہ مین اول تو اس بات کا مان لینا کہ حضرت کو ان اشخاص کے احوال
واقوال عقائد و اعمال کی اطلاع نہ ہو سخت دشوار بلکہ بداہت کا انکار ہے اور کسی طرح قرین عقل نہین کہ
جو لوگ مدتون خدمت و صحبت مین حاضر رہے ہون اور نزدیک و دور سے فیضان باطنی سے مستفیض ہوتے
رہے ہون ۔ انکے معتقدات اور معمولات سے حضرت بے خبر رہین اور اگر عیاذاً باللہ بہ تمثیل منافقان اوائل
زمانہ رسالت بے خبری تسلیم بھی کی جاوے تو حضرت رح پر بڑا الزام یہ عائد ہوگا کہ بلا اطمینان تصحیح حال و اعمال خلافت
کیون عطا فرمادی اس لیے کہ یہ امر خلافت تو کوئی دنیا کا کام نہ تھا یا کوئی عبادات یا معاملات کا مسئلہ یا فتوےٰ
نہ تھا کہ جسکے بابت یہ حجۃ کی جاسکے کہ واقعات و حالات سے بے خبر رہنے کی وجہ سے حکم یا عمل خلاف واقعہ
یا مصلحۃ صادر ہوگیا بلکہ یہ معاملہ تو بالکل نور باطن و تصفیہ قلب و عرفان سے تعلق رکھتا ہے ۔ پھر کیون
ان ذریعون سے مثل بزرگان سلف مریدین کے حالات کو دریافت نہین کیا تاکہ وہ غلطیان جن مین بعض
خلفاء مبتلا تھے آیندہ سلسلہ مین سنت پیر یا عمل شیخ قرار پاکر شائع نہ ہونے پائین کیون مرآۃ قلب حضرت رح
مین ان خلفا کے بعض عقائد و اعمال فاسدہ کا عکس جیسا کہ اکثر بزرگوارون کے حالات مین مذکور ہوتا ہی
منعکس نہین ہوا ۔ اب ان اُمور کا جواب بعد ملاحظہ و توجہ تحریر اول کے ارشاد فرمایا جاوے اور پہلے پتہ
کے موافق ارسال فرمایا جاوے اگرچہ اسمین شک نہین کہ اس فضول کام مین جناب کے اوقات عزیز کا صرف
کرانا نہایت بے موقع تصدیعہ دہی ہی ۔ مگر بمقتضائے ضرورت نظر بہ اشفاق عمیم جناب والا مجبوراً تکلیف دیگئی
فقط زیادہ نیاز ۔

الجواب ۔ از خاکسار اشرف علی عفی عنہ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔ مین ہنوز حیرتا دل ہون اسلیے
آپکا خط دیر مین ملا ۔ آپ نے جو تحریر فرمایا ہے کہ منکرین کے لیے ہنوز گنجایش کلام باقی ہے سو احقر نے پہلے بھی
منصفین کے لیے لکھا تھا ۔ اور اب بھی اسی غرض سے لکھتا ہون منکرین کے لئے پہلے ہی خط مین لکھ چکا ہون
کہ دفاتر بھی کافی نہین ۔ خلاصہ یہ کہ تحقیق حق مقصود ہے مناظرہ مقصود نہین نہ آجکل اُس سے کوئی نفع
لہذا تمام تحریرات مین اسکات منکرین سے قطع نظر کر لیجیئے اپنے شبہات کو البتہ رفع کر لیجیے ۔ دو سرے ان

سے اگر گفتگو ہو تو اگر وہ منصف ہون تو اُن کو علماء کا حوالہ دیجیے خود وہ اپنے شبہات رفع کر لین آپ کیون فکر فرماتے ہین اور اگر وہ معاند ہون جانے دیجیے اُن کے ساکت کر دینے کا کوئی شرعاً مکلف نہین پھر تعب برداشت کرنا ایک فضول امر کے لیے کس کو ضرورت پڑی ہے ۔ مشورہ کتمان بشارت مشکوۃ کی کتاب الایمان مین موجود ہے التوے حذرنا کا قصہ مسلم وابوداؤد و ترمذی مین موجود ہے ہکذا فی التیسیر فی کتاب الحدود اور مسلم مین ایک اور قصہ مذکور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک شخص کی گردن مارنیکا حکم فرمایا جو کہ وہ شخص کسی ام ولد کے ساتھ متہم کیا گیا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُس کو مجبوب پا کر چھوڑ دیا اور آپ نے تحسین فرمائی معاملہ خلیفہ سلطان جی کا غالباً انوار العارفین مین مذکور ہے ۔ دیگر روایات کی تلاش کی چونکہ ضرورت نہین اس لیے اس کا قصد نہین کیا گیا ۔ جبکہ ایک دلیل بھی کافی ہو ۔ اگر یہ امر قابل اطلاع تسلیم بھی کر لیا جاوے تو مضر نہین کیونکہ ممکن ہے کہ حضرت ح کی خدمت مین ضمیمہ اس طرح اور ایسے عنوان سے پیش کیا گیا ہو کہ حضرت کو مظنہ انکار نفس اعمال یا مع القیود المباحہ بلا لزوم المفاسد کا ہو گیا ہو اس بنا پر اظہار مخالفۃ مانعین کو مضر نہین ہے جو مفاسد آپ نے دریافت فرمائے ہین اگر آپ اصلاح الرسوم کی مفصل بحث میلاد شریف ۔ یا رسالہ طریقہ مولد شریف از تالیف احقر ملاحظہ فرماوین تو اون مفاسد کا بخوبی انکشاف ہو جاوے مگر یہان بھی اُسکا خلاصہ و اصل الاصول عرض کیے دیتا ہون ۔ وہ مفسدہ یہی تبدیل نیت و عقیدہ ہے اور اسپر جو شبہ لکھا ہے اُسکا جواب یہ ہے کہ عقیدہ و نیت کا حال بلا اظہار البتہ معلوم نہین ہو سکتا مگر جب اہل عقیدہ اپنے قول سے یا فعل سے اس کا اظہار کر دین تو معلوم ہو جاوے گا ۔ چنانچہ ان صاحبون کی مجموعی حالت سے اعتقاد کا حال صاف صاف ظاہر ہوتا ہے ۔ مختصر امتحان یہ ہے کہ اگر یون مشورہ دیا جاوے کہ جو قیود فی نفسہا مباح اور جائز الفعل والترک ہین اُن کو دس بار کرتے ہین تو دس بار ترک بھی کر دو تاکہ قولاً وفعلاً اباحت ظاہر ہو جاوے تو اس قدر شاق ہو گا کہ فوراً مخالفت پر آمادہ ہو جاوین گے اگر پیچ مچ ان امور کو ضروری نہین سمجھتے تو اس شاق گذرنے کی کیا وجہ اکثر عوام کا تو یہی حال ہے اگر کسی تعلیم یافتہ فہیم کا یہ عقیدہ نہ بھی ہو تو غایۃ ما فی الباب اُس کے لیے علت ممانعت یہ نہ ہو گی مگر یہ لازم نہین آتا کہ کسی دوسرے علت سے بھی منع نہ کیا جاوے اگر کوئی دوسری علت منع کی پائے جاویگی تو اُن کو بھی روکین گے وہ علت ایہام جاہل ہے یعنی خواص کے کسی فعل مباح سے اکثر عوام کے عقائد مین فساد آنے کا اندیشہ غالب ہو تو خواص بھی مامور بترک مباح ہون گے شامی محشی درمختار نے بحث کراہت تعیین سورۃ مین یہ قاعدہ

لکھا ہے کہ جہان تغیر مشروع ہو یا ایہام جاہل ہو وہان کراہت ہوگی پس عوام الناس تغیر مشروع کی وجہ سے روکے جاتے ہین اور خواص ایہام جاہل کی وجہ سے یہی وہ مفسدہ ہے جس کا مخفی رہ جانا اور بلنفت البتہ نہ ہونا بعید نہیں اکثر مفاسد بنیات وعقائد عوام کے بزرگان واکابر سے مخفی رہتے ہوئے روز وشب مشاہدہ مین آتے ہین۔ شبہ دوم کا جواب بھی اسی تقریر سے نکل آیا سوء ادب کا شبہ اہل فہم سے نہایت بعید ہے جب انبیاء علیہم السلام سے زلت کے صدور کے معتقد وقائل ہونے مین سوء ادب لازم نہین آیا تو اولیاء کرام کے حق مین کونسی بات سوء ادب کی ہی ہان سوء ادب ایک طرح ہے بھی کہ بلا ضرورت ان زلات کو گاتا پھرے اور جو شخص مقام تحقیق احکام شرعیہ مین ان زلات کا ذکر کرے در باب احکام کے اُن کا جچنا نہ ہونا بیان کرے یہ ہرگز بے ادبی نہیں بلکہ عین ادا ر ماموربہ ہے اور یہ امر دریافت طلب کہ وہ کون سے واقعات تھے اس کی تحقیق اوپر ہو چکی ہے اور وہان یہ بھی ثابت کر دیا گیا ہے کہ ایسے مفاسد دقیقہ عوام کا خواص سے مخفی رہنا شب وروز مشاہدہ مین آرہا ہو۔ اور ایک شہادت تحریری یا تقریری بھی اس کے خلاف پر قائم نہیں البتہ اس کی موافقت مین بے شمار شہادتین ہین۔ شبہ سوم کا جواب بھی مضامین مذکورہ بالا مین نظر کرنے سے صاف ظاہر ہے یعنی اوپر ظاہر ہو چکا ہے کہ مفسدہ دو ہین تغیر مشروع اور ایہام جاہل سو ایک عالم کے عقائد مین ایسا فساد کہ تغیر مشروع کی نوبت آوے اگر مستبعد بھی ہو مگر ایہام جاہل یعنی انکے عمل سے عوام مبتلا فساد ہو جاوین ہرگز مستبعد نہیں اور چونکہ حضرت کی خدمت مین حاضر رہنے تک اُن صاحبون کو ان اعمال کا مستقل اہتمام کا موقع ملا نہ وہان کی حاضری مین مقتدا ہونیکا خاص موقع ملا البتہ ہندوستان مین پہنچکر شان پیشوائی ظاہر ہوئی ان اعمال کا اہتمام بھی کیا معتقدین کا ہجوم بھی ہوا ایہام کی نوبت بھی آئی تو اس ایہام کا زمانہ حاضری مین مشاہدہ کب ہو سکتا تھا پھر مخفی رہنے مین کونسی استبعاد نہین اب شبہ تمثیل منافقان وعطائے خلافۃ بلا تحقیق سب زائل ہو گیا اور یہ سوال کہ نور باطن سے حضرت کو کیون نہ معلوم ہو گیا یا کیون نہ معلوم کر لیا اس کا حاصل یہ ہوا کہ آپ کو کشف کیون نہ ہوا یا آپ نے قوۃ کشفیہ کو کیون نہ استعمال کیا سو جو لوگ اس فن سے واقف ہین اُن کے نزدیک اسکا جواب بدیہی ہے کہ کشف امر اختیاری نہیں نہ امر دائمی ہے اس لیے یہ سوال ضعیف ہے اس پر جو تفریعات کی ہین وہ بھی سب اسی طرح مدفوع ہین اب آخر مین یہ عرض ہے کہ اگر کوئی نیا شبہ ہو تو تحریراً طے فرمانیکا مضائقہ نہیں اور اگر مثل خط دوم کے پہلے ہی شبہات کا اعادہ اور اُن کے جوابون کی توضیح کا لکھنا مد نظر ہو تو اس تطویل

سے بہتر ہوگا اگر خود تشریف لاکر فیصلہ فرمائیں کیونکہ تحریر میں بہت سے امور مفصل و مشرح ہوجانے سے رہ جاتے ہیں اور غیر ضروری امر میں وقت صرف کرنا دریغ و شاق معلوم ہوتا ہے۔ فقط والسلام

سوال۔ بعد ادائے صد نیاز گذارش ہے کہ میں اپنا خیال ظاہر کرتا ہوں اس میں اگر کوئی امر بیجا ہو مجھکو مطلع فرمادیں اُس سے پرہیز کرونگا۔

(۱) میں لڑکیوں کو جہیز دینا چاہتا ہوں اسمیں پچیس جوڑے ہونگے گوٹہ ٹھپہ بھی ہوگا نیز زری اطلس بھی ہوگا مگر جوڑے کھولکر برادری کو نہیں دکھلائے جائیں گے بعد میں دیدیے جائیں گے صندوق پلنگ پیڑھا چوکی برتن ڈولہ یہ سب سامان بھی ہوگا۔ اب مجھکو مفصل معلوم ہونا چاہیے کہ اسمیں سے کیا ہو کیا نہو۔ (۲) برات نہیں ہوگی دو دو تین تین بہلیاں ضرور ہونگی یعنی لڑکا مع چند اہل برادری ضرور آئیگا شاید تینوں جگہ سے دس بہلیاں آویں یہ میری کوشش ہے (۳) زیور بقدر حیثیت کے لڑکیوں کو دونگا اسمیں کوئی قباحت معلوم نہیں ہوتی۔ (۴) لڑکیوں کی رخصت کے بعد وہ دو روز کے بعد واپس آوینگی یہ وہ چیز ہے جسکا نام چوتھی اور بہوڑہ ہے میرے نزدیک باپ کے گھر سے لڑکی کا ایک دم چلا جانا کسی عرصہ دراز کے لیے مناسب نہیں ہے رخصت سے دو روز کے بعد وہ بلائی جاوینگی اسکے بعد پھر جاوینگی اور میں مع متعلقین بریلی چلا جاؤنگا پس روز کی آمد و رفت موقوف یہ میری رائے ہے جس پر میں اسوقت تک قائم ہوں لیکن اسمیں سے جو بات آپکے نزدیک ناپسندیدہ ہو اصلاح فرمادیجیے اسکے ترک پر آمادہ ہوں اصلاح سے میری جو کچھ مراد تھی وہ یہ تھی کہ یہ کمینہ لوگ ہم لوگوں کو بیوقوف بناکر ٹھگتے ہیں یہ نہیں ہونا چاہیے میں چاہتا ہوں کہ آپ تکلیف فرماکر اس عریضہ[1] کے جواب میں ایک دستور العمل لکھیے کہ یوں کرنا چاہیے یا اگر میری رائے میں کوئی فساد کی بات نہیں ہے تو صرف اتنا تحریر فرمادیں کہ جو کچھ کرنا چاہتے ہو اسمیں کچھ ہرج نہیں فقط۔

الجواب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ راحت نامہ آیا انتظار رفع ہوا عزیز من میرے خیالات میں اختلاف عظیم ہے۔ آں عزیز نے صرف رسوم متعلقہ کمینان میں اصلاح ضروری قرار دی ہے اور میرے نزدیک جو ہیئت مجموعی اسوقت تقریبات کی ہو رہی ہے اسکے ہر ہر جزو کی قریب قریب اصلاح ضروری ہے بلکہ رسوم کمینان سے بھی زیادہ ضروری ہے کیونکہ کمینوں کو جو کچھ پہنچتا ہے وہ انکا حق الخدمت یا اپنے خادم

---

[1] اصلاح الرسوم مستفتی کی درخواست سے تحریر فرمائی ہے ۱۲

کو انعام یا ایک متوقع کی امید برآری قرار دی جاسکتی ہے اور اسمین اپنا دنیا کا ایک مطلب بھی ہے کہ
آیندہ اچھی طرح اپنا کام کرین گے گو اس مین بھی تین امر نہایت قبیح ہین ایک اپنا حق لازم سمجھ کر ایک
گونہ مجبور کرکے لینا اور کمی مین آقا کو شرمندہ وذلیل وبدنام کرنا دوسرے دینے والون کی نیت مین تفاخر
ونمایش ہونا جو بنص قطعی حرام ہی تیسرے اُسکے دینے کی ایک خاص صورت اور وضع مقرر کر لینا اُس کے خلاف
کو نہایت مذموم وقبیح سبھتے ہین ورنہ بلا پابندی کسی خاص طریق کے جس طرح موقع ہوتا ان کو دیدیا جایا
کرتا اُن قیود کی کیا ضرورت تھی غرض اسمین یہ تین امر سخت درجہ قبیح ہین بخلاف اور تمام رسوم کے کہ
بجز اتلاف مال وارتکاب معاصی (مثل ریا وتفاخر واسراف اور دوسرون کے لیے موجب تکلیف ہوجانا
اور مقتدائے معاصی بن جانا) کوئی دنیا کا بھی معتدبہ نفع ان مین نہین اسلیئے میرے نزدیک ان کی قباحت
بہ نسبت رسوم کمینان کے بڑھی ہوئی ہے میرے تمام خیالات کا خلاصہ مختصر الفاظ مین یہ ہے کہ ہیئت
متعارفہ کے قریب قریب جمیع اجزاء بدلنے کی ضرورت ہے گو اکثر اجزاء اگر فرادی فرادی ظاہر نظر سے دیکھے
جاوین تو مباح نکلین گے - مگر یہ قاعدہ شرعی بھی ہے اور عقلی بھی ہے کہ جو مباح ذریعہ معصیت و معین جرم
بنجاوے وہ بھی معصیت اور جرم ہوجاتا ہے ان تقریبات کی بدولت کیا مسلمان مقروض نہین ہوجاتے
کیا مہاجنون کو سود نہین دیتے کیا اُن کی جائداد ومکان نیلام نہین ہوجاتے کیا اہل تقریب کی نیت مین
اظہار وتفاخر ونمایش نہین ہوتا اگر عام مجمع مین اظہار نہ ہو تو کیا خاص مجمع کے خیال سے (کہ گھر پہنچکر سب زیور
واسباب دیکھا جاویگا اُسکی قیمت کا اندازہ کیا جاویگا) سامان نہین کیا جاتا پھر کچھ ان رسوم مین تسلسل
وترتب اس قسم کا ہے کہ ایک کو کرکے پھر سب ہی آہستہ آہستہ کرنا پڑتا ہے کیا ان قیود وپابندیون کو قیود شرعیہ
سے زیادہ ضروری عملاً نہین سمجھا جاتا نماز یا جماعت فوت ہونے سے کیا کبھی شرمندگی ایسی ہوتی ہے
جیسی جہیز مین چوکی یا پلنگ کے ندینے سے ہوتی ہے گو اُسکی ضرورت نہ ہو جہیز مین ضروری سامان کا لحاظ شرعاً
وعقلاً مضائقہ نہ تھا مگر بہت یقینی امر ہے کہ ضروریات کی فہرست ہر جگہ جدا بنے گی لیکن جہیز کی ایک ہی فہرست
ہر جگہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ پابندی رواج اس کی علت ہی ضرورت پر اس کی بنا نہین تو اس درجہ کی
پابندی نہ عقلاً جائز نہ شرعاً درست پس جب ان مین اس قدر مفاسد ہین تو عقل یا نقل اس کی کب اجازت
دے سکتی ہے اگر یہ کہا جاوے کہ کسی کو اگر گنجایش ہو تو دنیوی مذکورہ مضرتون سے بھی محفوظ رہے اور درستی
نیت اختیاری امر ہے ہم نہ ان امور کو ضروری سمجھتے ہین نہ تفاخر ونمایش کا ہمکو خیال ہے - پس ایسے

شخص کے لیے تو یہ سب امور جائز ہونے چاہئین سو اول تو ذرا اس کا تسلیم کرنا مشکل ہے تجربہ اسکو تسلیم نہ کرنے دیگا کیساہی گنجایش والا ہو کچھ نہ کچھ گرانی اوپر ضرور ہو گی اور نیت مین بھی فساد ضرور ہوتا ہے لیکن اگر اسمین منازعہ و مزاحمت نہ بھی کیجاوے تو سو مین ایک دو شخص ایسا مشکل سے نکلسکتا ہے ورنہ اکثر ضرور ان خرابیون سے ضرر اٹھارہے ہین جب یہ حالت ہے تو یہ قاعدہ سننے کے قابل ہے کہ کسی شخص کے فعل مباح سے جو حد ضرورت سے ادھر نہ ہو دوسرے شخص کو ضرر پہنچنے کا غالب گمان یا یقین ہو تو وہ فعل اس کے حق مین بھی مباح نہین رہتا تو اس قاعدہ سے یہ اعمال و افعال اس محفوظ شخص کے حق مین بھی بوجہ اس کے کہ دوسرے تقلید کرکے خراب ہونگے ناجائز ہوجاوینگے اس شرعی قاعدہ کا حاصل وہ ہے جسکو عقلی قانون مین قومی ہمدردی کہتے ہین یعنی ہمدردی کا مقتضا یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو دوسرون کو نفع پہنچادے اگر یہ بھی نہ ہو تو دوسرون کو نقصان تو نہ پہنچاوین کیا کوئی باپ جس کے بچے کو حلوا نقصان کرتا ہے اس کے سامنے بیٹھکر حلوا کھانا محض مزے کے لیے پسند کرے گا کیا اسکو خیال نہ ہوگا کہ میری حرص سے شاید بچہ بھی کھائے اور بیماری بڑھ جاوے کیا ہر مسلمان کی ہمدردی اسیطرح ضروری نہین اس سے عقلاً و نقلاً سمجھ مین آگیا ہوگا کہ کسی کے لیے بھی ان رسوم کی اجازت نہین اس کے بعد آن عزیز نے دستور العمل دریافت کیا ہے سو آنعزیز کو فرمائش کرتے ہوئے خود اسوجہ سے حجاب دامنگیر ہوتا ہے کہ خدا تعالے نے آنعزیز کو فہم سلیم و عقل کافی عطا فرمائی ہے پھر جا بھی دی ہے مین فرمایش کرتا ہوا کیا اچھا معلوم ہونگا مگر اتنا کہہ سکتا ہون کہ اگر ایسا اتفاق مجھکو پڑا ہوتا تو اسوقت خیال یہ ہے کہ مین یون کرتا کہ اس کام کے لیے وطن آنے کی ضرورت نہ سمجھتا اور وطن آنا اور مصارف سفر مین اتنا روپیہ ضائع نہ کرتا لڑکے والون کو لکھدیتا کہ لڑکا اور ایک اسکا کوئی مخدوم سرپرست اور دو اس کے خادم کل چار آدمی یہان آجاوین اور اسی مکان مین یا کوئی اور اچھا وسیع مکان ایک یا مختصر دو تین مکان ہر ایک کے لیے جدا جدا اور یہی بہتر تھا کرایہ پر لیکر انکا قیام کراتا اور لڑکیون کو اپنے گھر کا جوڑہ پہناتا اور لڑکون کو مجبور کرتا کہ اپنا جوڑہ پہنکر آؤ اور مجلس نکاح مین کسی کو اہتمام کرکے نہ بلاتا محلہ کی مسجد مین نماز پڑھنے کے لیے سب کو لیجاتا اور نماز کے بعد کہدیا جاتا کہ سب صاحب ذرا ٹھیر جاوین وہی مجمع اعلان و شہادت کے لیے کافی ہوتا اور خود یا کسی عالم کی وساطت سے نکاح پڑھدیتا اور روپیہ دو روپے کے خرما تقسیم کردیتا اس مین مسجد مین نکاح پڑھنے کی بھی تعمیل ہوجاتی

دہان سے مکان پر اگر اسیوقت یا جسوقت موقع ہوتا لڑکیون کو بلا جہیز اس مکان کرایہ مین رخصت کرتا
اور ایک ایک معتبر خادمہ کو اُن کے ہمراہ بھیجتا - پھر اگلے روز اس مکان کرایہ سے اپنے مکان سکونت
پر بلاتا اور ایک روز دو روز رکھکر پھر اس کو مکان کرایہ مین بھیجدیا جاتا جب دیکھتا کہ لڑکیان مانوس ہو چلی
ہین لڑکون کے ہمراہ ان کی بستی کو روانہ کر دیتا - جہیز مین پانچ پانچ جوڑہ پچاس پچاس روپے کا زیور اور
پانسو پانسو روپے کی جائداد صراحی دیتا برتن پلنگ خوان پوش بٹوے گوٹے ٹھپے کثرت سے ہمراہی مین
مٹھائی وغیرہ کچھہ نہ دیتا اور دولہا یا دولہن کے کسی عزیز قریب کو ایک پارچہ نہ دیتا وہان کے کمینون کو
پانچ پانچ روپیہ صرف اُن کے توقع پورا کرنے کو اور وطن کے کمینون کو دس دس روپے دیدیتا اور تمام
متفرق طور پر لڑکیون کو دیتا نوتتا جو جہیز دینے کو میرا دل چاہتا نہ کہ برادری وکنبہ و اہل عرف کی خواہش
کے موافق اُن کو دیتا رہتا اور جائداد اگر ان بستیون مین ہوتی اُن کو انتظام سپرد کرتا اور اگر اپنے وطن
مین ہوتی خود انتظام کرتا اور اُن کو اُن کا محاصل ششماہی یا سالانہ مع حساب کے دیتا رہتا باقی مین
اس سے زیادہ نہین کہہ سکتا۔

من نگویم کہ این مکن آن کن   مصلحت بین و کار آسان کن

مین قسم کھا کر کہتا ہون کہ نہ زور ڈالنا چاہتا ہون نہ دخل دینا پسند کرتا ہون صرف اپنے خیالات کا
اظہار کر دیا ہے دوسرون کو مجبور و تنگ نہین کرتا البتہ میری منصبی مصلحۃ اُس کو مقتضی ہے کہ اگر کوئی
شخص درجہ مباح تک وسعت کرے تو اُس کو نہین برا سمجھون گنہگار نہ کہون شرعًا قابل ملامت

سوال - کیا فرماتے ہین علماء دین مسائل ہذا مین کہ شہر موریس کی جامع مسجد مین قبلہ رخ کی دیوار کے
ساتھہ محراب کے متصل بیت اللہ کے غلاف کا ٹکڑا دو گز لمبا اور سوا گز چوڑا لٹکایا ہوا ہے اور وہان کے
باشندے میمن وغیرہ سب سوداگر لوگ خاص وعام بعد فراغ ہر نماز پنجگانہ کے اُس ٹکڑہ کو بوسہ دیتے مین
اور بعد نماز جمعہ کے توبوجہ کثرت نمازیون کے بوسہ دینے مین بہت ہی ہجوم کرتے ہین - کوئی چار بوسہ
دیتا ہے کوئی زیادہ کوئی کم جیسا کہ کسی کا موقع لگا ویسا ہی اُسنے کیا اور کوئی کثرت اور ہجوم کی وجہ سے
محروم بھی رہجاتا ہے اور اس امر مین اسکو بہت معظم سمجھ کر کمال کوشش کرتے ہین کسیقدر جاننے والے
لوگ تو تعظیم کا بوسہ دیتے ہین اور عوام کا حال معلوم نہین کہ وہ کیا سمجھ کر بوسہ دیتے ہین - لیکن ایک
دوسرے کی دیکھا دیکھی اسمین بہت مبالغہ کرتے ہین آیا یہ امر شرعًا موجب ثواب ہے یا کسی امر خارجی

فرق درمیان بیعت مروجہ و درمیان بعض بدعات

کی وجہ سے مستوجب عذاب ہے۔ بینوا توجروا

الجواب۔ غلاف کعبہ زادہا اللہ تنویرا کے تبرک ہونے اور اس کی تقبیل تبرک کے جواز مین تو کوئی کلام نہیں۔ اگر بوسہ دینے مین صرف اسی قدر اعتقاد ہو اور کسی کو ایذا بھی نہو تو کچھ مضائقہ نہیں موجب ثواب برکت ہے اور غلو کرنا علماً یا عملاً مذموم اور مستوجب عذاب ہے مثلاً اس کی تقبیل کو فرض و واجب کے برابر سمجھنا۔ یا مسلمانون کو اژدحام سے ایذا دینا اس غلو اعتقاد کے دفع کے لیے حضرت عمرؓ نے حجر اسود کو خطاب کرکے فرمایا تھا اعلم انک حجر لا تنفع ولا تضر الحدیث اور اس غلو عملی کے رفع کے لیے آنحضرت صلعم نے حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمایا تھا جس کو صاحب ہدایہ نے نقل کیا ہے وہذہ عبارتہا واستلمہ ان استطاع من غیر ان یوذی مسلماً لما روی ان النبی صلعم قبل الحجر ووضع شفتیہ علیہ وقال لعمرؓ انک رجل اید توذی الضعیف فلا تزاحم الناس علی الحجر ولکن ان وجدت فرجۃ فاستلمہ والا فاستقبلہ وہلل وکبر ولان الاستلام سنۃ والتحرز عن اذی المسلم واجب جب حجر اسود کی تقبیل مین یہ غلو منع ہے جو جزو کعبہ ہے سو غلاف کعبہ کی تقبیل مین بدرجہ اولے ممنوع ہوگا کہ محض ایک منفصل شے ہے اگرچہ اقتران سے متبرک ہوگیا۔ واللہ اعلم

سوال۔ زید کہتا ہے کہ مولود قیام مولود عرس فاتحہ وغیرہ گو فی نفسہ مباح ہین مگر آجکل کے عوام چونکہ انکو عملاً یا علماً ضروری جانتے ہین اسلیے انکا ترک کرنا واجب ہی مگر اس کہنے کے ساتھ زید پیری مریدی کو عملاً و علماً اچھا جانتا ہے عمر کہتا ہے کہ جسطرح مولود قیام مولود عرس فاتحہ وغیرہا گو فی نفسہ مباح ہین مگر عوام کی اصلاح عقائد و اعمال کی غرض سے ان کا ترک کرنا واجب ہے اسیطرح آجکل کی پیری مریدی ہی بلکہ سچ پوچھو تو مولود عرس فاتحہ کرنے والون کے عقائد و اعمال اتنے خراب نہین جتنے آجکل کے پیرون مریدون کے ہین اور یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہی دلیل کی محتاج نہین پھر مولود وغیرہ کے ترک کو مصلحۃً واجب کہنا اور پیری مریدی کو نہ کہنا بلکہ اسکی ترویج مین کوشش کرنا خلاف حق پرستی ہے یا نہین اگر پیری مریدی کو قائم رکھ کے اوس کے زوائد کی اصلاح کرنا چاہیے تو مولود وغیرہ کو بھی قائم رکھ کے انکے زوائد کی اصلاح کرنا چاہیے ایک کو تو سرے سے ترک کرین اور ایک کے زوائد کی اصلاح کرین یہ انصاف کے خلاف ہے اگر کہا جائے کہ اصلاح باطن فرض ہے اور یہ ممکن نہین جب تک پیری مریدی قائم نہ رکھی جاوے اور اوس کے سب زوائد نہ برتے جاوین کہا جائے گا کہ مولود عرس فاتحہ وغیرہ بھی آجکل

زیادہ تر زاد نہین لوگو نین ہے جو پیری مریدی کرتے ہین اور غالبًا ہمیشہ انہین لوگون مین زیادہ تر یہ چیزین رہی ہین جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اصلاح باطن مین انکو بھی کچھہ دخل ضرور ہے ورنہ ظاہر ہین تو نہ مولود سے قلب کی اصلاح ہوتی ہے نہ پیر کا شجرہ لینے اور پڑہنے سے اگر شجرہ لینے اور پڑہنے سے قلب کی اصلاح ہوتی ہے تو مولود پڑہنے سے کیون نہین ہوتی اور بالفرض مولود وغیرہ سے کچھہ نہین ہوتا اور شجرہ لینے اور پڑہنے سے سب کچھہ ہوتا ہے لیکن جب عوام کی اصلاح خواص پر واجب ہے اور عوام صوفیہ ان زوائد کو علمًا اور عملًا ضروری خیال کرتے ہین اور مقصود بالذات سے بھی بڑہکر سمجھتے ہین تو خواص کو چاہیے کہ نہایت اہتمام سے انکو ترک کرین اور ترک کی ترغیب دلائین مگر اسوقت معاملہ برعکس ہے۔

الجواب- قاعدہ کلیہ ہے کہ جو امر شرعًا مطلوب و مقصود ہو اور اوس مین مفاسد منضم ہوجاوین تو اوس امر کو ترک نہ کرین گے خود اُن مفاسد کا انسداد کرین گے اور جو امر مقصود نہ ہو اوسمین غلبہ مفاسد سے خود اُس امر کو ترک کردیں گے دلیل اس قاعدہ کی رسالہ طریقہ مولد شریف مین مذکور ہے پس طریقۂ بیعت کہ موقوف علیہ نسبت باطنیہ کا ہی جو خود واجب ہی مقاصد شرعیہ سے ہوا اسمین جو مفاسد ہون اونکو دفع کیا جاویگا مثلًا نا اہلون سے بیعت کرنے کی ممانعت کرین گے بیعت کے بھروسے اعمال مین تہاون کرنے سے روکین گے شریعت و حقیقت کو متغائر و متضاد سمجھنے سے منع کرین گے وشل ذلک اور خود طریقۂ مذکورہ کو محو نہ کرین گے بخلاف دیگر اعمال مذکورہ سوال کے کہ مقاصد شرعیہ سے نہین ہین اور مشتمل مفاسد پر ہین اسلیے قابل ترک ہونگے اور اعمال مذکورہ کو اصلاح باطن مین مطلق دخل نہین نہ شجرہ کو اوس سے کوئی تعلق ہی نہ پیری مریدی مین شجرہ شرط ہی اگر شجرہ مین کوئی مفسدہ دیکھا جاویگا اوسکو بھی روک دین گے پس قیاس کرنا انکو پیری مریدی پر قیاس مع الفارق ہے کیونکہ اس طریقہ کا اصلاح باطن کے لیے موقوف علیہ ہونا دلیل سے ثابت ہی بخلاف ان افعال کے کہ کسی دلیل سے اسکا شرط اصلاح ہونا ثابت نہین بلکہ بوجہ مخالفت شریعت کے مضر ہونا ثابت ہے فافترقا واللہ اعلم- ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ

سوال- زید کہتا ہے کہ بدعة کی دو قسمین ہین حسنہ و سیئہ- عمرو کہتا ہے بدعة ہمیشہ سیئہ ہی ہوتی ہے زید کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی تراویح کو بدعة اور نعم البدعة کہا عمرو کی دلیل یہ ہے کل بدعة ضلالة بدعة کی تعریف حدیث مین تو کہین مذکور نہین مذکور ہو تو تحریر فرمائی جاوے بدعة کی جو کچھہ تعریف ہو مگر اسمین شک نہین کہ اسوقت یہ پہچاننا کہ یہ امر بدعة ہے یا نہین نہایت مشکل نظر آتا ہے صحابہ رضی

کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُن اُمور کو بھی بدعۃ کہتے تھے جو فی نفسہا مباح اور بظاہر موجب ثواب تھے مگر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ تھے مثلاً تشہد کے اول بسم اللہ پڑھنا قرآن مجید کا جمع کرنا چنانچہ اسباب مین حضرت ابوبکر و حضرت انس رضی اللہ عنہما کا جو کچھ قصہ ہے صحاح مین موجود ہے چھینکنا اور اوس کے بعد السلام علیکم یا اسی کے مثل کچھ الفاظ کہنا اذان کے بعد نمازیون کو پکارنا چنانچہ اسباب مین حضرت ابن عمر کا غصہ فرمانا اور اوس مسجد مین نماز نہ پڑہنا صحاح مین موجود ہی غرض اسی قسم کے ہزارون اُمور مین جو فی نفسہا مباح یا بظاہر موجب ثواب ہین مگر چونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً فعلاً تقریراً ثابت نہین اسلیے صحابہ اُن کو بدعۃ کہتے ہین اور نہایت ہی بُرا جانتے ہین اب اس زمانہ مین مباح الاصل چیز تو کسی طرح بدعۃ ہو ہی نہین سکتی اور جس مباح الاصل چیز مین بظاہر کچھ ثواب کی جھلک ہے وہ تو سُنّت اور عبادۃ مقصودہ ہی خیال کی جاتی ہی ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ اس بلا مین آجکل سب ہی مبتلا ہین مگر حضرات صوفیہ سب سے زیادہ مبتلا نظر آتی ہین کتب احادیث مین لاکھون دعائین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہین مگر اس فرقہ مین شاید کوئی دُعا بھی حدیث کی معمول بہا نہین اگر ہے تو ترمیم کے ساتھ حالانکہ خود حدیث سے ترمیم کی ممانعت نکلتی ہے ایک صحابی کو آپ نے تعلیم فرمایا اللھم اسلمت نفسی الیک و وجھت وجھی الیک رغبۃ و رھبۃ و الجات ظھری الیک لا ملجا و لا منجا منک الا الیک آمنت بکتابک الذی انزلت و بنبیک الذی ارسلت صحابی نے بنبیک کی جگہہ برسولک کہدیا اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا صحابی نے غالباً یہ ترمیم اس خیال سے کی تھی کہ نبی کے لفظ سے رسول کے لفظ مین زیادہ تعظیم ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعظیم ناپسند فرمائی اور اپنے الفاظ کے کہنے پر تاکید فرمائی اس سے صاف ظاہر ہے کہ لوگ خصوص حضرات صوفیہ جو ادعیہ مسنونہ مین ترمیم کر دیتے ہین یہ ممنوع اور ناپسند ہے خیر ترمیم ہی سہی مگر دیکھا جاتا ہی تو موجود زمانہ کے صوفیہ ادعیہ مسنونہ ترمیم شدہ بھی نہین پڑہتے بلکہ اپنے بزرگون اور سلسلہ والون کی تصنیف کردہ شدہ دعائین وغیرہ پڑہتے ہین اور انکو زیادہ مفید اور مقبول خیال کرتے ہین یہ بدعۃ نہین تو اور کیا ہے مدارس اسلامیہ اور اُن کے جزئی انتظامات صوفیہ کے اذکار و اشغال وغیرہ سب بدعۃ نظر آتے ہین گو بعض ذہین لوگ ان مین یہ تاویل کرتے ہین کہ مقصود بالذات اصلاح قلب ہی جو فرض ہی اور یہ صورتین مقصود بالعرض ہین مقصود بالعرض مین تصرف کرنا جائز ہے مقصود بالذات مین تصرف نہ کرنا چاہیے اور مثال

ہین حج وجہاد اور توپ اور ریل وغیرہ کو پیش کرتے ہین مانا کہ یہ تاویل ٹھیک ہی مگر جو لوگ یہ تاویل کرتے ہین ان کا یہ خیال بھی ہی کہ مقصود بالعرض اور سنت زائدہ کو اس طرح نہ ادا کرو کہ جس سے ان کے علما یا عملاً واجب ہونے کا شبہ ہو بلکہ جسوقت عوام کو یہ شبہ ہو تو خواص کو اُن کا ترک کرنا واجب ہے سنت زائدہ کے متعلق وہ کہتے ہین کہ کبھی کرو کبھی نہ کرو جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صوم نفل کبھی رکھتے تھے کبھی نہین رکھتے تھے بعد نماز کبھی داہنی طرف پھر جاتے تھے کبھی بائین طرف غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قولاً یا فعلاً یا تقریراً بتا دیتے تھے کہ یہ فعل کس درجہ کا ہے آجکل کے مدارس اسلامیہ اور صوفیہ کے اذکار و اشغال کو دیکھو تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنی ہر ہر بات کو عملاً ضروری جانتے ہین حالانکہ اُن کو طرز عمل سے بتانا چاہیے کہ یہ مقصود بالعرض ہین ان کا یہ بھی خیال ہے کہ سنت موکدہ کو بھی ضرورت کے وقت ترک کرنا واجب ہی مثلاً عوام کسی سنت موکدہ کے ساتھ واجب کا معاملہ کرتے ہین تو خواص کو یہ سُنت موکدہ ترک کرنا چاہیے مگر بہت سی باتون مین ہم اِسکے خلاف نظیر پاتے ہین مثلاً رکوع کرنا فرض ہے اور رکوع مین سبحان ربی العظیم کہنا سنت ہی اب تمام جہان کے لوگ عملاً دونون کو واجب و فرض بتاتے ہین بلکہ قول و فعل و تقریر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو تو بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ عملاً دونون ایک سی شان رکھتے ہین گو علما ایسا نہ ہو اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ضرورت کے وقت بھی فرض و سنت مین عملاً فرق کرنا ضروری نہین صرف علماً فرق کرنا کافی ہے اب یہ ارشاد ہونا چاہیے کہ فرائض و واجبات و سنن و نوافل وغیرہ مین علماً اور عملاً دونون طرح فرق کرنے کی ضرورت ہے یا صرف علماً انکے لیے کوئی قاعدہ کلّیہ حدیث و فقہ سے مستنبط کیا گیا ہے یا علماء کی رائے پر چھوڑا گیا ہے۔ فقط

الجواب۔ قاعدہ کلّیہ اس باب مین یہ ہے کہ جو امر کلیاً یا جزئیاً دین مین نہ ہو اوسکو کسی شبہ سے جزو دین علماً و عملاً بنا لینا بوجہ مزاحمت احکام شرعیہ کے بدعۃ ہے دلیل اسکی خود حدیث صحیح ہے من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد کمہ فی اور من اس مدعا پر صاف صاف دلالت کر رہی ہین اور حقیقی بدعۃ ہمیشہ سیئہ ہی ہوگی اور بدعت حسنہ صوری بدعۃ ہے حقیقۃً بوجہ کسی کلیہ مین داخل ہونے کے سنت ہی پس تقسیم بدعۃ الی الحسنۃ والسیئۃ کا اثبات اور نفی محض نزاع لفظی ہے کہ اثبات بنا بر صورۃ کے ہے اور نفی بنا بر حقیقت کے ولا مشاحۃ فی الاصطلاح اس قاعدہ کلیہ کے اتقان اور امعان

کے بعد سب شبہات مذکورہ سوال دفع ہوگئے بدعۃ کی تعریف بھی حدیث سے معلوم ہوگئی اور حدیث تراویح وحدیث کل بدعۃ مین بھی تعارض نہ رہا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے محض اس وجہ سے کسی امر کو بدعۃ نہین کہا کہ عہد برکت مہد مین نہ تھا ورنہ یہ کیسے ہوسکتا ہی کہ اول ایک امر کو بدعۃ سمجھین اور پھر بلا اس کے کہ اُس کا وجود بعینہ زمانہ مبارک مین نقل سے ثابت ہو اوسکے بدعت ہونے سے رجوع فرمالین جیسا مناظرہ متعلقہ جمع قرآن مین واقع ہوا اس سے صاف معلوم ہوا کہ بناء کلام تعریف مذکور پر ہے ظاہر نظر مین ایک امر جزو دین معلوم ہوا انکار کرنے لگے بعد غور کے کسی کلیہ شرعیہ مین داخل نظر آیا انکار سے رجوع کرلیا اور اس سے باقی جزئیات مشتبہ کا حکم بھی معلوم ہوگیا جہان محذور مذکور لازم آویگا وہ بدعۃ ہوگا گو ظاہراً مستحسن ہو اور جہان وہ محذور لازم نہ آوے گا وہ سُنت ہوگا گو صورۃً بدعۃ ہو امید ہے کہ قدرے تامل سب شبہات کے حل ہونے کے لیے کافی ہوگا اسی لیے حاجت تفصیل جواب کی نہین سمجھی گئی اگر بعد تامل بھی کسی جزئی مین اشتباہ باقی رہے تو بالیقین ظاہر کرنا چاہیے۔ ۱۸۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۰ھ

سوال۔ چند سال سے ہندوستان کے کئی مقامات مین رجبی شروع ہونے لگی ہے یعنی ۲۷ و ۲۸ شب کو حضور سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا حال پڑھا جاتا ہے اور بڑا مجمع ہوتا ہی اور کثرت سے روشنی کا سامان فراہم ہوتا ہے اور بعض جگہہ اسی مجلس مین بعد بیان معراج شریف قوالی ہوتی ہے اور حال آتا ہی اور یوماً فیوماً اوسکی ترقی ہے تو براہ مہربانی شریعت کی رو سے اسکے مضار ومنافع سے مطلع فرمایئے کہ اسکا کرنے والا اور شریک ہونے والا اور مدد دینے والا داخل حسنات ہوگا یا موجب سیئات۔

الجواب۔ جلسۂ رجبی بہیئت متعارفہ زمانہ ہذا مین جو منکرات مجتمع ہین وہ ظاہر ہین التزام مالایلزم جسکی کراہت فقہاء کے کلام مین منصوص ہے اور بہت فروع فقیہہ کو اوسپر متفرع کیا ہی کما لایخفی علی اہلہ کثرت روشنی مین اسراف کا ہونا جسکی ممانعت منصوص قرآنی ہے۔ اوس مین تداعی کا اہتمام جو تطوعات کے لیے مکروہ ہے اسی بناپر جماعۃ نافلہ کو مکروہ کہا ہی اور بھی جسقدر منکرات کو محققین نے مجالس متعارفہ میلاد مین ذکر کیا ہے اکثر بلکہ کل مع شئی زائد اوسمین مجتمع ہین بالخصوص اگر اوسکے ساتھ قوالی بھی ہو تو منکرات مضاعف ہوجاوینگے کیونکہ مجالس متعارفہ سماع مین شرائط اباحۃ محض مفقود ہین اور عوارض

مانعہ بکثرت موجود ہین چنانچہ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ علیہ کی تحقیق کو سماع متعارف پر منطبق کرنے سے اسکی تصدیق ہو سکتی ہے بنا بر وجوہ مذکورہ جلسہ مذکورہ کے داعی اور ساعی و بانی و معین شرکیک سب کے سب شرعاً قابل ملامت و تشنیع ہونگے طالب حق کے لیے یہ مختصر کافی ہے اور مخاصم کے لیے دفتر کے دفتر غیر وافی ہین۔ ۲۔ شعبان سنہ ۱۳۲۰ھ

سوال۔ مقام ...... مین بیس پچیس گھر اہلسنت و جماعۃ حنفی کے ہین اور باقی آبادی شیعہ کی ہے وہ یہ کام کرتے ہین کہ محرم مین تعزیہ بناتے ہین اور مہندی چڑہاتے ہین اور علم نکالتے ہین اور تاشے ڈھول بجاتے ہین اب عرض ہے کہ تعزیہ بنانا جائز ہے یا نہین اور اوسمین باچھ دینی جائز ہے یا نہین اور اوسمین کوئی شے مثل فرش وغیرہ سائبان و روشنی دینی جائز ہے یا نہین اور اگر اوسمین کوئی شخص باچھ دیوے تو اوسکے واسطے کیا حکم ہے اور تعزیہ کب سے بنایا جاتا ہے اور کس وجہ سے بنایا گیا اور یہ لوگ کہتے ہین کہ نقل روضۂ امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہے مکان کی نقل جائز ہے جاندار کی شبیہ بنانا منع ہے آیا صحیح ہے یا نہین۔

الجواب۔ غیر ذی روح یعنی بے جان کی شبیہ بنانا اوسوقت جائز ہے جبکہ اوسپر کوئی مفسدہ یعنی خرابی مرتب نہ ہو ورنہ حرام ہے فی الدر المختار او لغیر ذی روح لا یکرہ لانہا لا تعبد قلت علل عدم الکراہۃ بانہا لا تعبد فہذا النص علی انہ لو کانت تعبد لا یجوز اور تعزیہ کے ساتھ جو معاملات کئے جاتے ہین اونکا معصیت و بدعۃ بلکہ بعض کا قریب بہ کفر و شرک ہونا ظاہر ہے اسلیئے اسکا بنانا بلاشک ناجائز ہوگا اور چونکہ معصیت کی اعانت معصیت ہے اسیلیے اوسمین باچھ یعنی چندہ دینا یا فرش و فروش و سامان روشنی سے اسمین شرکت کرنا سب ناجائز ہوگا اور بنانے والا اور اعانت کرنے والا دونون گنہ گار ہونگے اور تاریخ ایجاد و وجہ ایجاد تعزیہ کی مجکو تحقیق نہین نہ اسکی ضرورت فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۳ محرم سنہ ۱۳۲۱ھ

سوال۔ عیدین مین مصافحہ و معانقہ روا ہے یا نہین۔

الجواب۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ عبادات مین حضرت شارع علیہ السلام نے جو ہیئت و کیفیت معین فرمادی ہے اوسمین تغیر و تبدل جائز نہین اور مصافحہ چونکہ سنت ہے اس لیے عبادات مین سے ہے تو حسب قاعدہ مذکورہ اسمین ہیئت و کیفیت منقول سے تجاوز جائز نہ ہوگا اور شارع علیہ السلام سے صرف اول لقاء کے وقت بالاجماع یا وداع کے وقت بھی علی الاختلاف منقول ہے ولبس اب اسکے لیے ان دو

حکم تعزیہ و دادن چندہ وغیرہ در تعزیہ

مصافحہ و معانقہ بعد نماز عیدین

وقتوں کے سوا اور کوئی محل و موقع تجویز کرنا تغییر عبادت کرنا ہے جو ممنوع ہے لہذا مصافحہ بعد عیدین یا بعد نماز پنجگانہ مکروہ و بدعۃ ہے شامی مین اسکی تصریح موجود ہے فقط واللہ اعلم۔ ۲ شعبان ۱۳۳۲ھ

سوال۔ تراویح رمضان المبارک باوجود الم ترکیف سے پڑہنے کے ستائیسوین شب کو شل ختم قرآن کریم روشنی کرنا اور شیرینی پر نیاز دینا اور اجوائن پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب۔ الم ترکیف اور تمام قرآن کا حکم ان امور مین یکسان ہے یعنی فضول روشنی کرنا اسراف ہے اور بدعۃ ہے اور شیرینی کو لازم سمجھکر بانٹنا یہ بھی بدعۃ ہے اور نیاز دینا اگر اللہ کے لیے ہو تو اوپر کچھ پڑھکر دعا مانگنے کے کوئی معنے نہین اور اگر کسی بزرگ کے لیے ہے تو عوام کا عقیدہ اوسمین اچھا نہین اونکو نفع و ضرر کا مختار جانتے ہین اسلئے یہ رسم بھی قابل ترک ہے۔ اجوائن دم کرانے کو ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ضروری نہین سمجھتا صرف برکت کے لیے دم کراتے ہین اسلیے مضائقہ نہین البتہ اگر اسکو بھی ضروری سمجھین تو بدعۃ ہوگا۔ فقط واللہ اعلم۔

سوال سماع مع المزامیر شارع علیہ السلام و سلف صالحین نے سنا ہے یا نہین؟

الجواب روی الامام احمد قال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی لمحق المعازف والمزامیر الحدیث۔ باختصار کلام اس مسئلہ مین طویل ہے خلاصہ یہ ہے کہ اسوقت جو سماع متعارف ہے وہ کسیکی نزدیک جائز نہین۔ ۲۔ شعبان ۱۳۳۲ھ

سوال۔ چہ میفرمایند علماء دین رحمہم اللہ تعالی کہ روز عاشورا یعنی دہم محرم آب پاشیدن بر قبور چنانچہ مروج خطہ پشاور است کہ ہر یک شخص بطریقہ تسنن و تعبد قدرے آب گرفتہ بر قبور مردگان میشود می باشند و موجب بسیار ثواب میدانند این کدام اصلی میدارد یا نہ خاص در مذہب حنفی جائز است سنت ست یا بدعت شمردہ شود درین باب از جواہر نفیس کتابی است مذہب امام ابو حنیفہ نقل میکنند حدیثے بروایت ابن عباس رض دران درج کردہ اند این نقل و اندراج قابل اعتبار است یا نہ۔ درین روز جز صیام دیگر کدام عبادتے را از نوافل نماز و طعام خوردن وغیرہ کدام تخصیصے است یا نہ۔

الجواب درین روز جز صیام از عبادات و توسیع علی العیال از عادات چیزے دیگر در شریعت وارد نشدہ لہذا زیادت برین ہرچہ باشد بدعت باشد کما فی الدر المختار وفی یوم عاشوراء ویکرہ کحلہم۔ ولا باس بالمعتاد خلطا ویوجر وقال الشامی عن ابن رجب کل ما روی فی فضل الاکتحال والاختضاب والاغتسال

موضوع لایصح و کتاب جواہر نفیس نہ از کتب فقہیہ معتمدہ شنیدہ شدہ و نہ از کتب حدیث فلا یصح الاعتماد
علیہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم ۱۵- محرم ۱۳۲۳ھ

تحقیق ذکر الا اللہ

سوال چہ میفرمایند علمارِ دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ذکر بآواز بلند محض الا اللہ کردن یعنی خواندن جائز است یا نہ امید وارم کہ بعد توجیہ بلیغ فتوی مدلل و محقق بآیات کلام مجید یا حدیث شریف ارتسام کردہ ارسال فرمایند باعث اجر عظیم خواہد شد مگر آنکہ اختصاص آواز بلند بالخصوص مقصود نیست محض استفسار ذکر جائز بودن و ناجائز مطلوب است۔

الجواب- جائز است زیراکہ غائتش حذف مستثنیٰ منہ و عامل است و آں عند القرینہ در کلام فصیح العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم مثل حذف مستثنی وارد ست اما حذف المستثنی فما اخرج ابن ماجہ عن ابن عباس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذلک لایجتنی من قربہم الا قال محمد بن الصباح کانہ یعنی الخطایا کذا فی المشکوٰۃ وقع کلامہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا ذکر المستثنیٰ لکمال ظہورہ فالحقہ محمد کذا فی المرقاۃ اما حذف المستثنیٰ منہ فما اخرج الشیخان عن ابن عباس فقال العباس یا رسول اللہ الا الاذخر فانہ لقینہم ولبیوتہم فقال الا الاذخر الحدیث و در مبحوث فیہ قرینہ ظاہر است کاہی قالاہر گاہ قبل ازیں ذکر لا الٰہ الا اللہ کردہ باشد گاہی حال الدلالۃ حالۃ المسلم علی اعتقاد نفی الوہیتہ الغیر واللہ تعالیٰ اعلم ۱۴- جمادی الاولیٰ ۱۳۲۳ھ

جواب استدلال مجوزین فاتحہ مروجہ

سوال- مجوزین فاتحہ مروجہ منجملہ اپنے دلائل کے یہ حدیث بھی جواز پر بیان کرتے ہیں ہل یا ام سلیم ما عندک فاتت بذلک الخبز فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففت وعصرت ام سلیم عکۃ فادمتہ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ ماشاء اللہ ان یقول متفق علیہ دیگر فرائیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضع یدہ علی تلک الحیسۃ وتکلم بماشاء اللہ ثم جعل یدعو عشرۃ عشرۃ الخ اس قسم کی احادیث کا مانعین کیا جواب دیتے ہیں اور اس سے اُن کا مدعا ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب محض لغو استدلال ہے اِن حدیثوں میں ماشاء کے تکلم و تلفظ سے مقصود ایصال برکت فی الطعام تھی جس کے لیے تلبس کی حاجت تھی اور فاتحہ میں تلاوت سے مقصود ایصال ثواب طعام الی المیت ہے جس کے لیے تلبس کی حاجت نہیں اور ہیئت متعارفہ سے شبہہ حاجت تلبس کا عوام کو ہوتا ہے پس فساد اعتقاد سے ممنوع ہے اور یہ فرق نہایت واضح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۲۷- شوال ۱۳۲۳ھ

حاضرات

سوال- ایک شخص بذریعہ حاضرات بھوت پلید اور جن خبیث وغیرہ دور کرتا ہے جس کی ترکیب یہ

کہ دو چراغ گھی کے جلا کر سامنے رکھتا ہے اور پھر چراغون کے سامنے قریب ہی آگ کے دو انگارے رکھکر اسپر گھی جلاتا ہے اور چھوٹی عمر کے بچہ کو پاس بٹھا کر اُن چراغون کی لَو کے اندر دیکھنے کی ہدایت کرتا ہے اور وہ بچہ اُس مین دیکھتا ہے اور عجائب وغرائب مشاہدہ کرتا ہے اور سوال وجواب ہوکر بھوت وغیرہ اُتر جاتا ہے اور [illegible] کی شیرینی اور ایک مرغ بھی اور اگر مرغ دستیاب نہو تو بکری کی کلیجی پر پکوا کر فاتحہ دیتا ہے اور فاتحہ کا ثواب واسطے اللہ کے سلیمان پیغمبر علیہ السلام اور بالا شہید اور سلطان شہید اور بربان شہید کی روح کو پہونچاتا ہے اور شیرینی غریبون کو تقسیم کر دیتا ہے اور مرغ یا کلیجی خود کھاتا ہے باقی بچے تو زمین مین دفن کر دیتا ہے اور کسی مہادیو یا کالی وغیرہ کا نام بالکل نہین آتا اور نہ کسیوقت کسی قسم کا پوجا پاٹ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ منتر مین بھی کسی قسم کے الفاظ شرک کے نہین ہین تو کیا صورت مرقومہ مین اُسکا یہ فعل خلاف شرع شریف ہے یا نہین اور اس سے ہزارون مخلوق خدا کو فائدہ پہونچتا ہے اور کسی قسم کا اس شخص کو لالچ اور طمع نہین ہے اور نہ کچھ لیتا ہے محض انسانی ہمدردی کی وجہ سے کرتا ہے اب ایک شخص نے اُس کو اس فعل سے روکا ہے اور کہتا ہے کہ یہ فعل نہ کیا کرو تو کیا وہ شخص یہ کام چھوڑ دے یا نہ چھوڑے۔

الجواب۔ مین نے جہانتک تحقیق کیا اس عمل مین چند امور تحقیق ہوئے اول جو کچھ اُس بچہ کو مشاہدہ ہوتا ہے وہ کوئی واقعی شئے نہین ہوتی محض خیالی اور وہمی اشیاء ہوتی ہین جو عامل کی قوت خیالیہ کی وجہ سے اُس بچہ معمول کے خیال مین بشکل صور خارجیہ متمثل ہو جاتی ہین گو عامل خود بھی اس راز کو جانتا ہو اور یہی وجہ ہے کہ بچون ہی پر یہ عمل ہو سکتا ہے یا کسی بیوقوف بڑی عمر کے آدمی پر بھی ہو جاتا ہے اور عاقل پر خصوصاً جو اس کا قائل نہو ہرگز نہین ہوتا پس اس تقدیر پر یہ ایک قسم کا خداع اور فریب اور کذب و زور ہے دوسرے فاتحہ کا ثواب جو اِن بزرگون کو پہونچایا جاتا ہے بعضے تو فرضی نام معلوم ہوتے ہین اور بعضے واقعی ہین یا کل کے کل واقعی ہون تب بھی وجہ تخصیص کی سمجھنا چاہیے سو عاملین و عوام کی حالت سے تفتیش کرنے سے یہ متعین ہوا کہ وہ دفع آسیب مین ان بزرگون کو دخیل اور فاعل سمجھتے ہین پس لامحالہ اُن کو اِن واقعات پر اطلاع پانیوالے پھر اُن کو دفع کر دینے والے یعنی صاحب علم غیب و صاحب قدرت مستقلہ سمجھتے ہین اور یہ خود شرک ہے اور اگر علم و قدرت مین غیر مستقل سمجھا جاوے لیکن عدم استقلال کی صورت مین احیاناً تخلف بھی ہو سکتا ہے مگر تخلف کا خیال و احتمال

بھی نہین ہوتا یہی اعتقاد شعبہ شرک کا ہی نیسرے اکثر ایسے عملیات مین کلمات شرکیہ مثل ندا غیر اللہ
و استغاثہ و استعانت بغیر اللہ ضرور ہوتا ہی اور عامل کا یہ کہنا کہ منتر مین کسی قسم کے الفاظ شرک کے
نہین ہین آہ تا وقتیکہ وہ الفاظ معلوم نہون اس لیے قابل اعتماد نہین کہ اکثر عامل بوجہ کم علمی کے شرک
کی حقیقت ہی نہین جانتے چوتھے مرغ وغیرہ کے ذبح مین زیادہ نیت وہی ہوتی ہے جو کہ شیخ سدو کے
بکرے مین عوام کی ہوتی ہے رہا فائدہ ہوجانا اول تو اکثر وہ عامل کی قوت خیالیہ کا اثر ہوتا ہی عمل کا
اسمین دخل نہین ہوتا اور اگر عمل کا دخل بھی ثابت ہوجاوے تو کسی شے پر کسی اثر کا مرتب ہوجانا دلیل
اُس کے جواز کی نہین بہر حال جس عمل مین یہ مفاسد مذکورہ ہون وہ بلاشبہ ناجائز ہے البتہ جو اس سے
یقیناً منزہ ہو وہ جائز ہے اور شاید بہت ہی نادر ہو واللہ تعالے اعلم ۳ - ربیع الاول ۱۳۲۴ھ

سوال اذان کے وقت محمد رسول اللہ کہنے پر ہاتھ چومنا کیسا ہے ایک بزرگ نے فرمایا ہی کہ آنکھون مین
لگانے سے دکھتی نہین -

جواب - اذان کے وقت جو عادت ہے انگوٹھون کے چومنے کی یہ فی نفسہ آشوب چشم کا عمل تھا لیکن
لوگ اسکو ثواب اور تعظیم اسم مبارک نبوی سمجھکر کرتے ہین اس لیے بدعت ہے اور اگر اعتقاد نہو تو دوسرے
کو شبہہ پڑیگا اس لیے درست نہین - واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم ۴ھ - ربیع الاول ۱۳۲۴ھ

سوال - حضرات علماء اہل سنت سے باستدعا اس امر کے کہ جواب امور مسئولہ محض بحوالہ آیات واحادیث
صحیحہ بہا وشفقہ تحریر فرمایا جاوے بکمال ادب استفسار کیا جاتا ہے کہ حدیث کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی
النار اگر عند المحدثین قابل احتجاج ہو تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ خود حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
نے تعریف اُس بدعت کی جسکا مرتکب علی سبیل القطع استحقاق شمول اس وعید کا حاصل کرے کیا ارشاد
فرمائی ہے - ۲ نیز حضرت حبیب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بدعت کو اس کلیہ سے مستثنی
بھی فرمادیا ہے یا یہ وعید بلا استثناء وارد فرمائی ہے - ۳ نیز کسی صحابی جلیل القدر سے جب تعریف
حضرت سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارتکاب بدعت پایا گیا ہے یا نہین درصورت اولی وہ صحابی فی
حیاتہ اُس بدعت پر مصر رہا ہی یا تائب ہوکر دنیا سے گیا - ۴ نیز بطبق تعریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
فی زماننا دینی دیار نا وہ کون کون افعال ہین جو مصداق صحیح مفہوم بدعت ہوکر اپنے مرتکبین کو مستحق وعید
مورد کر سکتے ہین اجرکم علی اللہ سبحانہ -

تقبیل ابہامین وقت سماع نام مبارک

تحقیق بدعت

الجواب - فی الدر المختار وہی (ای البدعۃ) اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندۃ بل بنوع شبہۃ آہ قلت وماخذہ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد الحدیث کما یظہر بالتامل فیہ۔ اس سے تو اس کی تعریف مع الدلیل معلوم ہوگئی پھر اُسکی ایک حقیقت ہی ایک صورۃ اگر حدیث کل بدعۃ ضلالۃ الخ میں بدعت حقیقیہ مراد لیجاوے تو اس کلیہ سے کوئی مستثنے نہیں اور اگر عام لیا جاوے حقیقیہ وصوریہ کو تو بدعۃ صوریہ غیر حقیقیہ اس عام سے مخصوص ہے اور صحابہ رضی سے فروع مجتہد فیہا میں ایک کا دوسرے کو منسوب الی الاحداث کرنا منقول ہے سو یہ اختلاف خود شرعاً غیر مذموم ہے بخلاف غیر مجتہدین کے جو امر جدید اختراع کریں وہ رائے بوجہ رائے غیر مجتہد ہونے کے غیر مقبول اور مصداق مفہوم بدعت کا ہی اور بعد تقریر مذکور کے احصاء جزئیات کی گو حاجت نہیں مگر رسالہ اصلاح الرسوم میں بقدر ضرورت مذکور بھی ہیں فقط واللہ اعلم۔ ۱۰- شوال ۱۳۲۴ھ

سوال متعلق جواب بالا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ والانامہ عالی متضمن جواب استفتائے مرسلہ صادر ہوا ممنون ومشکور فرمایا یہ تحریر آپ کے والانامہ سے معلوم ہوا کہ بوجوہات مرقومہ زیادہ تحقیق وتفصیل مسئلہ معلومہ کی آپ تحریر فرمانے سے معذور ہیں لیکن جسقدر جواب تحریر فرمایا گیا ہے اسکی توضیح مطلب کے استفسار کی ممانعت آپنے تحریر نہیں فرمائی اسوجہ سے اس امر کی جرأت ہنوز حاصل ہے بناءً علی ہذا عرض خدمت عالی ہے کہ در مختار سے جو تعریف بدعۃ بالفاظ (ہی اعتقاد خلاف المعروف آہ) نقل فرمائی گئی ہو تو لفظ اعتقاد اس عبارت میں علی الاطلاق ہے اعم ازیں کہ کسی مجتہد کا اعتقاد ہو یا غیر مجتہد کا پھر اُسکا ماخذ صاحب در مختار نے اس حدیث کو بتلایا ہے کہ (من احدث فی امرنا ہذا) اس میں بھی لفظ مَن اعم ہے یعنی مجتہد یا غیر مجتہد کی کچھ تخصیص نہیں ہے پس آپنے آگے چل کے رائے غیر مجتہدین کو جو مصداق مفہوم بدعت قرار دیا ہے اور رائے مجتہدین کو شرعاً غیر مذموم بتلایا ہے اور مصداق مفہوم بدعت سے خارج کیا ہے یہ امر عبارۃ در مختار سے یا عبارت حدیث مذکور سے کس طور سے اخذ فرمایا ہے پھر بدعت کی دو قسمیں حقیقیہ وصوریہ تحریر فرما کر قسم ثانی کو حکم کلی (کل بدعۃ ضلالۃ) سے مستثنیٰ فرما دیا ہے تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ بدعت صوریہ[عہ] کی تعریف کیا ہے پھر ایک ایک مثال اقسام بدعت کی معلوم ہونا چاہیے کہ سیئہ وحسنہ یہ دو اقسام بدعت کے جو مشہور ہو رہے ہیں آیا یہ اقسام

عہ خط میں اس قسم کا مضمون تھا ۱۲ منہ

اسمی صوریہ وحقیقیہ کے تحت مین داخل ہین یا علیحدہ اگر علیحدہ ہین تو انکی تعریف ومثال کیا ہے یہ امر بھی ضروری الاستفسار ہو کہ (من احدث فی امرنا ہذا الخ) مین مشار الیہ کون ہے باقی یہ یقینی ہے کہ جواس کا مشار الیہ ہوگا وہ عین صواب ضرور ہوگا اور رائے مجتہدین خطا پر بھی ہوا کرتی ہے پس وہ اس کے مشار الیہ کو کس طرح شامل ہوگا اور ہرگاہ شامل نہ ہوگی تو مصداق مفہوم بدعت سے کس طرح خارج ہوگی پھر شرعًا تعریف مجتہد بھی معلوم ہونا چاہیے جس کی رائے کو آپ نے غیر مذموم بتلایا ہے فقط

الجواب- قولہ کس طور سے اخذ فرمایا ہے- اقول جن احادیث سے اجتہاد کی اجازت اور اس مین خطا سے معذور ہونا ثابت ہے وہ اس تخصیص وتقیید کی دلیل ہے البتہ جس شخص کے نزدیک اسکی خطا ثابت ہوجاویگی وہ اتباع نکریگا اور جس کے نزدیک خطا ثابت نہین ہوئی وہ اتباع کریگا- قولہ تعریف کیا ہے- اقول جو بعینہٖ سنت مین وارد نہ ہو لیکن کسی کلیہ سے مستنبط ہوتی ہو- قولہ معلوم ہونا چاہیے اقول بعد تعیین حقیقۃ کلیہ کے جزئیات پر اس کو منطبق کرلیا جاوے- قولہ یا علیحدہ اقول سیئہ اور حقیقیہ ایک ہے اور حسنہ اور صوریہ ایک- قولہ کون ہے- اقول دین ہے- قولہ صواب ضرور ہوگا- اقول ہان لیکن جو یقینی دین ہے وہ یقینی صواب ہے اور جو ظنی دین ہے وہ ظنی صواب ہے- قولہ معلوم ہونا چاہیے اقول کتب اصول اور رسالہ اقتصاد مؤلفہ احقر مین دیکھ لیا جاوے فقط شوال ۱۳۲۴ھ

سوال تعزیہ داری ومرثیہ خوانی کسکی رسم ہے اوسکے عامل ناری ہونگے یا جنتی بوجہ کلمہ کے کبھی نار جہنم سے خارج ہونگے یا نہین اور محروم الشفاعت ہونگے یا نہین کوئی احادیث وآیات سے ممانعت ہے یا نہین-

الجواب- تعزیہ داری ومرثیہ خوانی یہ تو تحقیق نہین کہ ایجاد کسکی ہے اگرچہ تیمور کی طرف نسبت کرتے ہین مگر رسم شیعہ کی ہے اور بدعات قبیحہ سے ہے اور امثال ان بدعات مین وارد ہے کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار اور خلود سوائے کفار کے کسیکی لیے نہین لقولہ علیہ السلام من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ سو بعد سزا پانی خارج ہونگے اور محروم الشفاعۃ بھی کفار ہونگے سب اہل اسلام کے لیے خواہ سنی ہون یا بدعتی[1] شفاعت ہوگی لقولہ علیہ السلام فہی نائلۃ ان شاء اللہ تعالی من مات من امتی لا یشرک باللہ شیئا رواہ مسلم ممانعت تعزیہ داری اور تعظیم اوسکی کی اس آیت سے مستنبط ہوسکتی ہے اتعبدون ما تنحتون واللہ خلقکم وما تعملون اور حدیث مشہور ہے من زار قبرا بلا مقبور فہو ملعون اور نہی مرثیہ سے اس حدیث مین مصرح ہے نہی رسول اللہ صلعم عن المراثی

[1] جبکہ وہ بدعۃ حد کفر تک نہ پہونچے- ۱۲

ممانعت تعزیہ داری کا حکم شفاعت نبوی

رواہ ابن ماجہ واللہ اعلم۔

سوال۔ اولیاء اللہ کا نذر کیا گیا بکرا مرغا گاے وغیرہ ماکول اللحم ساتھ بسم اللہ اللہ اکبر کے ذبح کرنے سے حلال ہے یا نہیں۔

الجواب۔ بزرگون کی نذر و نیاز کا جانور اگر اسواسطے ذبح کیا جاوے کہ وہ بزرگ ہم سے خوش ہون اور ہمارا کام کردین اور انکو متصرف فی التکوین سمجھے اور ان سے تقرب کے لیے ذبح کرے اور ذبح سے وہی مقصود ہون چنانچہ اس زمانہ مین اکثر جہال کا یہی عقیدہ ہوتا ہی تو یہ عقیدہ رکھنے والا مشرک اور وہ ذبیحہ بالکل حرام ہے اگرچہ وقت ذبح اللہ کا نام لیا جاوے وما اہل بہ لغیر اللہ اور اگر اللہ کے واسطے وہ جانور ذبح کیا اور اللہ کے واسطے دیکر اوسکا ثواب کسی بزرگ کی روح کو بخشدیا یہ جائز و حلال ہے فقط۔ ۵۔ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۱ ہجری

سوال۔ غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑہنا درست ہی یا نہیں۔ مسلمان ہونے کے لیے ایک مذہب حنفی یا شافعی وغیرہ ہونا ضرور ہے یا نہیں اگر ہی تو کس وجہ سے اور پیغمبر صاحب اور اصحاب اور امامون کے وقت مین لوگ حنفی یا شافعی وغیرہ کہلاتے تھے یا نہیں۔ جو شخص بموجب قرآن و حدیث کے نماز ادا کرتا ہے اور ہر مسئلہ مین مقلد ایک امام خاص کا ہنوا اور سب امامون کو برابر حق جانکر جسکا جو مسئلہ موافق حدیث کے سمجھے عمل کرے تو وہ مسلمان سنت و جماعت ہی یا نہیں اقتدا اوسکی جائز ہے یا نہیں۔ حنفی مقتدی شافعی وغیرہ امام کے پیچھے نماز پڑہ سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان فیض اقتران مین طرز عمل لوگون کا یہ تھا کہ آپ کے قول و فعل کا کہ سنتے دیکھتے اتباع کرتے جو ضرورت ہوتی دریافت کرلیتے اصول و اسباب و علل احکام کے نہ کسی نے دریافت کیے نہ پورے طور سے بیان کیے گئے اسلیے نہ باہم اختلاف تھا نہ تدوین فقہ کی حاجت تھی نہ جمع احادیث کی ضرورت تھی بعد وفات شریف آپ کے وقائع قدیمہ مین چونکہ ایک صحابی کو کوئی حدیث نہ پہونچی یا پہونچی ولیکن یاد نہ رہی یا یاد رہی مگر فہم معنے مین غلطی ہوئی یا کسی قرینہ سے تاویل کی یا طریق روایت کو مقدوح سمجھا اور دوسرے صحابی کا حال اسکے خلاف ہوا اور وقائع حادثہ مین قیاس دونون کے مختلف ہوئے اور صاحب وحی سے پوچھنا ممکن نہ تھا ان وجوہ سے اونمین بعض فروع مین اختلاف پیدا ہوا پھر وہ صحابہ انظار و امصار مختلفہ مین منتشر ہوکر مقتدا و پیشوا ہوئے اور تابعین نے ہر نواح مین خاص

جانور نذر و نیاز بزرگان

اقتداء شافعی خلف حنفی و بالعکس و تقلید و اقتداء غیر مقلد

خاص صحابہ کا اتباع کیا اور انکے اقوال وافعال کو محفوظ رکھکر مستند ٹھیرایا اور طرز عمل ہر شہر کا ایک جداگانہ طریق پر ہوگیا جب صحابہ کا زمانہ منقرض ہوگیا تابعین مقتدا ہوئے اور اپنے ہمعصر ان کو جو امور کہ صحابہ سے یاد تھے اونکے موافق فتوی دیتے ورنہ تخریج کرتے اون سے تبع تابعین نے اسیطرح اخذ کیا اس زمانہ مین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کوفہ مین اور امام مالک رحمہ اللہ تعالی مدینہ منورہ مین پیدا ہوئے اور اپنے عصر کے تابعین سے آثار وتخریجات محفوظ کرکے اپنے زمانہ مین کچھ اون آثار وتخریجات کے موافق کچھ خود استنباط فرماکر فتوی دیئے اور بہت لوگون نے انکا اتباع کیا اور تلمذ حاصل کرکے اونکے اقوال وفتاوی کو جمع کرکے بعض بعض نواح مین شائع کیا یہانتک کہ اُن اطراف مین وہ دستور العمل ٹھیر گیا اسکا نام مذہب امام ابو حنیفہ رح ومذہب امام مالک رح ہوا اس زمانہ کے اخیر مین امام شافعی رح پیدا ہوئے اونہون نے بعض وجوہ تخریج کو مختل سمجھ کر بعض اصول وفروع مین ترمیم کی اور از سر نو بنا رفقہ کی ڈالی بہت لوگون نے اسکو نقل کرکے مشتہر کیا اور اسکا نام مذہب امام شافعی ہوا یہ لوگ ارباب تخریج کہلاتے ہین اور بوجہ توسع واتہام نفس اپنے کے جمع احادیث پر جرأت نہین کرتے ہین نہ اوسکا چندان اہتمام تھا بلکہ جو احادیث وآثار جن اطراف مین پہونچے اونکو کافی سمجھتے تھے اور چونکہ خدائے تعالے نے تیزی وذہانت وفطانت عنایت کی تھی اسلیئے فتوی پر جری تھے اون احادیث سے استخراج کرتے اور فقہ کو بنار دین جانتے اور بوجہ میلان کے اپنے ائمہ واصحاب واہل بلد کی طرف اور اعتقاد عظمت شان اونکی کے اور اطمینان کے اونپر استخراج مین اُنکی مخالفت نہ کرتے اور درصورت حدیث نہ ہونے کے اونکی تخریجات کو یا اصول کو جو اُنکے کلام سے ماخوذ ہین مدار اپنے فتوے کا ٹھہراتے لیکن اگر کوئی قول اپنا یا امام کا مخالف کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ دیکھتے اوسکو ترک کرتے اور یہی وصیت آئمہ اور اون کے اصحاب کی ہے پس لوگون کا یہی طور تھا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پیدا ہوئے اور اُنہون نے اور جو مثل اونکے تھے اونہون نے اس طرز عمل کو نا کافی اور خوض بالرائے کو مذموم اور سابقین کی رائے کو بخیال نہ پہونچنے بعض احادیث کے بعض اطراف مین نامعتمد سمجھا اور فتوے وتفقہ سے احتیاط کی اور احادیث کی جمع وتدوین پر متوجہ ہوئے اور مختلف اقطار سے احادیث کو خواہ اونپر کسی نے عمل کیا ہو یا نہ کیا ہو خواہ وہ مدینہ کی ہون یا مکہ کی جمع کرنا شروع کیا یہانتک کہ ایک ذخیرہ وافی مجتمع ہوا پس اُن لوگون کا طرز عمل یہ ہوا کہ اول کتاب اللہ دیکھتے اگر اوسمین حکم نہ ملتا یا ذات وجوہ ہوتا تو حدیث دیکھتے اگر اُس سے بھی اطمینان نہوتا تو فتوے

صحابہ وتابعین کا دیکھتے اگر کہین سے حکم نہ ملتا تو بناچاری قیاس کرتے اور قیاس کسی اصل پر
مبنی کا نہ تھا بلکہ اطمینان نفس و شرح صدر پر یہ ابتدا ہی اہل حدیث کی چونکہ یہ صورت فقہ کی بہت
مشکل ہے اسلیے جب امام احمدؒ سے کسی نے پوچھا کہ جسکو ایک لاکھ حدیثین یاد ہون وہ فقیہ ہو سکتا
ہے یا نہین فرمایا نہین پھر پوچھا کہ اگر پانچ لاکھ حدیثین یاد ہون فرمایا اوسوقت امید کرتا ہون چونکہ
امام احمدؒ تخریج بھی کرتے تھے اونکی تخریجات مشہور ہو کر مذہب احمد بن حنبل نام ٹھہرا ہر چند کہ اوسوقت
دو فریق ہو گئے تھے اہل تخریج و اہل حدیث لیکن انمین کوئی معاندت یا مخاصمت نہ تھی بلکہ اگر اہل حدیث
سے اہل تخریج کو کوئی حدیث اپنے مذہب کے مخالف پہونچتی اپنا مذہب ترک کرتے ایسے ہی اہل حدیث
کو اگر اپنی رائے کا مخالف ہونا صحابہ یا تابعین کے ساتھ معلوم ہوتا وہ اوسکو ترک کرتے اور ایک
دوسرے کے پیچھے اقتدا کرتا اور اپنے اپنے کام کو خدمت دین سمجھ کر انجام دیتے اور بزبان حال یہ کہتے
؎ ومن ویدتی حب الدیار لاہلہا + وللناس فیما یعشقون مذاہب + ؎ ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل او اندر دلش انداختند + ؎ بہشت آنجا کہ آزارے نباشد + کسے را با کسے کارے نباشد + جب
انکا زمانہ گذر گیا دونون فریق کے پچھلے لوگون نے تہذیب و ترتیب دونون علمون یعنی فقہ و حدیث کی
بوجہ حسن کی اہل تخریج نے مسائل مین توضیح و تنقیح و تصحیح و ترجیح و تالیف و تصنیف کی اور جتنے
آثار ملتے گئے اور کلام ائمہ سے اصول ماخوذ ہوتے گئے اونپر استنباط و استخراج کرتے رہے اور اقوال ضعیفہ
یا مخالفہ نصوص کی تضعیف و تردید کرتے رہے یہ لوگ مجتہد فی المذہب کہلاتے ہین۔ اور اہل حدیث نے
احادیث صحیحہ و ضعیفہ و مرسلہ و منقطعہ کو جدا جدا ملخص کیا اور فن اسماء الرجال و توثیق و تعدیل و جرح وانکی
کو تدوین کیا اس زمانہ مین صحاح ستہ وغیرہ مدون ہوئین پس روز بروز رونق و گرم بازاری ان دونون
پاک علمون کی ہوتی رہی اور علماء مین یہ دونون فریق رہے اور عوام جس سے چاہتے بلا تقیید و تعیین
کسی امام یا مفتی کے فتویٰ پوچھکر عمل کرتے اور جس فتوے مین تعارض ہوتا اوسمین اعدل واوثق
واحوط اقوال کو اختیار کرتے مائۃ رابعہ تک یہی حال رہا بعد مائۃ رابعہ کے قضائے الٰہی سے بہت سے
امور پر آشوب پیدا ہوئے تقاصر ہمم یعنی ہمتین ہر علم مین پست ہونا شروع ہوئین جدال بین العلماء
کہ ہر شخص دوسرے کی مخالفت کرنے لگا۔ تزاحم بین الفقہاء کہ ہر فقیہ دوسرے کے قول و فتویٰ کو رد کرنے
لگا۔ اعجاب کل ذی رای برایہ یعنی ہر شخص حتی کہ قلیل العلم بھی اپنی رائے پر اعتماد کرنے لگا۔ تعمق فی

الفقہ والحدیث یعنی دونون علمون مین افراط ہونے لگا یعنی بعض فقہا اپنے اصول ممہدہ سے حدیث
صحیح کو رد کرنے لگے اور بعض اہل حدیث ادنی علۃ ارسال وانقطاع یا ادنی ضعف راوی سے مجتہد
کی دلیل کو باطل ٹھیرانے لگے۔ جور قضاۃ یعنی قاضی اپنی رائے سے جسپر چاہتے تعدی کرتے تعصب
یعنی اپنی جماعت کو امور محتملہ مین یقیناً حق پر سمجھنا دوسرے کو قطعاً باطل جانتا جب یہ آفتین پیدا
ہوئین جو لوگ اوس زمانہ مین معتدبہ تھے اونھون نے اتفاق کیا کہ ہر شخص کو قیاس کرنیکا اختیار نہ ہونا
چاہیے اور کسی مفتی کا فتوی اور قاضی کی قضا معتبر نہ ہونا چاہیے جب تک کہ متقدمین مجتہدین مین سے
کسی کی تصریح نہو چونکہ ائمہ اربع کے سوا کسی کا ائمہ سابقین سے مذہب مشہور نہ تھا لہذا اونکی تقلید
پر اجماع کیا گیا اور ترک التزام مذہب واحد مین ظن غالب تلاعب فی الدین وابتغار رخص واتباع ہوے
کا تھا لہذا التزام مذہب معین کا لابد کیا گیا اور بدون کسی غرض محمود شرعی کے اوس سے انتقال وارتحال
کو منع کیا گیا اوسوقت سے لوگون نے تقلید پر اطمینان کرکے کچھہ تو قوت استخراج کی کم تھی کچھہ توجہ کی
قیاس منقطع ہو گیا بہت لوگ اہل حدیث مین سے اس پر مشورت پر مصلحت کے مخالف رہے مگر
کسی پر لعن وطعن نہین کرتے تھے نہ اہل تخریج ان سے کچھہ تعرض کرتے تھے یہانتک کہ اوس سے زیادہ
فتنہ انگیز وقت آیا اور دونون فریقون مین تشدد بڑھا بعض مقلدین نے اپنے ائمہ کو معصوم عن الخطاء
ومصیب وجوباً ومفروض الاطاعت تصور کرکے عزم بالجزم کیا کہ خواہ کیسی ہی حدیث صحیح مخالف قول امام
کے ہو اور مستند قول امام کا بجز قیاس کے امر دیگر نہو پھر بھی بہت سی علل وخلل حدیث مین پیدا کرکے یا
اوسکی تاویل بعید کرکے حدیث کو رد کرین گے اور قول امام کو نچھوڑینگے ایسی تقلید حرام اور مصداق
قولہ تعالی اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا الآیۃ اور خلاف وصیت ائمہ مرحومین کے ہے۔ اور بعض اہل
حدیث نے قیاس وتقلید کو مطلقاً حرام اور اقوال صحابہ وتابعین کو غیر مستند ٹھیرایا اور ائمہ مجتہدین کو
یقیناً خاطی وغاوی اور کل مقلدین کو مشرکین ومبتدعین کے ساتھہ ملقب کیا اور سلف پر طعن بلکہ خلف
پر لعن اور اونکی تجہیل وتضلیل وتحمیق وتفسیق کرنا شروع کیا حالانکہ اس تقلید کا جواز مجمع علیہ امت کا
اور داخل عموم آیہ واتبع سبیل من اناب الیّ وآیہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون وآیہ وجعلناہم
ائمۃ یہدون بامرنا وآیہ اولئک الذین ہدی اللہ فبہدیہم اقتدہ کے ہے اور ہر زمانہ مین استفتا وفتوی
چلا آتا ہے اگر ہر مسئلہ مین نص شارع ضرور ہو تو استفتا وفتوی سب گناہ ٹھیرے ان دونون متشددین

کے درمیان ایک فرقہ متوسط محقق پیدا ہوا کہ نہ مجتہدین کو یقیناً مصیب سمجھا نہ قطعاً خاطی جانا بلکہ حسب عقیدہ شرعیہ المجتہد یخطی ویصیب دونون امرونکا محل خیال کیا اور نہ اونکے محلل کو حلال نہ اونکے محرم کو حرام جانا بلکہ حرام وحلال اوسیکو اعتقاد کیا جسکو خدا ورسول نے حرام وحلال کیا ہی لیکن چونکہ اپنے کو استقدر علم نہین کہ نصوص بقدر حاجت یاد ہون اور جو یاد ہین اونمین متعارضات مین تقدیم وتاخیر معلوم نہین اور نہ قوت اجتہادیہ ہے کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دیسکین اور احکام غیر منصوصہ مین استنباط واستخراج کرسکین اسلیے کسی عالم راشد تابع حق مجتہد مصیب فی غالب الظن کا اتباع اختیار کیا نہ اس اعتقاد سے کہ وہ شارع ہی بلکہ اسوجہ سے کہ ناقل عن الشارع ہی اور باوجود اتباع کے اس بات کا قصد مصمم رکھا کہ اگر نص مخالف قول امام وضعف مسلک اوسکے کا علم ہوگیا تو حدیث کے مقابلہ مین قول امام کا ترک کرونگا اور اسمین بھی مخالفت امام کی نہین بلکہ عین اونکے امر کی موافقت ہی چنانچہ ہر زمانہ مین تصنیف واختیار وترجیح وترک وفتوی چلا آیا ہی یہ متوسط تقلید ہزارون علماء ومشائخ واولیاء نے اختیار کی ہے اسکے ابطال کے درپے ہونا تضییع اوقات ہے ؎ ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ اند + روبہ از حیلہ چہ سان بگسلد این سلسلہ را + پس نفس اتباع مجتہد کا تو عموم نص سے ثابت ہو رہی یہ بات کہ ان چارون ہی کا اتباع ہو اور چارونمین سے ایک ہی کا اور ایک کا کرکے دوسرے کا نہو یہ بات اگرچہ بتکلف تحت مفہوم نص کے داخل ہوسکتی ہے چنانچہ مین نے اس بارہ مین ایک تحریر لکھی ہے[ف] مگر صراحۃً منصوص نہین لیکن ادنی تامل سے یہ بات ثابت ہوسکتی ہی کیونکہ اتباع مجتہد کے لیے اوسکے اجتہاد کا علم ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ بجز ائمہ اربعہ کے تفاصیل جزئیات کے ساتھ کسی کا اجتہاد محفوظ نہین پھر مسائل متفق علیہا مین تو سبکا اتباع ہوجاویگا مسائل مختلف فیہا مین سبکا اتباع تو ممکن نہین ضرور ایک کا ہوگا پھر اوسکے لیے وجہ ترجیح چاہیے وجہ ترجیح بجز ظن اصابت حق کے کیا ہوسکتی ہے پھر یہ ظن یا تفصیلاً ہوگا یا اجمالاً تفصیلاً تو یہ کہ ہر جزئی مین سبکے اقوال ودلائل کو دیکھکر جو راجح ہو اوسپر عمل کرے اسمین علاوہ حرج کے اتباع مجتہد کا نہوگا بلکہ اپنی تحقیق کا ہوگا وہو خلاف المفروض پس ضرور ہے کہ اجمالاً ہوگا یعنی ہر امام کے مجموعہ حالات پر نظر کرکے دیکھا کہ کسمین آثار اصابت زیادہ ہین پس کسیکو امام اعظم صاحب رح کی مجمل کیفیت سے اونپر ظن اصابت ورشد کا ہوا کیونکہ بقول

[ف] یہ تحریر جلد سوم مسائل شتی کے ختم کے قریب گذر چکی ہے۔ ۱۲ منہ

محققین بسبب تابعی ہونے کے تحت آیہ والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کے داخل اور بتاویل اکثر شراح حدیث قول رسول اللہ صلعم لوکان الایمان عند الثریا لنالہ رجل اور رجال من فارس الحدیث اوکما قال کے مصداق اور بقول ابن حجر حدیث ترفع زینۃ الدنیا سنۃ مائۃ وخمسین کے مشار الیہ اور ائمہ ثلثہ رحمہم اللہ کے مثنی علیہ اور عبداللہ ابن مبارک کی ان ابیات کے ممدوح ہین ؎ لقد زان البلاد ومن علیہا + امام المسلمین ابو حنیفہ + باحکام وآثار وفقہ + کآیات الزبور علی الصحیفہ + فما فی المشرقین لہ نظیر + ولا فی المغربین ولا بکوفہ + یبیت مشمرا اسہر اللیالی + وصام نہارہ للہ خیفہ + فمن کابی حنیفۃ فی علاہ + امام للخلیقۃ والخلیفہ + رأیت العائبین لہ سفاہا + خلاف الحق مع حجج ضعیفہ + وصان لسانہ من کل افک + وما زالت جوارحہ عفیفہ + یعف من المحارم والملاہی + ومرضاۃ الالٰہ لہ وظیفہ + وکیف یحل ان یوذی فقیہ لہ فی الارض آثار شریفہ + وقد قال ابن ادریس مقالا + صحیح النقل فی حکم لطیفہ + بان الناس فی فقہ عیال علی فقہ الامام ابی حنیفہ + فلعنۃ ربنا اعداد رمل + علی من رد قول ابی حنیفہ + ای من رد مختفر الماقال من الاحکام الشرعیۃ کسیکو امام شافعی رح پر یہ ظن ہوا کسیکو امام مالک رح پر کسیکو امام احمد رح پر پس ہر ایک نے ایک کا اتباع اختیار کیا جب ایک کا اتباع اختیار کرلیا اب بلا ضرورت شدیدیا وجہ قوی یا وضوح حدیث مخالف مذہب دوسرے کی اتباع مین شق اول یعنی ظن تفصیلاً عود کرے گی وقد ثبت بطلانہ پس ثابت ہوا کہ انہین چاروں مین سے ایک ہی کی تقلید کرے۔ علی ہذا اتفق اکثر علماء الاقطار والامصار سیما خیر البقاع مکۃ والمدینۃ حرسہما اللہ تعالی وہو الاحق بالاتباع وفیما دونہ خطر دار تیاع اللہم ثبتنا علی سنۃ رسولک الامین ثم علی حب الائمۃ المجتہدین لاسیما امام الائمۃ کاشف الغمۃ سراج الامۃ ابی حنیفۃ النعمان الساعی فی الدین۔ واحفظنا عن الافراط والتفریط اجمعین۔ آمین یارب العالمین۔ تقریر بالا سے جواب چاروں سوالون کا واضح ہوگیا کہ غیر مقلد کے پیچھے بشرطیکہ عقائد مین موافق ہو اگرچہ بعض فروع مین مخالف ہو اقتداء جائز ہے اگرچہ خلاف اولے ہے یہ جواب ہوا پہلے سوال کا۔ اور حنفی شافعی ہونا جزو ایمان نہین ورنہ صحابہ وتابعین کا غیر مومن ہونا لازم آتا ہے لیکن جن وجوہ سبعہ مذکورہ بالا سے متقدمین نے ضروری سمجھا ہے اون وجوہ ومصالح سے حنفی وشافعی ہونا ضروری ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ مین چونکہ یہ مذاہب ہی نہ تھے اسلیے حنفی شافعی کون کہلاتا البتہ ائمہ کے زمانہ مین یہ لقب مشہور ہوگیا تھا کما مر۔ یہ جواب ہوا دوسرے سوال کا۔ اور جو مقلد مذہب معین کا نہ ہو لیکن عقائد درست ہون

تو مسلمان بھی ہے سنی بھی ہے مگر بوجہ مخالفت سواد اعظم کے کہ اونہون نے تقلید شخصی کو ضروری سمجھا ہے
چنانچہ ہمنے آخر تقریر مین اوسکی دلیل بھی ذکر کی ہے خاطی ہے اور غالب ہے کہ وقت وقوع حوادث
نادرہ کے عمل مین متحیر ہوگا کیونکہ بدون اخذ اقوال علماء کے بقول امام احمد رح پانچ لاکھ حدیثین یاد
ہونی چاہیئے نہ یہ کہ صحاح ستہ مین منحصر سمجھ کر۔ چو آن کرمی کہ در سنگے نہان است + زمین و آسمان وے
ہمان است و بیباکی سے مخالفت مجتہدین پر کمر باندھ لی مگر اقتدا اوسکی جائز ہے اگرچہ اولے نہین یہ جواب
ہوا تیسرے سوال کا۔ اور جب مقلد کو غیر مقلد کی اقتدا جائز ہے تو ایک مقلد کو اگرچہ حنفی ہو دوسرے
مقلد کی اگرچہ شافعی ہو اقتدا کیون نہ جائز ہوگی مگر اقتدائے شافعی یا غیر مقلد مین ایک امر کا لحاظ رکھنا
چاہیئے کہ اگر ایسے امام سے کوئی عمل مناقض وضو یا نماز کا بنا بر مذہب مقتدی پایا جاوے تو مقتدی کی
نماز ہوگی یا نہین سو بعض متقدمین کی رائے تو جواز کیطرف ہے مگر اکثر علماء نے احتیاطا حکم فساد صلوٰۃ
کا کیا ہے وعلیہ الفتوی پس انکی اقتدا مین یہ دیکھ لے کہ اوسکا وضو نماز بھی اپنے مذہب پر درست
ہوگیا۔ یہ جواب ہوا چوتھے سوال کا۔ ہذا ما اخذتہ من کلام بعض الافاضل مع ما اضفت الیہ من بعض
الدلائل والمسائل فلیکن ہذا آخر ما اردناہ فی ہذا الباب واللہ اعلم بالصواب۔ اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا
اتباعہ والباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ بحرمۃ من سکن طابہ وزاد المشتاقون بابہ فقط ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ

کتاب العقائد والکلام

سوال۔ کلمہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کے ورد کے متعلق جناب کی رائے مبارک کیا ہے قرآن
کریم کی صدہا آیات ظاہری طور پر تو اسکے مخالف نظر آتی ہین۔ اور نیز حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب
جیسے متبحر عالم اور صوفی بھی اس سے منع کرتے ہین گو دوسری طرف شاہ غلام علی شاہ صاحب اور
حضرت مرزا جان جانان صاحب جیسے اعلی درجہ کے صوفی اسکے قائل نظر آتے ہین۔ خود اعلی درجہ
کے علماء اور فضلاء اور صوفیاء مین ایسے اہم مسائل کے متعلق اختلاف دیکھکر ہمارے جیسے کم علم
جنکو دینی بصیرۃ کما حقہ حاصل نہین ہے حیران اور سرگردان رہجاتے ہین اور یہ اختلاف حنفی شافعی
مالکی حنبلی یا مقلدین اور غیر مقلدین کے خفیف اختلافات سے کوئی تشابہ نہین رکھتا اسکا ایک فریق
تو زبردست دلائل سے اسکو شرک ٹھہراتا ہے اور دوسرا فریق ایک لائق پلیڈر کا پارٹ لے کر اس کی

ع۵ بعض سوال وجواب اسکے کتاب البدعات کے مناسب تھی ۱۲ منہ

حمایت کے واسطے ویسے ہی زبردست دلائل پیش کرتا ہے امید ہے کہ جناب بندہ نوازی فرماکر اسکے متعلق رائے مبارک کا اظہار فرمادین گے۔

الجواب۔ ایسے امور و معاملات مین تفصیل یہ ہے کہ صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لیے جواز کی گنجایش ہوسکتی ہے تاویل مناسب کرکے اور سقیم الفہم کے لیے بوجہ مفاسد اعتقادیہ و عملیہ کے اجازت نہین دیجاتی چونکہ اکثر عوام بدفہم اور کج طبع ہوتے ہین انکو علی الاطلاق منع کیا جاتا ہے اور منع کرنے کے وقت اسکی علۃ اور مدار نہی کو اسلیے بیان نہین کیا جاتا ہے کہ قیاس فاسد کرکے ناجائز امور کو جائز قرار دے لین گے جیسے عوام کی عادت ہے کہ دو امرون کو جنمین واقع مین تفاوت ہے مساوی سمجھکر ایک کے جواز سے دوسرے پر بھی جواز کا حکم لگالیتے ہین اسلیے ان کو مطلقاً منع کیا جاتا ہے۔ اس قاعدے کے دریافت کرلینے کے بعد تمہارا اختلاف جو ان امور مین واقع مین انکی حقیقت منکشف ہوجاویگی اسکی ایسی مثال ہے کہ بوجہ رداءت اکثر مزاجون کے کوئی ڈاکٹر کسی فصلی چیز کے کھانے سے عام طور پر منع کردے مگر خلوۃ مین کسی خاص صحیح المزاج آدمی کو بعض طرق و شرائط کے ساتھ اسی چیز کی اجازت دیدین اس تقریر سے مانعین و مجوزین کے اقوال مین تعارض نہ رہا مگر یہ اجازت عوام کے حق مین سم قاتل ہے۔

سوال بعد آداب بصد نیاز گذارش ہے کہ کل بتاریخ ۲۶۔ اپریل وقت بارہ بجے دن کے دو لڑکے توام پیدا ہوئے انمین سے ایک مرگیا دوسرا زندہ ہے اس موقع پر جو خیال میرے دل مین پیدا ہوگیا ہے اسکو عقیدۃً آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہون یہ امر مسلم ہے کہ جو عورتین ہمیشہ دائی کا کام کرتی ہین وہ اس علم سے بالکل ناواقف ہین اسلیے مین نے یہ تجویز کیا تھا کہ اس علم کی جاننے والی عورت یعنی میم دایہ اس کام کے واسطے بلائی جاوے لیکن گھر مین اسکو پسند نہین کیا مین نے انکے اصرار پر یہ خیال کیا کہ آخر اس سے پہلے بھی آٹھ بچے ہوچکے ہین اور ان مین سے کسی مین بھی میم نہ تھی تو اب بھی کیا ضرورت ہے کہ ان کے خلاف کوشش کی جاوے مین بھی خاموش ہو رہا چنانچہ ایک معمولی دایہ اس کام پر تعینات کی گئی جب دردزہ شروع ہوا اس کے اڑھائی یا تین گھنٹہ کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا دوسرے کے آثار معلوم ہوئے اور دوبارہ شدت درد کی معلوم ہوئی اس ناواقف نے پیٹ کو دباکر بچہ جننا چاہا کہین بے جگہ ہاتھ پڑگیا بچہ سسکتا ہوا پیدا ہوا اس نے اسے اٹھاکر ڈالدیا وہ مرگیا اور ہم کو کسی کو خبر نہ کی اس کے پانچ منٹ

گئے بعد خبر کی مین نے اپنے پاس باہر ڈاکٹر کو بٹھلا رکھا تھا اس نے بہت افسوس کیا اور کہا کہ فوراً مجھکو کیون نہ خبر کی اب فوراً اس کو یہان لاؤ چنانچہ لایا گیا اور اُس نے اُسپر عمل کیا تو اس مین حرکت پیدا ہوئی لیکن سانس نہ آیا یعنی زندہ نہ ہوا ڈاکٹر نے کہا کہ اگر میم دایہ یا واقف کار اس فن کی ہوتی تو بچہ کو فوراً گرمی دیجاتی وہ ہرگز نہ مرتا مجھ کو اپنی نادانی پر کہ کیون مین نے عورتون کا کہنا مان لیا سخت ندامت ہوئی اور یہ ندامت مجھ کو تمام عمر رہیگی کہ میری غفلت سے ایک جان تلف ہوگئی اب مجھ سے سب کہتی ہین کہ مرضی خدا یونہی تھی لیکن مین ایسا نہین کہتا بچہ نہایت تندرست جسیم موٹا تازہ نو مہینے تک اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے رحم مادر مین پرورش فرمایا تو کوئی وجہ سمجھ مین نہین آتی کہ اُنکی مرضی یہ تھی کہ وہ زندہ نہ رہے اب کہ مسئلہ علم الٰہی کو مین تسلیم کرتا ہون کہ عورتون کا اصرار میری غفلت اور اس سبب سے بچہ کا ضائع ہونا ضرور علم الٰہی مین تھا اور یہ غلط نہین ہوسکتا تھا پس مین اس بچہ کا ضائع ہونا محض اپنی غفلت پر محمول کرتا ہون اور یہ میرا عقیدہ اُسکے متعلق ہے اگر اس مین غلطی ہو تو براے خدا اسکی اصلاح فرمادیجیے دوسرا بچہ بفضلہ اس وقت تک تندرست ہے۔ گھر مین سواے معمولی تکلیف کے کچھ شکایت خاص نہین ہے۔ فقط

الجواب - از اشرف علی عفی عنہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ مین ابتک تھانہ بھون نہین جاسکا نہ معالجہ ابھی ختم ہوا اسی وجہ سے آنعزیز کا خط مجھکو دیر مین ملا جس سے خوشی اور رنج دونون قلب مین مجتمع ہوگئے اللہ تعالیٰ زندہ بچے کی عمر کرین اور اسکو صاحب نصیب وعلم فرماوین۔ اسمین کوئی شبہ نہین کہ تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ مین زمین وآسمان کا فرق ہے ماہر فن سے اگر غلطی بھی ہوجاوے تو تاسف کم ہوتا ہے بخلاف غیر ماہر کے کہ حسرت زیادہ ہوتی ہے۔ جس خیال کو آن عزیز نے حل کرنا چاہا ہے اُس کے متعلق اختصار کے ساتھ لکھتا ہون تین چیزین الگ الگ ہین۔ علم - ارادہ - مرضی - علم الٰہی کا تعلق سب سے وسیع تر ہے یعنی موجودات ومعدومات سب احاطۂ علمی کے اندر داخل ہین خواہ حسن ہو یا قبیح اور اس سے ذات پاک مین کوئی الزام نہین آسکتا اور سب سے کم وسعت مرضی یعنی رضا اور خوشنودی کو ہے کہ صرف امور حسنہ سے متعلق ہے شر اور قبیح سے اُس کا کوئی تعلق نہین جسکا حاصل یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ امور حسنہ سے راضی اور خوش ہین اور امور قبیحہ سے راضی نہین بلکہ ناخوش ہین کیونکہ اگر ایسا نہو تو ذات پاک مین نعوذ باللہ دھبہ لگتا ہے کہ معاذ اللہ بُری باتون کو پسند فرماتے ہین اور تعلق رضا کا صرف ان

امور حسنہ سے ہے جو باختیار عبد ہوں جیسے نماز و روزہ و طاعات و اخلاق حمیدہ و عقائد صحیحہ ان کو امور
شرعیہ بھی کہتے ہیں اور انبیا علیہم السلام اسی مسئلہ کی تعلیم کے لیے تشریف لائے کہ اللہ تعالیٰ کن امور
سے خوش ہیں اور کن امور سے ناخوش اب رہگیا ارادہ جس کی حقیقت یہ ہے ترجیح احد المقدورین
یعنی دو چیزیں جو قدرت کے اعتبار سے یکساں تھیں ان میں سے ایک کو پیدا اور واقع کردینا سو یہ
باعتبار وسعت و عدم وسعت کے بین بین ہے یعنی اسمیں نہ علم کی سی وسعت اور نہ رضا کی سی تنگی
بلکہ وسعت میں علم سے کم ہے اور رضا سے زیادہ یعنی علم عام تھا موجودات و معدومات کو اور یہ خاص ہی
موجودات کے ساتھ اور موجودات میں سے بھی وہ امر جو ممکن ہو کیونکہ جو ممکن نہ ہوگا اس کے ساتھ قدرت
کا تعلق نہ ہوگا اور جو ممکن ہو مگر موجود نہ ہو تو اس کے ساتھ ترجیح کا تعلق نہ ہوگا اور ارادہ کی ماہیت
تھی ترجیح احد المقدورین اس لیے اسمیں امکان اور وجود دونوں کی ضرورت ہوئی تو یہ علم سے تو
تنگ ہوا اور رضا سے اسکی وسعت اس لیے زیادہ ہے کہ رضا صرف امور حسنہ اختیاریہ عبد کے ساتھ
متعلق تھی اور ارادہ امور اختیاریہ عبد و غیر اختیاریہ و امور حسنہ و امور قبیحہ سب کو شامل ہے کیونکہ اوپر
جو ماہیت اس کی بیان کی گئی ہے اسکا حاصل صرف اسقدر ہے کہ ارادہ کیا چیز ہے دو چیزیں جو خدا کی
قدرت میں برابر تھیں مثلاً زید کا زندہ رکھنا زید کا مارنا انمیں سے ایک کو اپنی قدرت سے واقع کردیا
یعنی یا حیات زید کو پیدا کردیا یا موت زید کر پیدا کردیا۔ سو چونکہ عقلاً و نقلاً ثابت ہے کہ خالق ہر شئے کا اللہ
تعالیٰ ہے اس لیے یہ ماننا پڑیگا کہ تمام امور ان کے ارادہ سے پیدا ہوتے ہیں جیسا تفسیر مذکور ارادہ کی
اسپر دلالت کررہی ہے۔ پس خلاصہ یہ ٹھہرا کہ علم تو اللہ تعالیٰ کو سب چیزوں کا ہے خواہ موجود ہوں یا
معدوم پھر جن چیزوں کی ایجاد و اعدام پر برابر قدرت ہے ان میں سے ایک کو خواہ ایجاد کو یا اعدام
کو اپنے ارادہ سے ترجیح دیدیتے ہیں اسی کے موافق وہ واقع ہو جاتا ہے خواہ اچھا ہو یا برا کیونکہ یہ
اچھا برا ہمارے اعتبار سے ہے اور چونکہ اسمیں بہت سی پوشیدہ مصلحتیں اور حکمتیں ہوتی ہیں جنتک
ہماری رسائی نہیں ہوسکتی اس اعتبار سے بالکل بری کوئی چیز نہیں پھر ان ممکنات میں سے جو امور
باختیار عبد ہیں اور پھر انمیں سے جو امور حسن ہیں ان کے ساتھ اپنی رضا کو متعلق فرمادیتے ہیں۔ پس
یہی قصہ جو واقع ہوا یہ یقینی بات ہے کہ علم خداوندی اس کے ساتھ متعلق تھا اور یہ بھی یقینی ہے کہ اللہ
تعالیٰ کی قدرت سے یہ امر واقع ہوا اور یہ بھی یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی اختیاری بے احتیاطی کو پسند

نہین فرماتے پس یہ کہنا کہ مرضی الٰہی یون ہی تھی اگر مرضی بمعنے ارادہ ہے جیسا کہ کم علمون کا محاورہ ہے
تو گویہ لفظ بے موقع ہے مگر مراد صحیح ہے کیونکہ بدون ارادہ خداوندی کوئی چیز عالم مین واقع نہین ہوسکتی
ورنہ اُس کے معنے یہ ٹھہرین گے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے جیسا اس تفسیر مذکور سے
واضح ہوچکا ہے۔ اور اگر مرضی بمعنے رضا وخوشنودی ہے تو سراسر غلط اور باطل ہے۔ امید ہے کہ آنعزیز
اس تقریر کو ذرا غوض سے پڑھین گے اور بہتر ہو کہ دو تین بار پڑھین تو شبہ حل ہوجاویگا اور اپنے
خیال اور تسلی دینے والون کے خیال کا اختلاف بخوبی فیصل ہوجاویگا۔ مین نے بفضلہ تعالےٰ اس
نازک مسئلہ کو بہت سہولت سے تحریر کردیا ہے۔ وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء فقط۔

سوال۔ اندنون ایک فتویٰ دیکھنے مین آیا۔ خلاصہ فتوی کا یہ ہے سانڈ جو ہندو چھوڑتے ہین اگر مالک
اوسکا معلوم ہو اور وہ جانور جو گنگا کو چڑھاتے ہین یا وہ غلہ جو بتون اور قبرون پر چڑھاتے ہین سب
حلال اور درست ہین البتہ یہ فعل ناجائز ہے دلیل اُسکی یہ ہے کہ ما اھل بہ لغیر اللہ سے مراد ما ذبح لغیر اللہ ہے جیسا کہ
تفسیر جلالین وجمل وبیضاوی وجامع البیان ومدارک وتفسیر کبیر وفتح الرحمن وغیرہا مین مذکور ہے پس
جو شئے قابل ذبح نہ ہو جیسے شیرینی وغلہ وغیرہ وہ مَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ کے فرد مین داخل نہین اور جو
جانور اب تک ذبح نہین کیا گیا اور فقط کسی بُت یا قبر پر چڑھا دیا گیا وہ بھی اُسکے فرد مین نہین ہوسکتا
فقط چڑھا دینے سے کسی شئے مین ہرگز حرمت نہین پیدا ہوسکتی یہ خلاف نص قرآن ہے۔ خدا تعالےٰ نے
سائبہ بحیرہ کے باب مین باربار ارشاد فرمایا ہے۔۔ ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب
واکثرھم لا یعقلون۔ پس سانڈ وغیرہ کو حرام کہنا افتراء علی اللہ ہے چونکہ سائبہ کی حلت نص قرآنی
سے ثابت ہے لہذا سانڈ اور قبرون اور بتون پر چڑھائی شیرینی وغیرہ بلاشبہ حلال ودرست ہے انتہے
ملخصاً۔ مین امور ذیل کا جواب چاہتا ہون (۱) اکثر مفسرین ما اھل کے معنے ما ذبح کے لکھتے ہین
حالانکہ لغت اور عرف عرب مین اہلال کے معنے شہرت دینے اور آواز دینے کے ہین۔ چنانچہ مولانا شاہ
عبدالعزیز صاحب نے بھی تفسیر عزیزی مین اُسکو لکھا ہے مفسرین کے کلام کی عمدہ توجیہ کیا ہوگی۔
(۲) اگر اہلال کے معنے ما ذبح کے درست ہون تو غلہ اور شیرینی قبرون اور بتون پر چڑھائی ہوئی کس دلیل
سے حرام ہوگی اور اگر اہلال کے معنے محض شہرہ دینا ہو تو غلہ اور شیرینی اور جانور قبل ذبح سب حرام
ثابت ہونگے حالانکہ فقہاء جانور کو قبل ذبح حرام نہین کہتے بلکہ فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محض بنیت بدسے

جانور مین حرمتہ ساری نہین ہوتی بلکہ بعد ذبح کے اُس نیت کا ثمرہ ظاہر ہوتا ہے مثلاً شیخ سدو کا بکرا اگر دوسرا شخص ناذر سے خرید کر ذبح کرے تو شرعاً درست ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محض نیت بد سے جانور مین حرمت سرایت نہین کرتی۔

(۳) مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ محض نیت بد سے شیرینی اور جانور مین حرمتہ سرایت کر جاتی ہے اگر بعد تبدیل نیت کے اوس جانور کو ذبح کرے تو درست ہو جاتا ہے اگر واقعی یہ بات صحیح ہے تو کیا وجہ شیرینی بت اور قبر پر چڑہائی ہوئی تبدل نیت سے پاک نہین ہوتی۔

(۴) اگر کسی شخص نے قبر یا بُت پر شیرینی اور مرغ چڑہا کر مجاور کو ہبہ کر دیا اور دوسرے شخص نے مجاور سے اوس شیرینی اور مرغ کو خرید لیا تو مشتری کے لیے درست ہین یا نہین۔

الجواب ۔جب اہلال کے معنے لغتہ رفع صوت کے ہین تو ما اہل بہ لغیر اللہ عام ہوا حیوان مذبوح علے اسم غیر اللہ اور حیوان متقرب بہ لغیر اللہ مذبوح علی اسم اللہ اور غیر حیوان مثل غلہ و شیرینی وغیرہ سب اشیاء کو کیونکہ اعتبار عموم الفاظ کا ہے نہ خصوص مورد کا اور فقہاء کا اس عموم کو معتبر سمجھنا اور خود بعض مفسرین کا اس عموم کے ساتھ تصریح کر دینا موید ہے معنے عموم مذکور کا رہا بعض مفسرین کا ماذبح علے اسم غیر اللہ کے ساتھ تفسیر کرنا عموم مذکور کو مضر نہین کیونکہ ممکن ہے کہ یہ تخصیص محض جریاً علے العادۃ ہو اور اہل جاہلیت مین تحقق ما اہل لغیر اللہ کا ضمن مین مذبوح علے اسم اللہ متقرب بہ الی غیر اللہ سے ساکت ہے اور دوسرون کی تصریح عموم کے ساتھ ناطق و الناطق مقدم علی الساکت یا مقصود ان مفسرین کا اس تفسیر سے یہ ہو کہ اگر ذبح کے قبل نیت درست کر کے ذبح کرے تو جائز ہے حرام اوسوقت ہے جب ذبح کے وقت تک بھی وہی نیت فاسد ہو پس معنے ذبح علی اسم غیر اللہ کے یہ ہونگے ذبح باقیا الی وقت الذبح علے اسم غیر اللہ باعتبار النیۃ وان ذبح علے اسم اللہ کذا سمعت بعض الاذکیاء اور چونکہ علت حرمت کی اہلال بغیر اللہ ہے تو جب یہ عارض مرتفع ہو جاویگا حرمتہ بھی مرتفع ہو جاوے گی او میں حیوان مین قبل ذبح اور غیر حیوان مین ابداً اس عارض کا مرتفع ہونا ممکن ہے اور حیوان مین ذبح کے بعد اس عارض کا ارتفاع ممکن نہین لتقررہ و انتہائہ بالذبح اسلیے توبہ کرنے سے غیر حیوان اور اسیطرح حیوان اگر قبل الذبح مخل حلت کو ہے اور بعد الذبح نہین البتہ غیر حیوان مین بھی اگر وہ عارض متقرر ہو جاوے تو حرمتہ متقرر ہو جاویگی مثلاً نیت فاسدہ پر اسمین کوئی تصرف کیا گیا جس سے وہ نیت نافذ اور متقرر

ہو جیسے کسیکو ہبہ کردیا مگر چونکہ اس تصرف کا فسخ ممکن ہے بعودہ فی الہبتہ مثلاً جب فسخ کردیگا۔ وہ
عارض مرتفع ہوجاویگا پھر حلت عود کر آویگی بخلاف ذبح کے کہ اوسمین فسخ نہین کما لایخفے اس تقریر
مختصر سے سب سوالات کا جواب نکل آیا چنانچہ مختصراً اشارہ کیا جاتا ہے۔

(۱) توجیہہ کلام مفسرین کی گذر گئی فی قولہ ممکن ہے کہ یہ تخصیص الے قولہ بعض الاذکیاء۔

(۲) اہلال کے معنے محض شہرت دینے اور نامزد کرنے کے ہین اور حرمتہ عام ہے مگر چونکہ حیوان مین قبل
ذبح وہ عارض مرتفع ہو سکتا ہے لہذا اوس کے ارتفاع سے حرمتہ مرتفع ہوجاوے گی کما مر فی قولہ اور
چونکہ علت حرمتہ کی الے قولہ اور بعد الذبح نہین۔

(۳) چونکہ اسمین تقرر اوس علتہ حرمتہ کا ہوگیا ہے اس لیے پاک نہین ہوتی کما مر فی قولہ۔ البتہ غیر حیوان
مین بھی الے قولہ ہبہ کردیا۔

(۴) درست نہین لتقرر علتہ الحرمتہ کما ذکرت آنفا۔ البتہ اگر یہ چیزین پھر اصل مالک کو واپس کردی جاوینگی
اور وہ توبہ کرے اب حلال ہے کما مر فی قولہ مگر چونکہ اس تصرف کا فسخ الے قولہ کما لایخفی واللہ اعلم۔

ف۔ بعض آیات مین جو تحریم سائبہ پر رد کیا گیا ہے اس سے مراد وہ تحریم ہے جسکو اہل جاہلیت عبادت
سمجھتے تھے یا مراد تحریم سے فعل مایوجب الحرمتہ من الاہلال لغیر اللہ ہے کما فی قولہ تعالیٰ لم تحرم ما احل اللہ
لک فافہم۔

ف۔ ویدل قولہ تعالیٰ وما ذبح علی النصب بعد قولہ تعالیٰ وما اہل لغیر اللہ بہ فی سورۃ المائدۃ علی کون
محض النیتہ الشرکیتہ موثرۃ فی الحرمتہ وان لم یتحقق الاہلال باللسان کما ہو ظاہر فکیف اذا اجتمعا فتدبر ۲ صفر
سنہ ۱۳۲۱ ہجری یوم الاربعاء۔

سوال۔ طریق اربعین یعنی چلہ مین حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ ضیاء القلوب صفحہ ۵۵ مین
تحریر فرماتے ہین استعانت و استمداد از ارواح مشائخ طریقت بواسطہ مرشد خود کردہ الخ استعانت و
استمداد کے الفاظ ذرا کھٹکتے ہین غیر اللہ سے استعانت و استمداد بطریق جائز کس طرح کرتے ہین خالی
الذہن ہونے کی تاویل و توجیہ بالکل جی کو نہین لگتی ایسی بات ارشاد ہو جس سے قلب کو تشویش نرہے

الجواب۔ جو استعانت و استمداد بالمخلوق باعتقاد علم و قدرت مستقل مستمد منہ ہو شرک ہے اور جو باعتقاد
علم و قدرۃ غیر مستقل ہو مگر وہ علم و قدرۃ کسی دلیل صحیح سے ثابت نہو معصیت ہے اور جو باعتقاد علم و قدرت

غیر مستقل ہو اور وہ علم وقدرۃ کسی دلیل سے ثابت ہو جائز ہے خواہ وہ مستمد منہ حی ہو یا میت - اور جو
استمداد بلا اعتقاد علم وقدرۃ ہو نہ مستقل نہ غیر مستقل پس اگر طریق استمداد مفید ہو تب بھی جائز ہے جیسے
استمداد بالنار والماء والواقعات التاریخیہ ورنہ لغو ہے یہ کل پانچ قسمیں ہین پس استمداد ارواح مشائخ
سے صاحب کشف الارواح کے لیے قسم ثالث ہو اور غیر صاحب کشف کے لیے محض اُن حضرات کے
تصور اور تذکرے قسم رابع ہے کیونکہ اچھے لوگون کے خیال کرنے سے اونکو اتباع کی ہمت ہوتی ہو اور
طریق مفید بھی ہے اور غیر صاحب کشف کے لیے قسم خامس ہے - ۱۸ - ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ

سوال - چونکہ بودن امر خارق معجزہ یا کرامت موقوف بصلاح شد وصلاح عبارتست از متابعت شریعت
ومتابعت حکم الٰہی پس معلوم کردن صلاح ولے گو آسانست اگر متابعت کتاب الٰہی وفرمودہ رسول علیہ السلام
میکنند خوب ورنہ صالح نخواہد شد اما معلوم کردن صلاح رسول مشکل ست چراکہ آن معلوم میشود بمتابعت
شریعت وکتاب الٰہی وحضرت ما سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مثلاً دین وکتاب سابق را منسوخ میگویند
وآنکہ خود او صلی اللہ علیہ وسلم بیان میفرمایند موقوفست بر سول بودن او وآن بصلاح پس دور خواہد آمد
پس بنابرین ہر پیغمبر را ضرور شد کہ متابعت شریعت سابق کردہ باشد خلاف آن نور زد دیگر آنکہ برین تقدیر
اثبات رسالت سرور عالم سردار قافلہ انبیاء لابدی شد از تصدیق کامل کامل علماء دین سابق واہل کتاب
آن باینطور کہ بگویند کہ بیشک عمل او خوب موافق شریعت ست خلاف حکم اللہ ورسول نمی ورزد تا کہ خرق
عادات از کرامت شمردہ شود بعد از صلاح دعوی پیغمبری کند ومعجزہ بنماید قابل تسلیم خواہد بود درین صورۃ
دو خرابی می آید یک آنکہ حضرت سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم در اثبات رسالت خود محتاج ایشان میشود
پس لازم می شود فضیلت ایشان بر حضرت واین باطل است دیگر آنکہ این یافتہ ہم نشدہ اگرچہ بعض
اہل کتاب مثلاً عبداللہ بن سلام تسلیم کردہ اند لیکن بعض کبار ایشان انکار ہم کردہ اند چنانچہ در بخاری شریف
کتاب المغازی حدیث ست کہ اگر ایمان بیاوردی بر ما ہفت کس یہود پس ایمان بیاوردند ہمہ یہود
شارحین میگویند کہ این ہفت کس علماء ایشان بودند دیگر ہمہ یہود اتباع ومقلدین ایشان را بودند پس
اگر ایشان قبول ایمان میکردندے پس ضرور ایشان ہم منور بایمان میشدندے چونکہ اینچنین علماء
کلان ایشان انکار کردند ہمچنین علماء نصاریٰ انکار کردہ باشند پس چہ طور منکر آن زمانہ را الزام دادہ شود
وچونکہ ثابت آن کہ اختلاف طور ثابت خواہد شد پس ایمان آوردن بر وچہ طور واجب خواہد شد واینکہ فرقہ

منکرین در کتاب تحریف و تبدیل میکردند در صفت حضرت و علامات وی صلی اللہ علیہ وسلم در توراۃ و انجیل مسطور بود انہم مجروم و قطعی میشود گا ہیکہ ثابت بودن او فرمودۂ الٰہی و آن گاہے ثابت میشود کہ رسول خبر دہد چونکہ رسول را رسول بودن ہنوز موقوفست پس خبر او چہ طور مثبت علم یقینی میشود حاصل آنکہ حضرت دعوی پیغمبری کردہ چونکہ رجوع بعلماے زمانہ کردند دو فرقہ یافتند بعضے تسلیم کردہ مشرف بہ ایمان شدند و دیگرے انکار کردہ بچاہ ضلالت در افتادند امایکے را حق شمردن دیگرے را ضلالت شمردن بحکم معلوم می شود چراکہ محض فرمودہ حضرت ما صلی اللہ علیہ وسلم دریجا در بابت اثبات رسالت کار نمیدہد و معجزہ بغیر مسلاح معجزہ نمیشود۔ فقط

الجواب۔ نبوۃ حضرات انبیاء علیہم السلام امر عقلیست محتاج دلیل نقلی نیست و برین امر عقلی دلیل انی صدور معجزات ست کہ مقترن باشد بدعوی نبوت و غرض خاص از اظہارش اثبات نبوۃ باشد و بدان معجزہ تحدی نماید و از اہل باطل گاہی باینطور صدور خوارق بظہور نیامدہ کہ در سنت اللہ ممتنع عادیست و از لوازم عادیہ صدور معجزات پیدا شدن علم ضروریست بہ صدق مصدر آن در ذہن ناظر و بہذا انحل جمیع الاشکالات فتدبر واللہ اعلم ۱۲۔ جمادی الاخری سنہ ۱۳۲۱ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

سوال۔ تذکرۃ الشہادتین مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی مین عبارۃ مندرجہ ذیل لکھی ہے اسکا جواب ارقام فرماوین صفحہ نمبر ۱۲ "مگر اسمین شک نہین کہ اس وعظ صدیقی کے بعد کل صحابہ اسبات پر متفق ہو گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے جتنے نبی تھے سب مر چکے ہین"؟

الجواب۔ اس اجماع کا کہین پتہ نہین محض دعوے بلا دلیل ہے مقصود وعظ صدیقی کا یہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کوئی امر عجیب نہین کیونکہ آپ سے پہلے سب انبیاء و رسل دنیا سے جا چلے خواہ وفات سے خواہ دوسرے طریق سے بہرحال دنیا مین کوئی نہین رہا پھر اگر آپ بھی نہ رہین تو کیا تعجب ہے رہا یہ کہ آپکا نہ رہنا کس طریق سے ہے سو چونکہ موت ایک امر محسوس ہے اور آپ مین اوسکے سب آثار مشاہدہ کیے گئے لا محالہ اس طریق کی تعیین ہو گئی کہ وفات ہے بخلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کہ انمین یہ آثار مشاہدہ نہین کیے گئے بلکہ برخلاف اسکے انکا مرفوع الی السماء ہونا منصوص قرآنی ہے انمین غیر طریقہ ذہاب من الدنیا کا متعین ہو گیا پس دنیا سے جانا امر مشترک تھا اور طریق مختلف اور اجماع اسی امر مشترک پر تھا جو اوس وقت مقصود تھا نہ کہ وفات عیسیٰ پر اور یہ بالکل ظاہر ہے۔ ۲۶۔ شوال سنہ ۱۳۲۱ھ

تذنیب قادیانی متعلقہ وفات مسیح

سوال عبارۃ تذکرۃ الشہادتین ''صـ۲۲ قرآن شریف اور احادیث مین لکھا ہے کہ اوسکے زمانہ'' مین ایک نئی سواری پیدا ہوگی جو آگ سے چلیگی اور اونٹ بیکار ہوجائینگے''؟

الجواب - اس مضمون کی تصریح کہان ہے جس سے اونٹون کے بیکار ہونے کو مستنبط کیا گیا ہے اسکی کوئی دلیل نہین ہے نہ اونٹون کے بیکار ہونے کے معنے اسمین منحصر ہین ۲۶ - شوال ۱۳۲۱ھ

سوال عبارۃ تذکرۃ الشہادتین صـ۳۴ و ۳۵ '' یہ سولہ مشابہتین ہین جو مجھ مین اور مسیح مین ہین'' دس ہزار برس کے قریب یا اس سے زیادہ لوگون نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب '' مین دیکھا اور آپنے میری تصدیق کی اور اس ملک مین جو بعض نامی اہل کشف تھے جنکا تین تین چار '' چار لاکھ مرید تھا ان کو خواب مین دکھلایا گیا کہ یہ انسان خدا کی طرف سے ہے انتہیٰ'' یہ مسلم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ مبارک کوئی نہین بن سکتا خواب مین بھی اسلیے اسکا جواب بعد غور عنایت فرماوین

الجواب ایسی مشابہتین کھینچ تانکر ہر شخص اپنے اندر بتلا سکتا ہے علاوہ اسکے اسپر کوئی دلیل عقلی نقلی قائم نہین ہے کہ دو چیزین اگر بعض صفات مین ایکدوسرے کی مشابہ ہون تو بقیہ صفات مین بھی اونکا اشتراک ضروری ہو یہ محض مغالطہ ہے جسکی مثال منطقیون نے یہ لکھی ہے کما یقال لصورۃ الفرس علی الجدار ہذا فرس وکل فرس صہال فہذا صہال! اسپر تمام ادلہ قطعیہ و اجماع متفق ہین کہ کشف ومنام گو لاکھون آدمیون کا ہو دلائل شرعیہ کتاب وسنت واجماع وقیاس پر تعارض کیوقت راجح نہین اگر انمین تعارض ہوگا تو اگر مدعی غیر ثقہ ہے تو اوسکو کاذب ومفتری کہینگے اور اگر صالح ہے تو اشتباہ والتباس کے قائل ہونگے جیسا کسی نے خواب مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا اشرب الخمر علماء مصر نے بالاتفاق یہ کہا تھا کہ اس کو شبہ ہوگیا ہے آپنے کچھ اور فرمایا ہوگا اور اسکا تعجب کیا ہی جب بیداری مین ایسے اشتباہات احیاناً واقع ہوجاتے ہین تو خواب کا کیا تعجب بالخصوص جبکہ خواب دیکھنے والا متہم ہو کسی عقیدہ فاسدہ کے ساتھ تو اوسکا کذب یا اشتباہ دونون غیر بعید ہین اس تقریر سے سب منامات ومکاشفات کا جواب ہوگیا اور بعض علماء کا یہ بھی قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا حق اوسوقت ہوتا ہے جب آپکو اصلی حلیہ مین دیکھے تو اس شرط پر دائرہ جواب کا اور وسیع ہوگا علاوہ اسکے علماء باطن نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک برزخ مین مثل آئینہ کے ہے کہ بعض اوقات دیکھنے والے خود اپنے حالات وخیالات کا آپ کے

اندر مشاہدہ کرلیتے ہین بہر حال اتنے احتمالات کے ہوتے ہوئے دلائل شرعیہ صحیحہ کو چھوڑنا کیسے ممکن ہے
۲۴ - شوال ۱۳۲۱ھ

سوال اس مسئلہ کی تحقیق تحریر فرمادین وہ یہ کہ بعض کتب مین ندار غیر اللہ کے متعلق یہ تحریر موجود ہے کہ اگر تصفیہ باطن سے منادی کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد تصفیہ باطن اولیاء اللہ کو پکار سکتا ہے جو لوگ اولیاء اللہ سے غائبانہ مدد طلب کرتے ہین وہ یہ کہتے ہین کہ مثنوی شریف مین مولنا علیہ الرحمۃ فرماتے ہین ؎ بانگ مظلومان زہر جا بشنوند ۔ سوئے او چون رحمت حق میدوند ۔ مصائب کے وقت اولیاء اللہ سے مدد مانگنا اور پھر اُسکی طرف اُن حضرات کا توجہ فرمانا اس سے ثابت ہے اور یہ دلیل کافی ہے اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ اولیاء اللہ مین سے دو بزرگ جناب تصرف مین کارخانہ اس عالم کا حق سبحانہ وتعالی نے اُن کے متعلق کیا ہے وہ مدد کیا کرتے ہین اور انتظام فرمایا کرتے ہین اس خادم کو نام مبارک یاد نہین رہا مگر غالباً ایک بزرگ حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہین دوسرے بزرگ کا نام یاد نہین ہے اس کے متعلق جو تحقیق ہو حضور اُس سے مطلع فرمادین بسا اوقات خلجان رہا کرتا ہے کہ آیا دور سے سنتے ہین یا نہین اور مدد فرماتے ہین یا نہین اہل تحقیق صوفیہ کرام کا کیا مذہب ہے اور حقیقت مین یہ معاملہ کیا ہے ۔

الجواب صرف تصفیہ کو تو کافی نہین لکھا بلکہ تصفیہ باطن کے بعد مشاہدہ منادی کو شرط کہا ہے سو مشاہدہ کے بعد جواز ہوا لیکن اس سے ندار متعارف مین کوئی گنجائش نہ نکلی رہا مولنا کا شعر یہ قضیہ بوجہ موجود نہونے کسی حرف استغراق وکلیت کے اور کافی نہونے صیغہ جمع کے مہملہ ہے جو قوت مین جزئیہ کے ہے جس کا تحقق بدلالت دوسرے ادلہ کے باعتبار بعض ازمنہ غیر معینہ کے ہوتا ہے یعنی کبھی بطور خرق عادت کے ایسا بھی ہوجاتا ہے اور خرق عادت مین دوام اور اختیار ضروری نہین بلکہ نفی ان کی اکثری ہے پھر ندار متنازع فیہ سے اس کو کیا مس ہوا اور جن بزرگون کی نسبت سنا ہے اگر بطور دوام کے مراد ہے تو یہ سنا ہوا محض غلط ہے اس پر کوئی دلیل قائم نہین اور اگر احیاناً ہے تو مستدلین حال کو مفید نہین صوفیہ کرام کا وہی مذہب ہے جو شریعت سے ثابت ہے ۔ فقط ۔ ۸ ۔ جمادی الاول ۱۳۲۲ھ

سوال نیا اس آیت قرآنی سے ثبوت وفات حضرت مسیح کا دیتا ہے اس کا کیا جواب ہے ۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وہم یخلقون ۔ اموات غیر احیاء وما یشعرون ۔ ایان یبعثون ۔ آجکل

روئے زمین پر سب سے بڑھکر مسیح کی پرستش ہو رہی ہے اور معبود قرار دیا گیا ہے خود لقد کفر الذین قالوا
ان اللہ ہو المسیح ابن مریم سے بھی ثابت ہوتا ہے اللہ تعالی اسکی نسبت فرماتا ہے مردے ہین زندہ
نہین اموات پھر غیر احیاء ڈبل تاکید یہ آیت صرف بتون کے حق مین نہین ہو سکتی۔ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت عام تھی کوئی قرینہ اسپر دال نہین ہم تکلیفون سے بھی یہی نتیجہ نکل سکتا ہے
کیونکہ مسیح علیہ السلام پیدا کیے گئے ہین ایان یبعثون پر غور رہے ہو بقول شخصے کہ یہ ایسے معبودون کے
متعلق ہے جو قبر مین مدفون ہین چونکہ یہ آیت ہے اسکا جواب آیات قرآنی سے دیا جاتا ہے تبیانا لکل شئی
پر بھی نظر کرتے ہوئے کسی تفسیر کا حوالہ دینے کے بجائے قرآن کی تفسیر قرآن ہی سے کرنا بہتر ہے جواب
مین کسی فرقہ کے بزرگ کو برا نہ کہا جاوے جو کچھ لکھین انصاف سے تعصب کا مطلقاً دخل نہو رائے
آزادانہ ہو تقلید کی زنجیرون مین جکڑی ہوئی نہو ہر لفظ پر محققانہ بحث ہو تمام ممکن الوقوع سوالون کو
پیش نظر رکھا جاوے۔

الجواب اگر اس مین بت مراد ہون اور الوہیت مسیح کی دوسری آیت سے باطل ہو تو عموم رسالت
کے کیا خلاف ہوا۔ ۲۴ - رجب ۱۳۲۲ھ

سوال خادم کا عقیدہ یہ ہے کہ درود شریف کو فرشتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچاتے ہین
اس بنا پر الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اگر پڑھا جاوے تو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ فرشتے پہونچاوینگے
خود سماع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا واسطہ نہین ہوتا مگر استاذی مولانا مولوی .... صاحب
مدظلہ چند روز ہوئے آرہ تشریف لے گئے تھے ایک بزرگ نے ایک کتاب ابن قیم جوزی کی جس کا نام
جلاء الافہام فی الصلوۃ والسلام علی خیر الانام ہے دیکھنے کو دی اُس مین یہ حدیث موجود ہے جس کو
مولٰنا نے نقل فرمایا ہے۔ حدثنا یحیی بن ایوب العلاف حدثنا سعید بن ابی مریم حدثنا یحیی بن ایوب عن
خالد بن زید عن سعید بن ہلال عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا الصلوۃ علی
یوم الجمعۃ فانہ یوم مشہود تشہدہ الملئکۃ لیس من عبد یصلی علی الابلغنی صوتہ حیث کان قلنا و بعد مماتک

جواب استدلال بروایتی در باب سماع نبوی درود بلا واسطہ

(۱) شاید یہ معنے کہدیجیگا کہ بت نہین جانتے کہ مردے کب اٹھائے جاوینگے پھر بھی اعتراض باقی رہتا ہے
نیز یہ کہ مسیح چونکہ بعد نزول کے فوت ہو جاوینگے اس لیے اموات کہدیا صیغہ خبر مین استقبال کہان
اور دلیل پہلے اور مدلول کا وقوع بعد مین کیا معنے ۱۲ سائل

قال وبعد وفاتی ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء اس حدیث مین کوئی کلام بھی نہین کیا کہ ضعیف ہے یا موضوع اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کی آواز کو سماع فرماتے ہین بلا واسطہ ملائکہ اس کے معنے بیان فرماوین تاکہ تردد رفع ہو یا ایسا ہی عقیدہ رکھنا چاہیے آنحضور کا کیا ارشاد ہے۔

الجواب۔ اس سند مین ایک راوی یحییٰ بن ایوب بلا نسب مذکور ہین جو کئی راویون کا نام ہے جنمین سے ایک غافقی ہین جنکے باب مین ربما اخطأ لکھا ہے یہان احتمال ہے کہ وہ ہون دوسرے ایک راوی خالد بن زید ہین یہ بھی غیر منسوب ہین اس نام کے رواۃ مین سے ایک کی عادت ارسال کی ہے اور یہان عنعنہ سے ہے جسمین راوی کے متروک ہونے کا اور اس متروک کے غیر ثقہ ہونے کا احتمال ہے تیسرے ایک راوی سعید بن ابی ہلال ہین جنکو ابن حزم نے ضعیف اور امام احمد نے مختلط کہا ہے وہذا کلہ من التقریب۔ پھر کئی جگہ اسمین عنعنہ ہے جس کے حکم بالاتصال کے لیے ثبوت تلاقی کی حاجت ہے۔ یہ تو مختصر کلام ہے سند مین باقی رہا متن سو اولا معارض ہے دوسری احادیث صحیحہ کے ساتھ چنانچہ مشکوٰۃ مین نسائی اور دارمی سے بروایت ابن مسعودؓ یہ حدیث ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ ملٰئکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام اور یہی حدیث حصن حصین مین بحوالہ مستدرک حاکم وابن حبان بھی مذکور ہے اور نیز مشکوٰۃ مین بیہقی سے بروایت ابوہریرہؓ حدیث ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا بلغتہ اور نسائی کی کتاب الجمعہ مین بروایت اوس بن اوس یہ حدیث مرفوع ہے فان صلوٰتکم معروضۃ علی الحدیث یہ سب حدیثین صریح ہین عدم السماع عن بعید مین اور ظاہر ہے کہ جلاء الافہام ان کتب کی برابر قوت مین نہین ہو سکتی لہذا اقوی کو ترجیح ہوگی ثالثاً لفظ بلغنی صوتہ محتمل تاویل ناشی عن دلیل کو ہے واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال اور وہ دلیل جو منشا تاویل کا ہے دوسری احادیث مذکورہ ہین پس بضرورت جمع بین الاحادیث اس لفظ کی یہ توجیہ ہوگی کہ صوت سے مراد جملہ صلوٰتیہ ہے کیونکہ کلام اور کلمہ قسم ہے لفظ کی اور وہ قسم ہے صوت کی پس درود شریف بھی ایک صوت ہے اور بلاغ عام ہے بلاغ بالواسطہ وبلاواسطہ کو اور بقرینہ دوسری احادیث کے بلاغ بالواسطہ متعین ہے پس معنے بلغنی صوتہ کے یہ ہونگے بلغنی صلوٰتہ بواسطۃ الملائکۃ رابعاً اگر حدیث کے ضعف سند اور متن کے معارض ومحتمل تاویل ہونے سے قطع نظر

کرلیجاوے اور کل ازمنہ و امکنہ و احوال اور جمیع مصلیین مین عام لیا جاوے تب بھی اہل حق کے کسی دعوے مقصودہ کو مضر نہین اور نہ اُن کے غیر کے کسی دعوے مقصودہ کو مفید۔ اگر اس اجمال پر قناعت نہ ہو تو اُس ضرر یا نفع کو متعین کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ جواب مین بھی تفصیل ہوگی واللہ اعلم۔ بعد تحریر جواب ہذا بلا توسط فکر قلب پر وارد ہوا کہ اصل حدیث مین صوتہ نہین ہے بلکہ صلوٰتہ ہے کاتب کی غلطی سے لام رہگیا ہے امید ہے کہ اگر نسخ متعددہ دیکھے جائین تو انشاء اللہ تعالیٰ کسی نسخہ مین ضرور اسی طرح نکل آویگا والغیب عنداللہ تعالیٰ فقط۔ ۱۶۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۲ھ

سوال۔ امکان کذب مین ایک عالم نے ایسی تقریر کی جس سے شبہ پیدا ہوگیا وہ یہ ہے کہ کلام صفت باریتعالیٰ کا قدیم ہے اور تمام صفات اُس کے کمال کے ہین اور کذب نقص و عیب ہے اس سے منزہ ہونا ضروری ہے لہذا صفت کا صفت یعنی صدق بھی قدیم ہوگا پس اُسکا خلاف ممکن نہین اور صفات پر قدرت کا تعلق نہین ہو سکتا۔ کیونکہ قدرت ممکنات پر ہے صفات قدیم ہین اور اُس کا کلام صادق ہونا ازلاً و قدماً باین وجہ ضروری ہے کہ تمام صفات اُس کی کمال کی ہین نقص اُسمین ممکن نہین لہذا کذب غیر ممکن ہے اسکا جواب شافی عطا ہو۔

الجواب امکان و امتناع کے باب مین اس تقریر کی لطافت اور حقیت مین کوئی کلام نہین مگر تمامتر متعلق کلام نفسی کے ہے سو اس مرتبہ مین صدق کے وجوب بالذات اور کذب کے امتناع بالذات مین کسیکو اختلاف نہین بلکہ بحث کلام لفظی مین ہے جبکہ وہ افعال مین سے اور مخلوق ہو جیسا ماتریدیہ کا مسلک ہے سو اُسمین یہ تقریر نہین چلتی بلکہ افعال پر بوجہ مخلوق ہونے کے قدرت ہونا ضروری ہے اور قدرت ہمیشہ ضدین کے ساتھ متعلق ہوتی ہے جس سے اُس قدرت کا تعلق مثل صدق کے اُسکی ضد کے ساتھ بھی واجب ہوگا گو بالغیر ممتنع الوقوع ہو۔ خلاصہ یہ کہ صفات مین نقص ممتنع بالذات اور افعال مین ممتنع بالغیر واللہ اعلم ۲۶۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۲ھ

سوال از ناچیز ابوالبرکات عفی عنہ۔ بعالیخدمت حضرت استاذی جناب مولنا صاحب عم فیوضکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ شرفنامہ شرف صدور ہوکر باعث شرف اندوزی ہوا امکان و امتناع کے باب مین ایک دوسرا شبہہ پیدا ہوا بفحوائے انما شفاء العی السؤال عرض کرنا مناسب سمجھا۔ جب کہ کلام لفظی دال ہے کلام نفسی پر تو گویا یہ دونون دال مدلول ہوئے یا معبر بہ و معبر عنہ چونکہ کلام نفسی ضروری الصدق ہے لہذا دال

بھی ضروری الصدق ہونا چاہیے ورنہ تغایر لازم آویگا اور معنے تغایر نہیں ہونا چاہیے ورنہ کلام لفظی کلام
اللہ نہ رہیگا کیونکہ وہی کلام ہے جس کا مدلول کلام نفسی ہے اور ہمارے فہم کے لیے اصوات وحروف کا
غلاف پہنا کر نازل فرمایا تاکہ سمجھنا آسان ہو دوسرا شبہہ یہ کہ کلام نفسی میں کذب ممتنع بالذات ہے پس
لفظ امکان کذب باری تعالے کیساتھ تعبیر صحیح نہیں ہے کیونکہ جناب باری تعالیٰ کا موصوف ہونا اس
صفت کے ساتھ غیر ممکن ہے پس سوء ادب معلوم ہوتا ہے کیونکہ ظاہری لفظ موہم اسی امر کی طرف ہے بلکہ
امکان کذب کلام لفظی کے ساتھ یا کسی دوسرے عنوان سے تعبیر کرنا چاہیے اور نیز یہ عرض ہے کہ کلام
لفظی جو مقرو باللسان ہے وہی حادث ہے یا فی نفسہ قبل از قرأت لسان انسان بھی حادث ہے۔

الجواب قولہ چونکہ کلام نفسی ضروری الصدق ہے لہذا دال بھی ضروری الصدق ہونا چاہیے۔ اقول
پھر انکار کس کو ہے لیکن ضرورت عام ہے بالذات اور بالغیر کو اگر کوئی بالغیر کا قائل ہو اور وہ غیر اوس
کلام نفسی کا ضروری الصدق ہونا ہی تو کیا محذور ہے قولہ ورنہ تغایر لازم آویگا۔ اقول دال مدلول یا معبر
ومعبر عنہ میں تغایر تو لازم ہے پھر اس کے التزام میں کیا محذور ہے گو اس کا التزام مضر نفس ضرورت صدق
کلام لفظی کو نہیں قولہ تعبیر صحیح نہیں اقول عدم صحت کی کیا دلیل جب کہ امکان مساوق مقدوریت کا
ہے اور کذب سے مرتبہ مخلوق مراد ہو البتہ سوء ادب کہنا مسلم ہونے کی قابل ہے اور دوسرا عنوان غیر موہم
بیشک مناسب ہے تاکہ عوام کو بھی وحشت نہو قولہ یا فی نفسہ قبل از قرأت لسان انسان بھی حادث ہی
اقول ہاں لسان انسان سے پہلے وہ الفاظ خاصۃ مسلک ماتریدیہ پر مخلوق ہو چکے۔ ۶۔ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ

سوال۔ (۱) ندا غیر اللہ بدون صیغہ صلوٰۃ کلام اکابر میں لاتعد ولا تحصے موجود ہے صرف ندا ہی نہیں
اس کے ساتھ استشفاء استشفاع استعانت استمداد بحوائج مختلفہ موجود ہے اس میں اور یا شیخ عبدالقادر
جیلانی شیئاً للہ یا شیخ شمس الدین ترک پانی پتی مشکلکشا حاجت روا وغیرہ وغیرہ میں کیا فرق ہے یہ فرمانا
کہ وہ ندا حالت ذوق شوق میں ہوتی ہے اور منادی کا مقصود ندا نہیں اور نہ وہ منادی کو حاضر ناظر
سمجھتا ہے سو اس قسم کا عذر یہاں بھی ہو سکتا ہے عوام کالانعام کا ذکر نہیں لیکن بہتیرے سمجھ والے
خوش عقیدہ ہیں جو اسبات کو سمجھتے ہیں کہ شیخ حاضر وناظر نہیں متصرف حقیقی نہیں کسی وجہ سے ہوان
الفاظ میں کوئی اثر وبرکت سمجھتے ہونگے مثلاً یہی صحیح کہ خود حضرت شیخ نے فرمایا ہے کہ بکہ دو رکعت نماز
بگذارد وبخواند در ہر رکعت بعد از فاتحہ سورۂ اخلاص یازدہ بار بعد ازاں درود بفرستد بہ پیغمبر صلی اللہ علیہ

تتمہ اولیٰ صفحہ ۱۳۹

واکہ وسلم بعداز سلام و بخواند آن سرور را صلی اللہ علیہ وسلم بعد ازان یازدہ گام بجانب عراق برود و نام
مرا گیرد و حاجت خود را از درگاہ خداوندی بخواہد حق تعالیٰ آن حاجت او قضا کند۔ اخبار الاخیار نام مرا
گیرد سے ندا ہی مفہوم ہوتی ہے گو تاویلات ممکن ہین اور بخواند آن سرور را صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ندا
ہی مترشح ہے پھر اس کے جواز مین ایسے شخص کے لیے جو شیخ کو حاضر ناظر متصرف حقیقی نہ جانتا ہو کیا مضائقہ
ہے اور ذوق شوق کوئی حالت سکر نہین جو مغلوب الحال ہو کر شرعاً معذور سمجھا جاوے علاوہ ازین
ابتداءً جبکہ ذوق شوق نہو اس ندا کی اجازت کیسے ہوگی اسکی بابت شفاء قلب مطلوب ہے اور
یہ بھی ارشاد ہو کہ صلوٰۃ مذکورہ مختص بحیات شیخ ہے یا موثر دوامی ہے اور اس کی اباحت مین تو کوئی
شبہ نہین ہے جانب عراق چلنے مین کیا سر ہے اگر یہ وجہ ہے کہ شاید قیامگاہ شیخ عراق ہو اور اُس
جانب چلنے سے شیخ کے ساتھ قربت و مناسبت و رغبت پیدا کرنا مقصود ہو تو اس بناء پر چاہیے کہ مختص
بحیات شیخ ہو (۲) دافع البلاء دافع القحط والوباء کاشف الکرب مشکلکشا حاجت روا وغیرہ وغیرہ الفاظ
کسی پیغمبر ولی کے نام کے ساتھ ملانا ایسے شخص کے لئے جو اُس ولی پیغمبر کو حاضر ناظر متصرف حقیقی نہ
جانتا ہو محض ذوق شوق مین کہتا ہو جائز ہے یا نہین اس قسم کے الفاظ بھی کلام اکابر مین بکثرت پائے
جاتے ہین خصوصاً کلام منظوم مین سہ اولیاء را ہست قدرت از الٰہ + تیر جستہ باز گرداند زراہ + تصرفات
کشف بلایا حل مشکلات انجاح حاجات وغیرہ خدا تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا ہے بعد الممات اگر یہ تصرفات
مسلوب مان لیے جاوین تو بطور القاب ان الفاظ کے برتنے مین کیا مضائقہ ہو سکتا ہے درحالیکہ
قائل خوش عقیدہ ہو اور اندیشہ ضرر متعدی بھی نہو۔

الجواب قال اللہ تعالیٰ لاتقولوا راعنا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقولن احدکم عبدی
وامتی ولا یقل العبد ربی رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ کذا فی المشکوٰۃ وقال صلی اللہ علیہ وسلم لا تقولوا ما شاء اللہ
وشاء فلان رواہ احمد وابوداؤد وفی روایۃ لا تقولوا ما شاء اللہ وشاء محمد رواہ فی شرح السنۃ کذا فی المشکوٰۃ
الفاظ مذکورہ ہر دو سوال بالیقین ایہام شرک مین ان الفاظ منہی عنہا فی الکتاب والسنۃ سے بدرجہا
زائد ہین خواہ نہی کا کوئی درجہ ہو اس کی تعیین مجتہد کا کام ہے لیکن ہر حال مین ناپسندیدہ ہے حضرت
شارع علیہ السلام کے نزدیک جب اخف ممنوع ہے تو اشد بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا بلکہ ممنوعیت مین اشد
ہوگا ایک وجہ اشدیت کی تو یہ ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ الفاظ منہی عنہا فی الحدیث محض محاورہ کے

طور سے بولے جاتے ہین جس مین کسی طرح معنے تعبد کے نہین ہین بخلاف الفاظ مذکورہ فی السوالین کے کہ باعتقاد برکت و تقرب الی اللہ یا الی الاولیار حسب اختلاف اعتقاد الناس پڑھے جاتے ہین جو ایک گونہ تعبد ہے اور ممنوع اور غیر مشروع ہونا ایسے الفاظ کا خواہ کسی درجہ مین ہو اول معلوم ہو چکا اور ظاہر ہے کہ امر ممنوع کو ذریعہ تعبد بنانا جسکا حاصل ہے معصیت کو طاعت سمجھنا یہ بہت زیادہ اقبح و اشنع ہے اس سے کہ ممنوع کو غیر تعبد مین استعمال کرنا کہ ثانی مین معصیت کو سبب رضا رحق تو نہین سمجھتا اور اول مین معصیت کو سبب رضائے حق سمجھا اور جب ممنوع ہونا ان کا ثابت ہو چکا تو اگر کسی ایسے شخص سے منقول ہو جس کے ساتھ حسن ظن کے ہم مامور یا ملتزم ہین تو اس نقل سے حکم شرعی مین تغییر یا دوسرون کو استدلال و استعمال نکیا جاویگا بلکہ قصاریٰ امر یہ ہوگا کہ منقول عنہ کی شان کے مناسب کچھ تاویل کرلین گے اور مقصود اُس تاویل سے اُسکی حفاظت ہوگی نہ کہ دوسرون کو مبتلا ہونے کی اجازت کیونکہ ممنوع ہونا حجت شرعیہ سے ثابت اور قول و فعل مشائخ حجت شرعیہ نہین بالخصوص نص کے مقابل اور تاویل محض ضرورت کی وجہ سے کیجاتی ہے اور ارتکاب کی خود کوئی ضرورت نہین لہذا تجویز تاویل سے تجویز ارتکاب لازم نہین اور اگر وہ تاویل ضعیف ہوگی تو دوسری تاویل مناسب ڈھونڈھینگے یہ نہ ہوگا کہ کسی تاویل کے ضعف سے بلا تاویل جائز کہدین گے رہی تقدیر ضرر متعدی کے نہونے کی سو اول تو جب ضرر لازمی ہی ثابت ہو گیا تو ضرر متعدی کا انتفا نافع نہین دوسرے یہ تقدیر ہی غیر واقعی ہے اُن اکابر کا فعل ہم تک منقول ہو کر آیا ہے ہمارا دوسرون تک جاویگا پھر ضرر متعدی کے انتفار کا دعویٰ کب ہو سکتا ہے رہ گئے تصرفات سو بر تقدیر بقار بعد الموت کے بھی اس کو مسئلہ مبحوث عنہا سے مس نہین کیونکہ اول تو امکان مستلزم وقوع نہین اور وقوع مطلق مستلزم دوام نہین دوسرے وہ تصرفات اختیاری نہین تیسرے اُن تصرفات سے متنفع ہونے کا یہ طریقہ شرعاً ماذون فیہ نہین۔ ممکن ہے کہ سلطان کسی امیر و وزیر کو کسی کام کا حکم کردے اور رعایا کو منع کردے کہ خبردار اس کام کے لیے اس سے ہرگز نہ کہنا جو کچھ کہنا ہو ہمسے کہنا غرض بقار تصرفات مستلزم اذن سوال نہین اور القاب کے طور پر تنا اوّل تو برتنے والے بالیقین اس سے متجاوز ہوتے ہین دوسرے اس کا بھی ممنوع ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہے یہ تو استدلالی کلام تھا۔ اب ذوقاً اتنا قسم کھا کر لکھتا ہون کہ جس کے قلب مین نور سنت ہوگا وہ ان الفاظ کے بولتے ہی بلکہ سنتے ہی قلب کے اندر ظلمت و کدورت پائے گا کہ بفرض اذن بھی شل تھے اور

طعام کے اس سے نفرت کرے گا واللہ اعلم نیز جو لوگ اسوقت خواص کہے جاتے ہین یقیناً اُن کا قلب مصفٰی
خفی سے ان اُمور مین خالی نہین واللہ اعلم۔ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۲؁ھ

سوال امام غزالی علیہ الرحمۃ افعال کے باب مین لکھتے ہین کہ جیسا عالم پیدا ہوا اُس سے بہتر غیر ممکن ہے کیونکہ باوجود امکان کے اگر نہ پیدا کرے تو عجز لازم آوے یا بخل اور یہ دونون اُس کے لیے محال ہین اس مضمون کا مطلب تحریر فرمایئے تاکہ موافق اہل سنت کے عقیدہ کے سمجھ مین آجائے۔

الجواب یہ تقریر قدیماً وحدیثاً لوگون پر مشکل ہوئی ہین بتوفیقہ تعالیٰ کہتا ہون کہ یہ نفی امکان کی باعتبار قدرت خالق تعالیٰ کے نہین بلکہ باعتبار حالت مخلوق کے ہے کہ اس عالم کے مجموعی مصالح باعتبار اُس کی استعداد خاص کے اس ہیئت موجودہ ونظام خاص پر موقوف ہین اس معنے خاص کے افادہ کے لیے اس سے بہتر نظام ممکن نہین پس رعایۃ المصالح الخاصۃ باعتبار الاستعداد الخاص ملزوم ہے اور ہیئت موجودہ اور نظام خاص لازم ہے اور انفکاک لازم کا ملزوم سے غیر ممکن اس معنے کی تعبیر اس طور سے کی گئی کہ اس سے بہتر غیر ممکن ہے۔ باقی خود استعداد خاص کا جو کہ قید ہے ملزوم کی اور شرط ہے لزوم کی بدل دینا یہ ممکن اور مقدور ہے اور اس طور پر رعایت مذکورہ وہیئت موجودہ مین انفکاک ممکن ہے اور یہی شان ہے کل لوازم وملزوم اور ذوات وذاتیات کی جیسے انسان کہ ناطق اس کا ذاتی اور ضاحک بالقوہ مثلاً اُس کا لازم ہے اور انسان سے ممتنع الانفکاک لیکن خود انسان ہی کا انتفاء اور اُس کے واسطے سے ناطق اور ضاحک کا انتفاء یہ ممکن ہے اور یہ امر نہایت ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۵۔ محرم ۱۳۲۳؁ھ

سوال کمترین کو دربارہ مسئلہ تقدیر بار بار خلجان پیش آتا ہے اگرچہ حسب طاقت اپنے نفس کو سمجھاتا ہون اور وسوسہ دفع کرتا ہون مگر نجات نہین ہوتی بنابرین گذارش خدمتعالی یہ ہے کہ دربارہ مسئلہ تقدیر اپنے خداداد فہم وتقریر سے مختصر مضمون تحریر فرماوین تاکہ بندہ کو اطمینان ہو اور نیز جواب باصواب جل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دربارہ سوال تقدیر یعنی کل میسر لما خلق لہ کا فہم مین نہین آتا۔ اسکی بھی تقریر فرماوین۔

الجواب۔ اگر آپ کوئی خاص تقریر خلجان ووسوسہ کی لکھتے تو اُس کے مناسب جواب عرض کرتا چونکہ آپنے مجمل لکھا ہے جواب بھی مجمل لکھتا ہون کہ اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ حق تعالیٰ مالک وحاکم ہین اور حکیم

(حاشیہ: تحقیق قول غزالی لیس فی الامکان ابدع مما کان)

(حاشیہ: رفع خلجان متعلق تقدیر)

بھی ہین مالکیت اور حاکمیت کے اعتبار سے وہ جو کچھ کرین سب درست وبجا ہے ع ہر چہ آن خسرو کند شیرین بود اور چونکہ حکیم بھی ہین لہذا ضرور ہے کہ اُن کے افعال ہین حکمت و مصلحت بھی ضرور ہوتی ہے لیکن چونکہ ہمارا علم وحکمت اُن کے علم وحکمت کے روبرو محض لاشئے ہے اس لیے ہر راز کو سمجھ لینا ضرور نہین پس یہ اعتقاد کافی ہے کہ وہ مالک ہین جو چاہین کرین اور حکیم ہین جو کچھ کرتے ہین ٹھیک ہوتا ہے لیکن ہم وجوہ حکمت کو نہین سمجھ سکتے ایسے اعتقاد مین کوئی وسوسہ نہین آسکتا ہے زبان تازہ کردن باقرار تو + نینگیختن علت از کار تو؛ اور حدیث شریف کی تقریر یہ ہے کہ صحابہ رضہ افلا نتکل علے کتابنا وندع العمل کہنے سے مقصود یہ تھا کہ پھر عمل مین کوئی فائدہ نہین آپ نے جواب مین یہ بتلادیا کہ عمل مفید ہے کہ وہ فائدہ یہ ہے کہ سعادت کی دلیل انی ہے دلیل انی کو کیا کوئی بے فائدہ کہسکتا ہے پس سعادت مثلاً اسی طرح مقدر ہے کہ زید ایسا عمل کرے گا اور یہ ثمرات اسپر مرتب ہونگے پس واسطہ قریب ثمرات سعادت کا اعمال ہی ہوئے اور سبب بعید قدر گو سبب بعید اصل اور سبب السبب ہے لیکن سبب قریب کو بھی بے فائدہ تو نہین کہسکتے پس عمل کے غیر مفید ہونے کا شبہہ رفع فرمانا مقصود ہی واللہ تعالیٰ اعلم - ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ

سوال فال نکالنا کیسا ہے مجھے اس بات کا علم ہے کہ دو شخصون کے درمیان مین کوئی مقدمہ ہو یا کسی قسم کا مقابلہ ہو اور مجھے اُن دونون کا نام اور عمر معلوم ہو جاے تو مین جان لیتا ہون کہ کون غالب ہوگا کون مغلوب کچھ قواعد ہندسہ وغیرہ سے معلوم کرتا ہون یعنی دونون کے نام کے حروف کے عدد نکالکر اور عمر معلوم کر کے جان لیتا ہون کہ فلان غالب اور فلان مغلوب ہے اور بعض وقت فقط عمر معلوم کرنے سے علم ہو جاتا ہے اور گاہے دونون مقابل کو ایک جگہہ دیکھنے سے دلمین آجاتا ہے کہ ان مین فلان غالب ہوگا اور فلان مغلوب اور اسبات کو مین مدت سے آزماتا ہون ہمیشہ مطابق پاتا ہون جس سے میرے دلمین یہ آگیا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی عادات سے ہے کہ ایسا ہی کرتا ہے گو وہ ہر شئے پر قادر ہے جس طرح بذریعہ بدلی ہی کے پانی برساتا ہے اگرچہ وہ قادر ہے کہ بدون بدلی کے برساوے اب مجھے یہ دریافت کرنا ہے کہ یہ کیا چیز ہے فال ہے یا کوئی دوسری چیز اور فال ممنوع ہے یا جائز بعض عالمون کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ فال ہے اور وہ شرعاً ممنوع ہے اور مین نے ترجمہ احیاء العلوم مذاق العارفین مین بھی دیکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت سے ستر ہزار

فال نکالنا وغیرہ

بلاحساب بہشت مین جائینگے تو لوگون نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہین تو آپ نے اس حدیث مین
یہ لفظ بھی فرمایا ہے کہ ولا یتطیرون وعلی ربہم یتوکلون لا یتطیرون کے معنے فال کے ہین یا کوئی اور
معنے ہین اگر فال کے ہین تو اس حدیث سے ممانعت معلوم ہوتی ہے اور خلاف توکل معلوم ہوتا ہے
پس اگر میرا فعل بھی فال ہے تو مین اس سے توبہ کرنا چاہتا ہون جب سے مین نے اس کو سنا کہ یہ
فال ہے مجھے بہت فکر ہو گئی کیونکہ مین بہت دنون سے ایسا کرتا تھا اور مجھے دونون مقابل کو ایک
جگہ دیکھنے سے فوراً جی مین آجاتا ہے اور ہمیشہ مطابق ہونے کی وجہ سے مین کہدیا بھی کرتا ہون
کہ فلان غالب اور فلان مغلوب ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ پس اگر ممنوع ہو تو اب کہنے سے توبہ کرن
اور اس سے نفرت کیونکر ہو جو حکم شریعت ہو اس سے اطلاع بخشیے اور اگر دلمین آنے مین بھی گناہ
ہو تو مین اسکو کیونکر دور کرون اسکی ترکیب ارشاد فرمایئے۔

الجواب - یہ عمل عرافہ ہے جو ایک قسم ہے کہانت کی اور حرام محض ہے نیز حرمت فی نفسہا کے
ساتھہ موجب افتتان عوام وجہلا بھی ہے اور دلمین آجانا یہ القاء شیطانی ہے اور اسکا مطابق
نکلنا ایسا ہی ہے جیسے کہنہ اور منجمین کے اخبار کی مطابقت ہے اول تو مطابقت کا کلیۃً دعوی
اور اثبات مشکل دوسرے کسی طریق کا موجب علم ہو جانا مستلزم نہین اس کے جواز کو چنانچہ تجسس
ممنوع یقیناً مفید خبر صحیح ہو سکتا ہے پھر بھی حرام ہے جواز وناجواز احکام شرعیہ سے ہے ان کے لیے
مستقل دلیل کی حاجت ہے اور ما نحن فیہ مین حرمت کے دلائل صریح وصحیح موجود ہین پس حرمت
کا حکم کیا جاویگا اور اسباب عادیہ پر مثلی سحاب وغیرہ کے اس کا قیاس مع الفارق ہے اولاً اوسکی
صحت مشاہد ثانیاً سبب مسبب مین وجہ ارتباط ظاہر ثالثاً شرع مین بھی معتبر رابعاً انمین کوئی مفسدہ
اعتقادی یا عملی نہین اور مقیس مین سب امور مفقود پس قیاس محض باطل ہے فال متعارف بھی
اسی قبیل سے ہے دونون کا ایک حکم ہے خواہ تسمیۃً متحد ہو یا متغائر اور تطیر بھی اس کی ایک نوع
ہے جس کو حدیث لاطیرۃ مین صاف منفی وباطل فرمایا ہے اور حدیث مین جو تطیر کو خلاف توکل فرمایا
ہے اس سے کوئی شبہ نکرے کہ جائز ہوگا لیکن خلاف اولیٰ ہوگا اصل یہ ہے کہ توکل کے بعض مراتب
یعنی اعتقادی توکل فرض اور شرائط ایمان سے ہے تطیر اس توکل کے خلاف ہے اسلیے حرام اور
شعبہ شرک کا ہے جیسا کہ اور احادیث سے مفہوم ہوتا ہے اور جس فال کا جواز ثابت ہے انہین

اعتقاد یا اخبار نہین ہے بلکہ کلمات خیر سے رجاء رحمت ہے جو ویسے بھی مطلوب ہے دانی ہذا سن ذاک اور یہان مانحن فیہ مین اول اعتقاد ہے پھر اخبار پھر بدگمانی اور یاس بھی اس لیے اس کے ممنوع ہونے مین کوئی شبہ نہین اسیطرح شاید کسیکو استخارہ سے شبہہ پڑے تو وہ واقعہ پر استدلال کرنے کے لیے موضوع و مشروع نہین صرف مشورہ کے درجہ مین ہے بخلاف اس کے کہ واقعات پر استدلال ہے غرض یہ بالکل حرام ہے اور توبہ کرنا اس سے فرض ہے اور دلیلین اگر اسطرح آوے کہ اُس کو حرام بھی سمجھا جاوے تو کوئی گناہ نہین واللہ تعالیٰ اعلم - ۱۶- ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ۔

سوال ایک شاعر نے عاشقانہ مذاق و فرطِ محبت مین اشعار مندرجہ ذیل کہے ف کرم سے دستگیری کر بچا رنج و مصیبت سے + جو ہون درحالت مضطر معین الدین اجمیری + غمزدہ ہون کہ مصیبت نے ہے گھیرا مجھکو + غم کے ہاتھون سے چھڑا چاندسے مکھڑے والے + شاعر کی نبت صرف مجاز پر ہے حقیقی معنے پر محمول نہین کرتا بلکہ حقیقی معنے پر محمول کرنے کو شرک سمجھتا ہے اور قادر بالذات اور متصرف بالاستقلال سوائے ذات وحدہ لاشریک کے کسیکو نہین جانتا تو اُس کے ایسے شعرون کے سبب جو اسکو مشرک و خارج از اسلام کہے تو اُس کی نسبت شریعت کا کیا حکم ہے کیا واقعی دائرہِ اسلام سے مشرک و خارج ہے یا اُس کو مشرک کہنے والا خود خطاوار ہے اور مجازی استمداد اہل اللہ سے جائز ہے یا نہین اور شیخ عبدالحق رحمہ نے جو شرح مشکوٰۃ و زبدۃ الاسرار وغیرہ مین مجازی استمداد کو جائز لکھا ہے تو وہ کیا خارج از اسلام تھے ایسا ہی شاہ عبدالعزیز صاحب رح جو تفسیر عزیزی مین فرماتے ہین کہ اولیاء اللہ مدفونین سے استفاضہ جاری ہے اور وہ زبان حال سے مترنم اس مقال کے ہین ع من ایم بجان گر تو آئی بتن + وغیرہ وغیرہ اکابر مشائخ جو ایسے عقیدے پر گذرے ہین وہ مشرک تھے یا مسلمان +

الجواب ایسے خطابات مین تین مرتبے ہین اوّل اُن کو متصرف بالاستقلال سمجھنا یہ تو صریح شرک ہے دوّم متصرف بالاذن اور ان خطابات پر مطلع بالمشیۃ سمجھنا یہ شرک تو کسی حال مین نہین لیکن یہ کہ اسکا وقوع ہوتا ہے یا نہین اسمین اکابر امت مختلف ہین فمنہم المثبت ومنہم النافی لیکن جو مثبت بھی ہین وہ یہ اجازت نہین دیتے کہ بعید سے ندا کرو اور نہ بعید سے دوا گا سننے کی کوئی دلیل ہی اور بلا دلیل شرعی ایسا اعتقاد رکھنا گو حقیقۃً شرک نہو مگر معصیت اور کذب حقیقۃً اور شرک صورۃً

ہے معصیت ہونے کی یہ دلیل ہے ولا تقف ما لیس لک بہ علم اور کذب ہونا اُس کی تعریف صادق آنے سے ظاہر ہے اور شرک صورۃً اسلیئے کہ اول اعتقاد والون کے ساتھ عادت مین تشبہ ہے اور اگر کسی بزرگ کی حکایت مین بطور کرامت کے ایسا امر منقول ہو تو خرق عادت ہے دوام عادت ثابت نہین ہوتا البتہ قبر پر جا کر مجاز کے مرتبہ سے اُن سے استمداد مثبتین کے نزدیک جائز ہے جبکہ اور کوئی مفسدہ عارض نہ ہوجاوے والا فلا سوم نہ تصرف کا اعتقاد ہے نہ سماع کا محض ذوق شوق مین مثل خطاب بادِ صبا کے خطاب کرتا ہے یہ نہ شرک ہے نہ معصیت ہے فی نفسہ جائز ہے جبکہ الفاظ خطاب کے حد شرعی کے اندر ہون اور کسی عامی کا اعتقاد فاسد نہو جاوے کیونکہ جسطرح خود معصیت سے بچنا فرض ہے اسی طرح دوسرے مسلمانون کو خصوصًا عوام کو بچانا فرض ہے پس جہان عوام کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہو وہان اجازت نہوگی جب یہ تفصیل سمجھ مین آگئی تو اس سے اکابر کے اقوال کے معنے بھی متعین ہوگئے اور قائل کا حکم بھی معلوم ہوگیا اور جو شخص شرک کہتا ہے اگر وہ مرتبہ جائز کو کہتا ہے تو غلطی ہے توبہ واجب ہے اور اگر ناجائز مرتبہ کو کہتا ہے تو نا دیل سے جائز ہے جیسا حدیث مین بعض معاصی کو شرک فرمایا ہے واللہ تعالی اعلم ۲۶- ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۴ھ

سوال اہل قبور سے استمداد چاہنا جائز ہے یا ناجائز حوالہ حدیث شریف-

الجواب- استمداد کے آجکل بہت سے طرق متعارف ہین اور مستمدین علماً و جہلاً و عقیدۃً و نیۃً خود باہم مختلف ہین اس لیے سوال تعیین کے ساتھ فرمایا جاوے کہ مستمد کا کیا عقیدہ اور کیا نیت ہے اور کس طریق سے استمداد کرتا ہے اُسوقت جواب عرض کیا جاوے واللہ اعلم-

۱۶- رجب سنہ ۱۳۲۴ھ

سوال- اہل قبور سنتے ہین یا نہین-

الجواب- دونون طرف اکابر اور دلائل ہین ایسے اختلافی امر کا فیصلہ کون کرسکتا ہے اور ضروریات علمی و عملی مین سے بھی نہین کہ ایک جانب کی ترجیح مین تدقیق کی جاوے پھر اسمین بھی معتقدین سماع موتی کے عقائد مختلف ہین اگر کسی اعتقاد خاص کی تعیین ہوتی تو کسیقدر جواب ممکن تھا واللہ اعلم ۱۶- رجب سنہ ۱۳۲۴ھ

سوال امکان کذب کی ایک تقریر نہایت ہی عجیب آپ نے ایک مرتبہ فرمائی تھی وہ مطلق

ذہن سے اتر گئی اگر مختصر تحریر فرماوین تو بڑا احسان ہے نیز ایک صاحب کی اس بارہ مین ایک
سخت تحریر آنے سے اسکی طرف توجہ ہوئی بہتیرے شبہات و شکوک پڑے اور واقع ہوئے کئی دن
کے بعد ایک امر منقح ہوا اور تحریر عام فہم مین لایا مولنا عبدالمومن صاحب سے اسمین گفتگو ہوئی اور
کچھ شبہات پڑے جن کا دل نے اندفاع کرلیا مگر تسلی نہ ہوئی نیز قابل وثوق نہ رہی کہ الزام قائم
کرسکین اسمین چند باتین دریافت طلب ہین مضمون کے متعدد پہلو اور جملہ اطراف ذہن مین چکر لگارہے
ہین اس لیے انشاء اللہ آپ کی مختصر تحریر نافع ہوجاوے گی اس خیال سے سکوت نہ فرمائیگا کہ دیر
طلب جواب یا محتاج بسط مسئلہ ہے جس کے لئے فرصت کی ضرورت ہے۔

امکان کذب سے مراد امکان وقوع الکذب فی کلام الباری تعالیٰ عزاسمہ ہے کلام باری سے مراد
وہ کلام نفسی ہے جو صفت باری ہے اور قدیم ہے یا کلام لفظی حادث یا کلام نفسی سے مافوق کوئی
درجہ ہے جس کو مبدء کلام کہکر صفت باری کہا جائے اور اس کلام نفسی کو جسے عام افہام کلام باری
سمجھے ہوئے ہین اسکی صفت یعنی مبدء کلام کا اثر کہا جائے کیا یہ مبدء کلام جو درجہ نکلنے کا فقط قابلیت
تکلم نہ ہوگا اگر امکان کذب سے اس کلام مین مقدوریت وقوع کذب مراد ہے جو صفت باری ہے تو
کیا یہ قضیہ شکل ثالث نہ بنے گا کہ وقوع الکذب فی الکلام ممکن ووقوع الکذب عیب فی العیب فی الصفۃ
ممکن صدق کلام کا حسن ہے اور صفات کا حسن باصفات الصفات مثل صفات ذاتی اور لاعین
اور لاغیر نہیں ہین زید کہتا ہے امکان کذب کے یہ معنے ہین کہ صدق کلام فعل اختیاری ہے پس عین صدق
کذب قائم یعنی وقوع کذب فی الکلام مثلاً عدم ساعت اللہ کے لیے مقدور الوقوع ہے اگر چاہے تو نہ لائے
مگر تعلق ارادہ اس جانب عدم کے ساتھ لاحق نہیں ہوا اس لیے معدوم ہے عمر کہتا ہے کہ یہ معنے
وجود بالذات اور عدم بالغیر کے ہین نہ کہ امکان بالذات اور امتناع بالغیر کے امکان کے یہ معنے ہین
کہ اسکا وقوع مستلزم محال نہ ہو اور ممتنع کے یہ معنے ہین کہ اسکا وقوع مستلزم محال ہو اور قیامت چونکہ
ازل مین وجود کے ساتھ معلوم ہوچکی ہے مگر اس کے عدم کا وقوع جہل باری کو مستلزم ہے اب خواہ
عدم ساعت بالارادہ ہو یا بارادہ بہرحال چونکہ مستلزم ہے محال کو پس ممتنع اور محال اس سے امکان
کذب کے صرف یہ معنے ہین کہ کلام کے مقتضیات یعنی صدق کا دوسرا پہلو جس کو کذب کہا جاتا ہے
مثلاً عدم ساعت وجود خارجی مین ایسا ہی غیر مقدور الوقوع ہے جیسا جہل باری وغیرہ مگر یہ غیر

مقدور الوقوع ہونا چونکہ اسوجہ سے ہے کہ اُس کی جانب ثانی یعنی صدق کے ساتھ جسطرح علم وغیرہ کا تعلق ہوا ہے ارادہ کا بھی تعلق ہوا ہے پس صدق بالارادۃ الازلیہ ہوا اور ارادہ ازلیہ کے قدم کا عدم محال و ممتنع اور غیر مقدور پس کذب بھی غیر مقدور الوقوع پس صدق کے بالارادۃ الازلیۃ ہونے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ارادہ کے لیے صدق و کذب دونوں مساوی تھے جس کے ساتھ چاہے تعلق ارادہ فرمائے محض اسوجہ سے توامکان بالذات یعنی نفس شئے کی ذات مین نہ اپنے ساتھ تعلق ارادہ کا موجب ہے نہ ابا و انکار کا سبب کیونکہ یہ تعلق ارادہ بھی معلوم باری ہے جس کا تخلف غیر مقدور الوقوع ہے پس معنے یہ ہوئے کہ نفس قضیے مین مانع عن تعلق الارادہ نہ ہونے کے باعث امکان بالذات ہے اور چونکہ ارادہ ایک جانب ہولیا اس لئے امتناع بالغیر یعنی امتناع بالارادۃ الالٰہیہ الی الجانب المخالف جس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ کلام کے بعد کذب کلام کا وقوع غیر مقدور الوقوع۔ فقط

الجواب۔ سب سے اول لکھنے کے قابل یہ بات ہے کہ جن مسائل اعتقادیہ کی تخصیصاً کسی نص مین تصریح نہین آئی بلاضرورت اُسمین کلام اور خوض کرنا اور خصوص جبکہ ضرورت سے زیادہ وہ ظاہر بھی ہوچکا ہو اشتغال بمالایعنی بلکہ عجب نہین کہ منجر بدعت و سوء ادب ہو دوسرے یہ کہ بعض عنوانات ایسے ہوتے ہین جو خود بھی موجب انقباض قلب و نیز دوسرے کم فہمون کے لیے مورث وحشت وسوء ہم غلط ہوجاتے ہین اسی لئے حق تعالی کو خالق کل شئ کہنا درست ہے اور خالق الکلاب والخنازیر کہنا بے ادبی ہے چونکہ مسئلہ متنازع فیہا اسی قبیل سے ہے اس لئے بعد واجب سمجھنے اعتقاد عموم قدرت لکل شئ ممکن و اعتقاد تنزہ عن کل نقیصۃ کے خصوص کے ساتھ اسمین کلام کرنے کو مین مستحسن نہین سمجھتا لیکن صرف توجیہ سوال کی ضرورت اور سلامت فہم مخاطب کی وجہ سے بہت ہی مختصر مگر سلیس طور پر اس مسئلے کو لکھے دیتا ہون اول چند امور بطور مقدمہ کے سمجھ لئے جاوین۔ اول صفات باری تعالی غیر مقدور ہین اور افعال مقدور۔ دوم کلام نفسی صفت ہے اور کلام لفظی فعل۔ سوم قدرت دونون ضدون سے متعلق ہوتی ہے مثلاً عدم ابصار پر اُسی کو قادر کہین گے جو ابصار پر بھی قادر ہو۔ چہارم صدق و کذب مین تقابل تضاد ہے۔ پنجم جو وجوب تعلق ارادہ الٰہیہ کی وجہ سے اور اسی طرح جو امتناع عدم تعلق ارادہ الٰہیہ کی وجہ سے ہوتا ہے خواہ اُسکو وجوب بالغیر امتناع بالغیر کہا جاوے یا بہ نظر کرکے

اگر وجوب بالغیر و امتناع بالغیر وجوب و امتناع عقلی کی قسمیں ہیں اور یہاں خود مقسم ہی صادق نہیں
کیونکہ جو علت اس مقسم میں اثباتا وجوب میں اور نفیا امتناع میں ماخوذ و معتبر ہے وہ علت موجبہ ہی
جو بدلیل مختار ہونے حق تعالے کے اہل حق کے نزدیک غیر ثابت بلکہ منفی و ثابت العدم ہے اور جب
بنا ہی منعدم ہے تو مبنی بھی منعدم ہے، اس کو وجوب عادی و امتناع عادی کہا جاوے (و ہو الحق
عندی لان الامتناع العقلی والوجوب العقلی لاستلزامہ الایجاب ینافی الاختیار) ہر حال میں اس تعلق
و عدم تعلق سے وہ شئے قدرت و اختیار سے خارج نہیں ہو جاتی گو اُس کا وقوع یا عدم وقوع کسی
دلیل سے ابدیت کی طور پر ثابت ہو جاوے۔ پس بعد تمہید ان مقدمات کے سمجھنا چاہیے کہ صدق مرتبۂ
کلام نفسی میں واجب غیر مقدور اور اُس کی ضد یعنی کذب اُس مرتبہ میں ممتنع غیر مقدور ہے للمقدمۃ الاولیٰ
والثانیۃ اور مرتبہ کلام لفظی میں مقدور ہیں صدق تو اسلیے کہ اُس کا فعل ہے للمقدمۃ الاولیٰ والثانیۃ ایضاً
اور اس کی ضد اس لیے کہ مقدور کی ضد ہے للمقدمۃ الثالثۃ والرابعۃ کیونکہ اگر اس ضد کو مرتبہ لفظی میں مقدور
نہ کہا جاوے تو دوسری ضد یعنی صدق بھی غیر مقدور ہوگا تو لازم آویگا کہ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ صدق پر بھی
قادر نہیں حالانکہ صدق فی الکلام اللفظی صفت فعل کی ہے یا صفت فاعل کی باعتبار اُس فعل مقدور
کے جیسا ظاہر ہے اور افعال مع اپنی صفات و آثار کے مقدور ہیں ہذا خلف البتہ چونکہ ثابت ہو چکا ہے
کہ اس کے ساتھ گاہے تعلق ارادہ کا نہ ہوگا اس لیے ابداً ابداً اُسمیں احتمال وقوع کا نہیں ہے اور امکان
بمعنے احتمال کا قائل ہونا کفر ہے اور یہی معنے ہیں امکان کے جسنے عوام کو وحشت میں ڈالا ہے مگر تعجب
اہل علم سے ہے کہ وہ کیوں ایسی تہمت اپنے مقابل پر لگاتے ہیں البتہ یہ کہا جاوے کہ چونکہ لفظ امکان
عوام کے اعتبار سے موہم ہے اور موہم سے بچنا ضرور ہے لقولہ تعالیٰ لا تقولوا راعنا الآیہ تو یہ ایک فقہی مسئلہ
ہو جاویگا جو قابل تسلیم و عمل ہے لیکن اس کو مسئلہ کلامیہ میں کوئی دخل نہیں ہے بہر حال باوجود اس
احتمال کے قطعاً منفی ابدی ہونے کے خارج من القدرۃ نہ ہوگا جیسا مقدمہ خامسہ میں ثابت ہوا ہے
تقریر شافی کافی منصف کے لیے اب بعد اس تفسیر اور اُس کی تقریر اور اُس کی دلیل کے اجزاء سوال
کا جواب اسپر تطبیق کرنے کے بعد ہر ایک کے انطباق و عدم سے مفصلاً خود معلوم ہو جاویگا حاجت مستقلاً
بتعرض کرنے کی نہیں ہے اور جس تقریر کو آپنے دریافت کیا ہے وہ اسی کے اندر آگئی واللہ اعلم اب ایک
اور بات رہگئی وہ یہ کہ کتب کلامیہ میں مزداریہ کا قول لکھا ہے اللہ قادر علی ان یکذب و یظلم تو اسمیں اور مذہب

مذکور مین کیا فرق ہوا جواب یہ ہے کہ ان کے قول مذکور کے بعد یہ قول بھی ہے ولو فعل لکان ظالما کا ذبا کذا

فی شرح المواقف پس یہ دوسرا قول تفسیر ہے پہلے قول کی پس مقصود مجموعہ قول ہے جس کا مطلب یہ ہے

کہ یہ امور مرتبہ صفت مین مقدور ہین جیسا صیغہ کاذبا ظالما سے تعبیر کرنا جو صفت کے لیے موضوع ہے اس

کا قرینہ اور اس پر دال ہے پس فرق دونون مین یہ ہوا کہ مذہب سابق مین مرتبہ فعل کو مقدور کہا گیا ہے

اور مذہب لاحق مین مرتبہ صفت کو مقدور کہا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نعوذ باللہ یہ امر قبیح حق تعالے

کی صفت بن سکتا ہے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ہذا ما عندی الآن ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا

فقط ۱۳- محرم ۱۳۲۵ھ

ت تصور ربط نفس از قلب شیخ

سوال- ایک شخص لوگون کو تعلیم کرتا ہے کہ تم لوگ وقت مراقبہ کے یہ خیال کرو کہ میرا قلب متوجہ ہے

پیر کے قلب کی طرف آیا یہ شرک ہے یا نہین کیونکہ بوقت مراقبہ یہ خیال کرنا چاہیے کہ میرا قلب متوجہ ہے

اللہ تعالی کی طرف نہ کہ پیر کی جانب آیا یہ مراقبہ کسی معتبر کتاب سے ثابت ہے یا نہین مع عبارت کتاب

تحریر فرمائیے بہت لوگ گمراہ ہو رہے ہین -

الجواب- اگر توجہ باعتقاد معبودیت پیر کی ہے تو کفر و شرک صریح ہے اور اگر باعتقاد اطلاع پیر کے ہے

تو اطلاع بالذات کا اعتقاد کفر و شرک ہے اور اطلاع باعلام الہی کا اعتقاد گو شرک نہ ہو لیکن چونکہ

اس اعلام کے وقوع کی کوئی دلیل نہین اعتقاد فاسد و کذب قلب و موہم شرک ہے اور اگر محض اس

توجہ کو سبب عادی فیض کا اعتقاد کرتا ہے بدون اعتقاد علم وغیرہ کے تو خواص کے لیے گنجائش ہے اور

عوام کے لیے مقدمہ فساد ہے فقط واللہ تعالی اعلم ۲۹- محرم ۱۳۲۵ھ

ت ایمان عند الموت

سوال- اہل ہنود مین دستور ہے کہ آسمانی پرواز روح کے لیے انکو یعنی کلمہ طیبہ کہلاتے ہین اب اسکو

اس سے کس قسم کا نفع ہوگا -

الجواب- قال اللہ تعالی فلم یک ینفعهم ایمانهم لما رأوا بأسنا وقال اللہ تعالی ومن الناس من یقول

آمنا باللہ وبالیوم الآخر وما هم بمؤمنین ان آیتون سے دو امر معلوم ہوئے ایک تو یہ کہ ایمان نام ہے

اعتقاد صحیح کا نہ صرف بدون اعتقاد کے زبان سے کہنے کا دوسرا یہ کہ جب معائنہ اس عالم کا ہونے

لگے اسوقت ایمان مقبول نہین پس اگر یہ کافر قبل معائنہ ملئکہ وغیرہم کے دل سے اللہ و رسول

کو سچا سمجھنے لگے تو مومن ہوجاوے گا ورنہ نہین - ۲۷- ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

ت سوال نکیرین

ت ابتداء عذاب وثواب بعد الموت

ت تحقیق بعض کلمات تقویۃ الایمان

سوال۔ قبر میں سوال نکیرین ہر ایک سے ہوتا ہے یا خردسال نابالغ بچے اس سے مستثنیٰ ہیں۔

الجواب فی الدر المختار اول باب الجنائز الاصح ان الانبیاء ع لا یسئلون ولا اطفال المؤمنین وتوقف الامام فی اطفال المشرکین اس روایت سے معلوم ہوا کہ انبیاء ع سے اور مومنین کے نابالغ بچوں سے سوال قبر نہیں ہوتا اور اطفال مشرکین کا حال معلوم نہیں۔ ۲۷۔ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

سوال عذاب وثواب مرنے کے بعد ہی سے شروع ہو جاتا ہے یا قیامت کے دن کے واسطے ملتوی ہو جاتا ہے شب معراج میں جو لوگ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب میں گرفتار شدہ دکھلائے گئے تھے وہ کون لوگ تھے اور ان کو عذاب قیامت سے قبل کیوں دیا گیا جبکہ قیامت کے روز پر عذاب وثواب موقوف ہے۔

الجواب۔ مرنے کے بعد عالم برزخ شروع ہو جاتا ہے اسمیں عذاب وثواب ہوتا ہے البتہ قیامت کا عذاب وثواب زیادہ ہے پس دونوں عذابوں میں ایسی نسبت ہے جیسے جیلخانہ اور حوالات کی تکلیف میں اور شب معراج میں اسی عذاب برزخی کے مبتلا لوگ دیکھے گئے تھے۔ والسلام فقط ۲۔ جمادی الثانیہ ۱۳۲۵ھ

سوال وہابی کی کتاب تقویۃ الایمان اسمیں لکھا ہے کہ کل مومن اخوۃ یعنی آپس میں سب مومن مسلمان بھائی ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ خدا کے آگے پیغمبر ایسے ہیں جیسے چمار چوہڑے تو آپ اسمیں کیا فرماتے ہیں کہ بھائی کہنا درست ہے کہ نہیں اور چمار چوہڑے کے بارہ میں بھی لکھنا ضرور بضرور تاکیداً لکھا جاتا ہے کیونکہ یہاں سب مومن مسلمان بھائی ہیں نفاق پڑا ہے کیونکہ وہابی لوگ کہتے ہیں کہ کہنا درست ہے اور حضرت کو بڑا بھائی کہتے ہیں اور سب جماعت کہتی ہے کہ کہنا درست نہیں لہذا براہ مہربانی اس خط کا جواب بہت جلد لکھیے۔ فقط

الجواب۔ تقویۃ الایمان میں بعض الفاظ جو سخت واقع ہو گئے ہیں تو اس زمانہ کی جہالت کا علاج تھا جس طرح قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کو الٰہ ماننے والوں کے مقابلہ میں قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یہلک المسیح بن مریم الخ فرمایا ہے لیکن مطلب ان الفاظ کا برا نہیں ہے جو غور سے یا سمجھانے سے سمجھ میں آسکتا ہے لیکن اب جو بعضوں کی عادت ہے کہ ان الفاظ کو بلا ضرورت بھی استعمال کرتے ہیں یہ بیشک بے ادبی اور گستاخی ہے اگر متنازعین میں انصاف ہوگا تو ان سطروں سے باہم فیصلہ کر لیں گے جسکا حاصل یہ ہوگا کہ تقویۃ الایمان والوں کو برا بھی نہ کہا جاوے اور تقویۃ الایمان

کے ان الفاظ کا استعمال بھی نہ کیا جاویگا فقط ۲۰ جمادی الثانیہ ۱۳۲۵ھ

سوال۔ یا رسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ عوام کو منع کرنا چاہئے۔ ۹۔ رجب ۱۳۲۵ھ

سوال جنت و دوزخ قائم ہو چکی ہے یا بعد قیامت قائم کیجاویگی چونکہ کتاب مظاہر حق میں یہ عبارت ہے کہ معراج میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے یہ کہا کہ یا محمد اپنی امت سے میرا اسلام کہدیجیو اور یہ فرمادیجیو کہ جنت صرف چٹیل میدان ہے اس عبارت سے کیا ثبوت ہوتا ہے جواب باصواب سے مشرف فرماوین۔

الجواب۔ دوزخ جنت پیدا ہو چکی البتہ احادیث سے یہ بات ضرور معلوم ہوتی ہے کہ علاوہ ان نعمتوں کے جو جنت میں پیدا ہو چکیں ہیں یوماً فیوماً اور نعمتیں بھی پیدا ہوتی جاتی ہیں اب اُس حدیث کے معنے ظاہر ہو گئے کہ جنت چٹیل میدان ہے مطلب یہ کہ بعض حصہ جنت کا ایسا ہے اور ذکر و تسبیح سے اُسمیں اشجار پیدا ہو جاتے ہیں فقط ۹۔ رجب ۱۳۲۵ھ

سوال۔ اکثر مرزائی لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ کتب دینیات میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر کسی شخص میں ننانوے وجہ کفر کی پائی جاوین اور ایک وجہ اسمیں اسلام کی ہو تو اسکو کافر نہ کہا جاویگا اور حدیث میں ارشاد ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر نہ کہنا چاہیے وہ حدیث یہ ہے عن انس انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی صلوٰتنا و استقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ دوسری حدیث یہ ہے من قال لا الٰہ الا اللہ فدخل الجنۃ اب علمائے کرام سے یہ عرض ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی بھی اہل قبلہ اور کلمہ گو ہے تو علمائے دین اسپر کفر کا فتویٰ کیوں لگاتے ہیں اسکا شافی طور پر جواب ارقام فرماوین

الجواب۔ جس شخص میں کفر کی کوئی وجہ قطعی ہوگی کافر کہا جاویگا اور حدیثیں اُس شخص کے بارہ میں ہیں جنمیں کوئی وجہ قطعی نہو اور اُس مسئلہ کے یہ معنی ہیں کہ اگر کوئی امر قولی یا فعلی ایسا ہو کہ محتمل کفر و عدم کفر دونوں کو ہو گو احتمال کفر غالب اور اکثر ہو تب بھی تکفیر نکرین گے نہ یہ کہ تکفیر قطعی پر بھی تکفیر نہ کرینگے کیونکہ کافر کے یہ معنے نہیں کہ اُسمیں تمام وجوہ کفر کی جمع ہوں ورنہ جنکا کفر منصوص ہے وہ بھی کافر نہ ہونگے باقی خاص مرزا کی نسبت مجھکو پوری تحقیق نہیں کہ کوئی وجہ قطعی کفر کی ہے یا نہیں۔ ۱۲۔ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ

ف یا رسول اللہ کہنے میں تفصیل ... قائم ہونا جنت ... معنی قول فقہا ... اگر کسی میں ننانوے وجہ ... اسلام ... وجوب تکفیر ...

عہ بعد میں معلوم ہوا کہ مرزا کے کلام میں اپنے نبی نہ ماننے والے پر کفر کا فتویٰ ہے اور بعض انبیاء علیہم السلام کی اہانت ہے اور دعویٰ نبوت و اہانت انبیاء دونوں

سوال - کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ بکر مسلمان بعمر بارہ تیرہ سالہ بمرض بد یا فوت ہوا بعد تین مہینے کے اپنی چچا زید و عمر وچچی سماۃ ہندہ کو خواب مین کہا کہ مجکو اصل قبر سے نکالکر دوسری جگہہ جہان دوسرے مسلمانون کی قبرین نہ ہون دفن کرو چنانچہ نامبردگان نے بذات خاص مع دو شخص اقربا اپنے رات کے وقت خفیہ دوسری جگہہ دفن کیا اور یہ جگہہ ملکیت غیر ہے اب سماۃ ہندہ کے سر پر ہفتہ وار آگر گھومتا ہے اور بیان کرتا ہے مین شہید ہوا ہون اور پیر - اس جہت سے بہت لوگ جمع ہوکے اپنی حاجت مانگنے کو جاتے ہین لیکن کاربرآری کیسکی ابتک باوجود مرور عرصہ بعید کے نہولی اور واسطہ ایفای وعدہ کے امروز فردا کا قرارداد کرکے دھوکا دے جاتا ہے چنانچہ قاضی شہر وغیرہ پنچ مسلمانان نے بہت تادیب اور رکھنے عظمت دین واسلام بموجب دیس رواج نامبردون کو ہدایت کی کہ اس فعل نامشروع سے باز آؤ الا کچھ اثر پذیر نہوا پس یہ تجویز قرار پائی کہ زمانہ تعزیر وغیرہ شرعًا بسبب عملداری غیر کے ہو نہین سکتی تو مسلمانون نے کہا کہ کھانا پینا جنازہ وشادی وغمی اونکی کے کسی مسلم کو شریک ہونا نہ چاہیے چنانچہ کل مسلمانون نے تعمیل کی الا چند مسلمان مددگار اُن کے ہوکے راہ راست پر آنے نہین دیتے اور مددگاری کرتے ہین اور زمین جسکی کہ ملکیت مین ہے وہ اپنی زمین پر دعوی کرکے استخوان میت اُکھاڑنا چاہتا ہے تو نسبت دعوی زمین والے کو کیا حکم ہے اور جو شخص ممد ومعاون اونکے ہین اونکے حق مین شرع شریف سے کیا حکم ہے اور جس کے سر پر گھومتا ہے تو اوس سماۃ کو شرعًا کیا سزا چاہیے اور عملداری غیر سمجھ کے قاضی صاحب اور پنچون نے جماعت سے اون لوگون کو خارج کرکے کھانا پینا اونکا تمامی مسلمانون مین بند کیا یہ درست ہے یا نہین اور میت کو تین چار مہینے کے بعد بے سوچے ایک قبر سے دوسری قبر مین رکھنا درست ہے یا ممنوع بینوا توجروا -

الجواب یہ جو عوام جاہلون کا عقیدہ ہے کہ فلان شہید یا پیر لپٹتا ہے یا چمٹتا ہے بالکل غلط ہے کیونکہ ہر شخص بعد مرگ دو حال سے خالی نہین یا جنت مین ہے یا دوزخ مین اگر جنت مین ہے تو اوسکو کیا ضرورت پڑی کہ جنت چھوڑ کر ناپاک دنیا مین آکر کسیکو لپٹے اور اگر دوزخ مین ہے تو اُسکو فرصت ہی کون دیگا کہ غلام کو جا کر لپٹ جاے یہ خیال بالکل غلط ہے بس یا تو کوئی خبیث شیطان ہے کہ ایذا دیتا ہے یا اوسکا مکر وفریب ہے بہرحال اوس سے حاجتین مانگنا اور اوسکو متصرف سمجھنا اور غیب دان جاننا محض شرک ہے جن لوگون نے اُن کے کھلانے پینے ملنے سے کنارہ کیا بہت اچھا کیا خدا تعالے اونکو جزاے خیر دے اور جو لوگ

ن حقیقت برمر آمدن پیر و شہید و مستانہ شدن جواب گو از او

ن پیر دن میت بر زمین و بر آمدن او

اون گمراہون کی مدد کرتے ہین وہ بھی اونہین مین ہین اونسے بھی علاقہ قطع کرنا چاہیے یاایھا
الذین امنوالاتتخذوا اباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم
منکم فاولئک ھم الظلمون احشروا الذین ظلموا وازواجھم الایہ اور اوس مسماۃ پر اگر قرائن
سے کوئی خبیث یا شیطان معلوم ہوتا ہو اسماے الٰہی سے اوسکو دفع کرین اور جو مکر و فریب ثابت ہو
تو اگر قدرت ہو تو اوسکو مارین پیٹین توبہ کراوین کہ اوسنے فتنہ اوٹھا رکھا ہے والفتنۃ اکبر من القتل
جو قدرت نہو خاموش ہوجاوین۔ اور جو کہ مالک زمین کا زمین پر مدعی ہے تو اوسکا دعوی اپنی ملکیت
پر صحیح ہے اب اوسے اختیار ہے کہ مدفون کے وارثون کو کہے کہ اسکو نکال کر دوسری جگھہ دفن کرو اگر
وارث نہ نکالین تو اوسے جائز ہے کہ زمین برابر کرکے چاہے کھیتی کرے چاہے مکان بنادے جو چاہے
کرے ولاینبغی اخراج المیت من القبر بعد مادفن الا اذا کانت الارض مغصوبۃ او اخذت بشفعۃ کذا فی
فتاوی قاضیخان اذا دفن المیت فی ارض غیرہ بغیر اذن مالکہا فالمالک بالخیار ان شاء امر باخراج المیت
وان شاء سوی الارض وزرع فیہا کذا فی التجنیس عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۴ اور میت کو بعد دفن قبر سے
نکالنا خواہ تھوڑی مدت بعد ہو یا بہت مدت بعد خواہ سونپا ہو یا نہ سونپا ہو سب صورتون مین ممنوع ہے
لما مر من انہ لاینبغی اخراج المیت من القبر بعد مادفن الخ اور نہ شرع مین کچھہ مردہ سونپنے کی اصل محض
تراشیدہ جاہلان ہے نعوذ باللہ من الجہل واللہ اعلم ۱۶۔ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ھ

سوال حضرت معاویہ بن سفیان صحابی اند یانہ و در فضیلت بوصف صحابیت سہیم و شریک صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم ہستند یانہ و ایشان را بلقب حضرت و دعاے رضی اللہ عنہ یاد کردن شعار اہلسنت ست
یانہ و کسیکہ در تعظیم ایشان تقصیرے نماید و مردمان را تخفیف و ترغیب بر قبائح ایشان سازد در رافضی
بودن انکس تامل ست یانہ۔

الجواب معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ابن صحابی اند در صحابیت و فضیلۃ اوشان کرا کلام ست
مگر کہ رافضی باشد و ملقب حضرت و تحیۃ رضی اللہ عنہ اوشان را یاد کردن شعار اہلسنت و جماعت
است و کسیکہ در شان والای ایشان طعنے یا تشنیع بر زبان راند شعبۂ از رفض دارد وقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی لاتتخذوہم من بعدی غرضا من احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی
ابغضہم وقال علیہ السلام فی معاویۃ اللہم اجعلہ ہادیا مہدیا و انچہ مشاجرات و منازعات فیما بین واقع

شدہ این را بر محامل صحیحہ وتاویلات مقبولہ حمل توان کرد از حضرت غوث الثقلین قدس سرہ منقول ست
کہ اگر در رہگذر حضرت معاویہ رضی نشینیم وگرد سم اسپ جناب بر من افتد باعث نجات خود شناسم پس تعجب
ست کہ چنین بزرگان دین چنان خیال فرمایند وچند کسان وناکسان زبان درازی کنند صدق من
قال چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میلش اندر طعنۂ پاکان برد + فقط ۱۶ - جمادی الاول سنہ ۱۳۱۱ھ

سوال زید بہ نسبت ابوین شریفین بجواب سائلی گفتہ کہ متقدمین بہ اسلام شان قائل نیستند وکتب
کلامیہ وتصریح محدثین ومفسرین بران شاہد ست اما بعض متاخرین مثل مولانا جلال الدین سیوطی قائل
بہ اسلام بودہ اند وبرسہ طور اسلام شان ثابت کردہ اند ملا علی قاری وغیرہ جزء ایشقولی پرداختہ اند
بعدہ ہر کہ قائل این قول ست ناقل از مولانا جلال الدین سیوطی ست آیا قول وجواب زید مطابق اہل
سنت ست یا نہ۔

الجواب - در اسلام ابوین جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم علما را اختلاف ست تحقیق در چنین
امور توقف کردن ست زیرا کہ این امور داخل عقائد نیست نہ جز ایمان ودین ہر چہ باد اباد ما را فکر ضروریات
دین باید ودرین امور لب کشائی نہ شاید کہ اگر مومن باشند کافر گفتن ہم خطا وبالعکس ہم ناروا قال اللہ
تعالی ولا تقف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا واللہ اعلم ۱۶ جمادی الاولی

سوال کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ بذریعہ فاتحہ کے ثواب میت کو پہنچتا ہے یا نہین اور
درصورت پہونچنے کے اوسے معلوم بھی ہوتا ہے یا نہین مدلل معہ سند کتاب سنت کے تحریر فرمائیے -

الجواب مذہب اہل سنت وجماعت کا یہ ہے کہ اموات مسلمین کو ثواب عبادات بدنیہ وعبادات
مالیہ کا پہونچتا ہے خواہ فاتحہ[ع] ہو یا کوئی خیرات وحسنات ہو قال اللہ تعالی ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین
سبقونا بالایمان الآیہ پس اگر دعا احیاء اموات کے لیے نافع نہ تھی کیون تعلیم کی گئی وقال اللہ لنبیہ
صلی اللہ علیہ وسلم وصل علیہم ان صلوتک سکن لہم پس اگر نماز جنازہ مومنین کو نافع نہ ہوتی رسول اللہ
صلعم کیون مامور ہوتے اور اسکو سکن کیون فرماتے وفی المشکوٰۃ عن سعد بن عبادۃ قال یا رسول اللہ
ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بیرا وقال ہذہ لام سعد رواہ ابو داود۔ اس
حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ نے پانی کے صدقہ کا ثواب پہونچانیکا امر فرمایا اگر نہ پہونچتا کیون فرماتے

[ع] مراد سورۂ فاتحہ ہے نہ کہ فاتحہ رسمیہ ۱۲ منہ

مسئلہ توقف در اسلام وکفر والدین نبی ﷺ

مسئلہ وصول ثواب باموات

اور مشکوۃ میں وارد ہوا ہے کہ ایک شخص کافر نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی اُسکے بیٹے نے جناب رسالتمآب سے پوچھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لو کان مسلما فاعتقتم عنہ او تصدقتم او حججتم عنہ بلغہ ذلک رواہ ابو داؤد یعنی آپ نے فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اُسکو اعتاق و صدقہ و حج کا ثواب پہونچتا فی الہدایہ من کتب الفقہ ان للانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوۃ او صوما او صدقۃ او غیرہا عند اہل السنۃ والجماعۃ انتہے وفی شرح العقائد النسفیۃ وفی دعاء الاحیاء للاموات وصدقتہم عنہم نفع لہم خلافا للمعتزلۃ اور روایات کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح اموات کو خبر بھی ہوتی ہے کہ کس شخص نے یہ ثواب پہونچایا ہے فی البیہقی ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوۃ تلحقہ من اب او اخ او صدیق فاذا الحقتہ کان احب الیہ من الدنیا وما فیہا اس حدیث سے منتظر ہونا میت کا واسطے دعا اپنے بھائی دوست کے ثابت ہوتا ہے پس یہ لوگ اگر ثواب پہونچاوینگے تو ضرور اُنکو شعور ہونا چاہیے ورنہ اُسکا انتظار منقطع نہوگا اور اخبار و آثار بزرگان سے یہ امر حد تواتر کو پہونچا ہے

واللہ اعلم ۲۷ - جمادی الاولی روز پنجشنبہ ۱۳۰۳ھ

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مقدمہ میں کہ جس شخص کی زوجہ نماز نہ پڑھتی ہوگی تو اُسکی اولاد حرامی ہوگی یا کیا۔

الجواب صحابہ و تابعین و تبع تابعین نے تارک صلوۃ کے کفر میں اختلاف کیا ہے فی التفسیر المظہری تحت قولہ تعالے حافظوا علی الصلوات واما تارک الصلوۃ عمدا فقال احمد یکفر وقال مالک والشافعی وہو روایۃ عن احمد انہ لا یکفر لکن یستتاب فان تاب والا قتل وقال ابو حنیفۃ لا یقتل لکن یحبس ابدا حتی یموت او یتوب آہ وفی نفع المفتی والسائل وقد اختلف الصحابۃ والتابعون فی کفر من ترک الصلوۃ متعمدا وجزائہ فقال من الصحابۃ سیدنا عمر وعبد اللہ بن مسعود وعبد اللہ بن عباس ومعاذ بن جبل وجابر بن عبد اللہ وابو الدرداء وابو ہریرۃ وعبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم ومن غیر الصحابۃ احمد بن حنبل واسحق بن راہویہ والنخعی وایوب السجستانی وابو داؤد الطیالسی وابو بکر بن ابی شیبۃ ان من ترک الصلوۃ فی وقت عمدا بلا عذر یکفر وقال حماد بن زید ومکحول والشافعی ومالک لا یکفر ولکن یقتل وعندنا لا یکفر ولا یقتل ویعزر تعزیرا آہ پس جنہوں نے تارک صلوات کو کافر کہا ہے چونکہ ارتداد احد الزوجین مبطل نکاح ہے اُنکے نزدیک نکاح ٹوٹ جائیگا اُسکے بعد جو وطی کریگا حرام ہے اور جو اولاد ہوگی الولد للحرام

اولاد زن تارک صلوٰۃ

اور جمہور کہ ترک صلوٰۃ کو موجب کفر نہین کہتے اُنکے نزدیک نکاح باقی ہے اور وطی حلال اور اولاد حلال اور مذہب جمہور کا راجح ہے لقولہ علیہ السلام فی حدیث طویل ومن لم یفعل ای احسان الوضوء والصلوٰۃ بوقتہا واتمام الرکوع والخشوع فلیس علی اللہ عہد ان شاء غفر لہ وان شاء عذبہ رواہ احمد وابو داوٗد والنسائی نحوہ تفسیر مظہری۔ پس ہمارا مذہب یہی ہے کہ صورت مسئولہ مین اولاد حرامی نہ ہوگی واللہ اعلم

سوال۔ کیا فرماتے ہین علماے دین کہ عامل بدعات سیئہ بروز حشر مطلقاً مسلم یا کافر محروم الشفاعت ہوگا کما صرح صاحب التوضیح والتلویح بینوا توجروا

الجواب تلویح کی یہ عبارت ہے ترک الواجب حرام یستحق العقوبۃ بالنار وترک السنۃ المؤکدۃ قریب من الحرام یستحق حرمان الشفاعۃ لقولہ علیہ السلام من ترک سنتی لم ینل شفاعتی پس اول تو یہ حدیث جو بلا سند ذکر کی ہے مساوی احادیث صحاح کے نہین ہوسکتی اور اگر مساوی بھی ہو تو اسمین تخصیص مبتدع کی نہین بلکہ ہر تارک سنت کے حق مین عام ہے خواہ ترک تاویل فاسد سے ہو جسکو بدعت کہتے ہین یا محض براہ تکاسل وتہاون ہو اگر متاول محروم ہے تو متکاسل بھی بے بہرہ ہے اور تارک واجب وفرض بدرجہ اولے محروم ہے کیونکہ ترک فرض وواجب متضمن ہے ترک سنت کو مع زیادت کے جب صرف ترک سنت سے محروم الشفاعۃ ہوا تو ترک سنت مع امر آخر سے تو بدرجہ اولی محروم ہوگا پس لازم آتا ہے کہ کسی عاصی کی شفاعت نہو پھر اس حدیث کے کیا معنے ہونگے شفاعتی لاہل الکبائر من امتی رواہ الترمذی وابو داوٗد وابن ماجہ عن جابر رض پس یا دونون حدیثون مین تعارض کہا جاویگا تب بھی صحاح کی حدیث راجح ہوگی یا کسی صورت سے تطبیق دیجاویگی اور وہ کوئی تاویل کرکے کہا جاویگا کہ تارک فرض محروم نہوگا اُسی تاویل سے یہ بھی کہنا پڑیگا کہ تارک سنت بھی محروم نہین کیونکہ حرمان تارک سنت مستلزم ہے حرمان تارک فرض وواجب کو اور نفی لازم کی مستلزم ہے نفی ملزوم کو ہرگاہ حدیث منقول ماول ہوئی حرمان شفاعت مبتدع مین کیسے حجت ہوسکتی ہے فافہم یہ جواب تو الزامی تھا اور تحقیقی جواب یہ ہے کہ یا تو یہ تہدید ہے یا مراد شفاعت سے شفاعت خاصہ ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روز قیامت دس قسم کی شفاعت مین اذن ہوگا۔ اول شفاعت عظمٰی واسطے خلاصی اہل محشر کے موقف سے دوسری ایک قوم کو بلاحساب جنت مین داخل کرنے کے لیے تیسری اُن لوگون کے لیے جنکے حسنات وسیئات برابر ہون چوتھے اُن لوگون کے لیے جو مستحق دوزخ کے ہوچکے ہون۔

تحقیق حرمان تارک سنت از شفاعت

واقسام شفاعت

پانچوین رفع درجات وزیادت کرامات کے لیے۔ چھٹے گنہگارون کو دوزخ سے نکالنے کے لیے ساتوین استفتاح باب جنت کے لیے۔ آٹھوین مستحقین خلود کی تخفیف کے لیے نوین خاص اہل مدینہ کے لیے دسوین خاص زائرین روضۂ پاک کے لیے ہکذا ذکرہ الشیخ الدہلوی فی اشعۃ اللمعات پس حرمان تارک سنت کا شفاعت خامسہ سے ہوگا نہ سادسہ سے قال العلامۃ الشامی ناقلا عن العلامۃ الطحطاوی قولہ علیہ السلام من ترک اربعا قبل الظہر لم ینل شفاعتی ولعلہ للتنفیر عن الترک اویراد شفاعتہ الخاصۃ اور سادسہ کل مومنین کو عام ہوگی قال الشیخ الدہلوی المذکور المبرور تحت حدیث شفاعتی لاہل الکبائر ومراد شفاعت ست کہ برائے نجات وخلاص از عذاب بود امابرائے رفع درجات ومزید کرامات ثابت ست برای اولیا واتقیا وصلحا البتہ اگر حد کفر تک پہونچ جاوے وہ مثل کفار کے اس شفاعت سے بھی محروم ہوگا لقولہ علیہ السلام ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرجہم من النار وادخلہم الجنۃ حتی مایبقی فی النار الا من حبسہ القرآن متفق علیہ واللہ اعلم۔

سوال۔ چہ میفرمایند علماء دین دار ومفتیان تقوی شعار درین مقدمہ کہ حضرت احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بہتر وافضل تر تمامی مخلوقاتست آنکہ بشیر ونذیر را تشبیہ بکرشن کنہیا دادن وبلفظ ہتک چروا ہاگفتن وحق جل جلالہ وعم نوالہ را رام وصنم وشیام گردانیدن از نص قرآن مجید فرقان حمید یا حدیث شریف یا باقوال امامان فیض توامان وتابعین وتباع تابعین وبزرگان دین درست ست یا کفر صغیرہ است یا کبیرہ مکروہ تحریمہ است یا تنزیہ فقط

الجواب۔ اہانت وگستاخی کردن در جناب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کفر است پس اگر کسے این الفاظ در شان پاک حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اہانۃً واستخفافاً وسخریۃً واستہزاءً گوید کافر شود وہمچنین بیباکی وبیہودگی در بارگاہ ایزد لایزال اقبح کفریات واشنع الحادست پس اگر قائل این الفاظ بلاتاویلی وتوجیہی این الفاظ میگوید کافر شود ومستوجب عقوبت ومواخذہ است واگر بتاویلے وتوجیہے گوید کافر نہ شود لیکن منع کردہ شود کہ درینہا ایہام کفر والحادست یکفر اذا وصف اللہ تعالی بما لا یلیق بہ او تسخر باسم من اسمائہ۔ عالمگیری ج ۲ ص ۲۸۰ وقال فیما یتعلق بالانبیاء یکفر لانہ شتم لہم واستخفاف بہم الیضا ص ۲۸۳ فقط ۱۹ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۰ھ

سوال۔ کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کو کلمات اہانت

بلفظ کافر اور بددین اور بے ایمان کہے اور زدوکوب کی حالانکہ وہ خاوند نیک اور عالم فاضل شخص ہے اور معاملہ نشوز کا اختیار کیا اس صورت میں وہ عورت حالت ایمان پر رہی یا نہ رہی اور خاوند اوس عورت کا مالک طلاق کا رہا یا نہ رہا اور اوس عورت کا حکم مرتدہ کا ہے یا نہیں اور اوس خاوند سے بعد توبہ اور رجوع الی الایمان نکاح کی تجدید چاہیے یا نہیں فقط۔

الجواب - عالم کی اہانت اگر بمقابلہ امر دین وحکم شرع کے ہو اوس سے کافر ہو جاتا ہے اور جو کسی دنیاوی قصہ کی وجہ سے ہو سخت گنہگار ہوگا لیکن کافر نہوگا تو صورت مذکورہ مین اگر کسی دین کی بات مین عورت نے خاوند کی اہانت کری ہے کافر ہوگئی بعد توبہ تجدید نکاح ضرور ہے اور اگر کسی دنیاوی معاملہ مین یہ امر ہوا تو کافر نہوگی اور نکاح باقی رہیگا لیکن گنہگار ہوگی کہ خاوند عالم کی اہانت کری اور جب نکاح باقی ہے خاوند طلاق کا مالک بھی ہوگا ورنہ نہوگا بغیر طلاق کے فسخ ہوجاویگا۔ ویخاف علیہ الکفر اذا شتم عالماً او فقیہا من غیر سبب۔ عالمگیری ج ۲ ص ۹۰ - ۱۴ جمادی الاولی سنہ ۱۳۱۰ھ

سوال - کسی نے دوسرے سے کہا مسجد مین گلگلے کیون رکھے گئی تھی کیا اللہ میان وہان بیٹھے تھے اوسنے کہا ہان کیا یہ کلمہ کفر ہے اور تجدید نکاح کی ضرورۃ ہے۔

الجواب - غالباً مقصود قائل کا تمکن وتحیز کا عقیدہ نہیں نہ انکار ہے نصوص علی العرش وغیرہ کا ایسے کفر نہیں دعوی تمکن کو فقہاء نے بناءً علی انکار النص کفر کہدیا ہے واذلیس فلیس فقط واللہ اعلم۔

تقریظ بر رسالہ مثبت خصوصیت علم محیط بہ حق تعالی وتفتیش

از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بعد الحمد والصلوٰۃ احقر الوری اشرف علی عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب مین جو آیات واحادیث وارد ہین وہ تین قسم کی ہین ایک وہ جو یقیناً ایجاب جزئی کو مفید ہین - دوسری وہ جو یقیناً سلب جزئی کو مفید ہین اور ان دونون قسمون مین گفتگو کوئی کلام نہیں اور یہ امر کہ وہ بالمعنی الاعم علم غیب کہا جاویگا یا بالمعنی الاخص علم غیب نہ کہا جاویگا محض تفاوت اصطلاح ہے قابل التفات نہیں البتہ ایہام سے احتراز واجب ہونا یہ مسئلہ فقہیہ ہے جو اس بحث سے خارج ہے اگرچہ فی نفسہ یہ حکم

وجوب صحیح ہے تیسری وہ جو محتمل ایجاب کلی و ایجاب جزئی دونون کو ہے اور اسی قسم مین کلام ہے
جو لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہین
وہ اس قسم ثالث کو ایجاب کلی پر محمول کرتے ہین اور اسی ایجاب کلی کو اپنا متمسک ٹھیراتے ہین اور جو
باوجود تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونے کے اس علم محیط کی نفی کرتے ہین وہ ایجاب جزئی پر محمول کرتے
ہین اور یہی ملخص ہے نزاع کا اب بتوفیقہ تعالیٰ یہ احقر سالکانہ کہتا ہے کہ جب ایجاب کلی بوجہ احد المحتملین
ہونے کے قطعی الدلالت نہین ہے تو مقام اثبات عقائد مین جو کہ دلیل قطعی الثبوت قطعی الدلالت پر
موقوف ہے اوس سے کب استدلال صحیح ہوگا بخلاف ارادہ ایجاب جزئی کے کہ وہ اپنا توضین ہی
ہے اور ایجاب کلی کے لیے لازم ہے تو وہ ہر حالت مین متیقن ہوا اور ثانیاً مدعیانہ کہتا ہے کہ ایجاب
جزئی پر حمل کرنا حق ہے اور ایجاب کلی پر حمل کرنا باطل ہے دلیل اسکی یہ ہے کہ ایجاب کلی مین بحسب عقلی
تین احتمال ہین یا اس ایجاب کے زمانہ نسبت کو سلب جزئی کے زمانہ نسبت سے معیت ہوگی یا تقدم
ہوگا یا تاخر ہوگا اور تینون باطل ہین کیونکہ اگر معیت مانی جاوے تو اجتماع نقیضین لازم آتا ہے اسلیے
کہ موجبہ کلیہ و سالبہ جزئیہ باہم متناقض ہوتے ہین اور اگر تقدم مانا جاوے تو لازم آتا ہے کہ اول حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو سب علوم عطا فرما دیے گئے ہون پھر بعد مین بعض علوم نعوذ باللہ سلب کر لیے گئے
ہون سو اول تو یہ امر عقلاً شنیع ہے ثانیاً مقتضاے رب زدنی علماً کے مخالف ہے ثالثاً خود عقیدہ خصم
کے بھی خلاف ہے اور اگر تاخر مانا جاوے جیسا دفع اجتماع النقیضین کے لیے خصم کا عذر ہے تو یہ روایات
صحیحہ کے مصادم ہے جن سے بعض مراد تحقق سلب جزئی کا تاخر زمانہ نسبت قضایا محتملۂ ایجاب کلی
سے یقیناً معلوم ہوتا ہے جیسا تتبع روایات سے ماہر پر ظاہر و باہر ہے بالخصوص بعض روایات مفیدہ
سلب جزئی کہ اوسمین احتمال عقلی بھی نہین ہوسکتا کہ زمانہ حکم ایجاب کلی کو اوس سے تاخر ہو مثلاً
یہ حدیث صحاح کی کہ قیامت مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض لوگون کو حوض کوثر کی طرف بلاوینگے
ملائکہ عرض کرینگے انک لاتدری ما احدثوا بعدک جملہ لاتدری الخ مفید ہو رہا ہے سلب جزئی
کو اور چونکہ یہ واقعہ قیامت کا ہے اسمین احتمال عقلی بھی نہین کہ زمانہ ورود روایات محتملۂ ایجاب کلی
کو اس سلب جزئی سے تاخر ہو جیسا ظاہر ہے پس جب ایجاب کلی کے تینون احتمال معیت و تقدم
و تاخر کے باطل ہوے تو ایجاب کلی باطل ہوا تو دوسرا محمل یعنی ایجاب جزئی متعین اور حق ٹھہرا

اور یہی مذہب ہے نفاۃ کا اور اس مذہب پر تمام نصوص باہم متطابق ومتوافق ومتظافر ومتظاہر رہین گے کیونکہ ایجاب جزئی وسلب جزئی باہم متناقض نہین ہوتے اور اسپر کوئی اور محذور بھی لازم نہین آتا اس لیے مذہب نفاۃ کا ثابت اور مذہب مثبتین کا منفی ہوگیا اور یہی مطلوب تھا والحمد للہ تعالی علی ذلک فقد جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کتب بالغد من یوم الفطر سنہ ۱۳۲۰ھ فی بلدۃ بریلی

سوال زید کہتا ہے کہ مین حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ سے بدعقیدہ ہون اور کسیطرح جی نہین چاہتا کہ اونکے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہون مگر اب تک کہا ہے اور کہتا ہون اور کہونگا زید یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ تھے تو صحابی مگر دل مین سلطنت کی محبت رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ کسیطرح سلطنت یا خلافت میرے ہی خاندان مین رہے اسی بنا پر اونہون نے اپنے بیٹے یزید سے کہدیا تھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو مار ڈالنا پھر زید اس اخیر جملہ کے خلاف ایک یہ روایت بیان کرتا ہے کہ اونہون نے (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے) حضرت امام حسین کے مار ڈالنے کو یزید سے نہین کہا تھا۔ غرض زید مختلف روایتین بیان کرتا ہے اور غالباً اول روایت کو صحیح جانتا ہے زید اپنے خیالات کی تائید مین یہ بھی پیش کرتا ہے کہ شمس التواریخ کے مصنف نے بھی اپنی تصنیف مین جابجا حضرت امیر معاویہ پر طعن کیے ہین۔ زید یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ پکے مسلمان نہ تھے البتہ مرتے وقت پکے مسلمان ہوگئے تھے اب دریافت طلب یہ ہے کہ زید جو اپنے کو سنی اور حنفی کہتا ہے تو ان عقائد اور خیالات کے رکھنے سے اوسکی سنیت اور حنفیت مین کچھ نقصان آتا ہے یا نہین اور ایسے شخص کے پیچھے نماز وغیرہ پڑھنے مین اور اس کی محفلون اور جلسون مین بیٹھنے سے کچھ خرابی تو نہین آتی اور یہ ارشاد فرمائیے کہ اہل سنت وجماعت کو حضرت امیر معاویہ اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کیا عقیدہ رکھنا چاہیے اور شمس التواریخ اور اوس کے مصنف جو اکبرآبادی ہین اور غالباً ابھی زندہ ہونگے اسلام مین کیا رتبہ رکھتے ہین آیا اونکی تصانیف قابل اعتبار ہین یا نہین۔

الجواب۔ حدیث مین ہے لاتسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ متفق علیہ اور حدیث مین ہے اکرموا اصحابی فانھم خیارکم رواہ النسائی

اور حدیث میں ہے لا تمس النار مسلما رانی اور ای من رانی رواہ الترمذی اور حدیث میں ہے
فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم رواہ الترمذی اور حضرت ابوسفیان
رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ صحابی یقیناً ہیں اسلیے احادیث مذکورہ انکو
شامل ہونگی پس اُن کا اکرام اور محبت واجب ہوگی اور اُن کو برا کہنا اور اُن سے بغض و نفرت رکھنا
یقیناً حرام ہوگا اور اُن سے جو کچھ منقول ہے بعد تسلیم صحت نقل اون اعمال پر اونکے حسنات بلکہ خود
ایک وصف صحابیت غالب ہے جیسا ارشاد نبوی ہے فلو ان احدکم الخ اسپر دال ہے اور اسی
بنا پر لا تمس النار الخ فرمایا ہے پس جو وسوسہ و خطرہ بلا اختیار دل میں پیدا ہو وہ عفو ہے اور جو عقیدہ
اور تعلق اختیار سے ہو اوسکی اصلاح واجب ہے اور جو شخص باختیار بدگمانی یا بدزبانی یا بغض و
نفرت رکھیگا لا محالہ وہ احادیث نبویہ کا مخالف اور خارج از اہل سنت وجماعت ہے جیسا کتب اہلسنت
سے ظاہر ہے اسلیے اوسکی امامت بھی مکروہ ہے اور اختلاط بلا ضرورہ ممنوع فی شرح العقائد النسفیۃ
وما وقع بینہم من المنازعات والمحاربات فلہ محامل وتاویلات فسبہم والطعن
فیہم ان کان مما یخالف الادلۃ القطعیۃ فکفر کقذف عائشۃ رضی اللہ عنہا والا
فبدعۃ وفسق آہ شمس التواریخ نظر سے نہیں گذری نہ مصنف کا حال معلوم واللہ اعلم۔

سوال۔ مسلمان کو علم نجوم پڑھنا کیسا ہے اور نجومی نے جو لوگوں کو اخبار غیبی بتلا کر زر و لباس وغیرہ
فراہم کیا ہے شرعاً وہ کمائی کیسی ہے بعض لوگوں کا مقولہ ہے کہ یہ علم حق تعالی نے حضرت ادریس علیہ السلام
کو تعلیم کیا تھا اور نجومی جو وقوع حوادث آیندہ گو کہ امر تقدیری ہے بقواعد نجوم بتاتا ہے یہ کچھ علم غیب
میں شمار نہیں تو مسلمانان معتقدین نجوم کا اسطرح عقیدہ رکھنا اور بیان کرنا شریعت میں کیسا سمجھا جاتا

الجواب۔ چونکہ اسپر مفاسد اعتقادیہ و عملیہ مرتب ہوتے ہیں لہذا حرام ہے اور بعض اوقات مفضی
بکفر ہے اور ایسی کمائی بھی حرام ہے۔ اس مقولہ کا جواب یہ ہے کہ اولاً یہ روایت ثابت نہیں دوسرے
وہ خاص قواعد سند صحیح سے منقول نہیں جس سے یہ کہا جاوے کہ یہ وہی علم ہے۔ تیسرے عامہ
پر خود اہل فن اور دوسرے رجوع کرنے والے بھی کواکب کو متصرف و فاعل مستقل سمجھتے ہیں جو
عقیدہ علم غیب کے خود یہ عقیدہ استقلال فعل و تصرف کا شرک جلی اور منافی توحید ہے۔ چوتھے جو
بلا اسباب علم ہو وہ علم غیب ہے اور جو چیز اسباب علم سے نہو اوس کا سبب سمجھنا باطل ہے

کواکب کا اسباب علم سے ہونا ثابت نہین - پس یہ اسباب علم نہ ہوئے تو انکو اسباب سمجھنا باطل ہوا پس انکے ذریعہ سے جس علم کے حاصل ہونیکا دعوے کیا جاویگا وہ علم بلا اسباب ہوگا اور یہی علم غیب ہے پس اہل نجوم اس اعتبار سے مدعی علم غیب ہوئے اور ان کا مصدق معتقد علم غیب کا ہوا یا نچوین جسطرح عقیدہ باطلہ معصیت ہے اسیطرح عمل غیر مشروع بھی معصیت ہے اور نجومی اس سے خالی ہے نہین -

سوال - بعض قرار لکھتے ہین کہ تمام کلام اللہ مین چند مقام ایسے ہین کہ زیر زبر پیش کے بدلنے سے کافر ہو جاتا ہے اور اسکے کفر مین علماء کا اتفاق ہے تو کفر ہونا بر تقدیر قصداً دانستہ پڑھنے کے ہے یا سہواً اور عدم علمیت کی تقدیر پر بھی علیٰ ہذا کلمات کفر کے متعلق بھی سوال ہے و نیز وقف لازم کے متعلق قرار لکھتے ہین کہ بعض مقام مین بوجہ عدم وقف کے خوف کفر ہے یہ حکم کفر تغلیظا ہے جیسے من ترک الصلوٰۃ الخ مین اور کفر کے معنے کیا ہین اور بر تقدیر کفر ہونے کے تجدید نکاح و ایمان ضروری ہے یا نہین

الجواب - حقیقت کفر متعلق اعتقاد کے ہے سو جو شخص معنے نہین سمجھتا یا قصداً نہین کہا او سپر کفر کا حکم کیسے ہو سکتا ہے اسلیے نہ تجدید ایمان کی ضرورت ہے نہ تجدید نکاح کی بعض قرار نے جو لکھدیا ہے بعض جگہہ تو بالکل غلط کہا ہے اور بعض جگہہ فساد معنے لازم آتا ہے یہ مراد ہے کہ فی نفسہ یہ کلمہ موجب فساد ہے اور مستلزم کفر کو کسی عذر سے بچ جائے - فقط واللہ اعلم

کتاب المناظرہ

سوال - تقریباً ایک ماہ کا عرصہ گذرا کہ ایک اہل تشیع نے مجھسے دو سوال پیش کئے تھے ایک تو یہ کہ انسان کو اشرف المخلوق کیون کہتے ہین - دوم یہ کہ قرآن جمیع اولاد آدم کی ہدایۃ کے لیے اترا ہی اور اولاد آدم اکناف عالم مین ایسے مختلف جزائر مین بھی آباد ہے کہ اُس جگہ اس وقت دن ہے اور دوسرے مقام پر رات تو سورۃ لیلۃ القدر مین جو فضیلت شب منصوص ہے اس کا مصداق وہ مقام نہ ہونگے جہان اُسوقت دن ہوگا ایسا اختلاف نزول ملائکہ مین کیون واقع ہوگا حالانکہ کلام الٰہی جملہ بنی نوع انسان کے لیے حالات پر منطبق ہونا چاہیئے وہ شخص جواب عقلی مانگتا ہے نہ نقلی

ف یہ کتاب المناظرہ اور اسکے بعد کے سب مباحث آخر جلد ہٰذا تک سب کے سب عنوان بالا یعنی عقائد کلام ہی کے مناسب بلکہ اوسمین داخل

نۃ عدم تکفیر بغلط خواندن قرآن

نۃ رفع شبہ متعلق تعیین لیلۃ القدر با وجود اختلاف اوقات لیل و نہار

پہلے جواب میں تو میں نے اس کی تسکین کردی مگر اس کے جواب کی ضرورت ہے۔ فقط

الجواب سوال دوم کا جواب بہت ظاہر ہے جس زمانہ و وقت کے ساتھ جو حکم یا فضیلت متعلق ہے ہر جگہ جب وہ وقت وہ زمانہ آویگا اسی وقت حکم یا فضیلت بھی واقع ہوگی پس جس طرح نمازوں کا حکم ہر جگہ طلوع و غروب کے ساتھ ہے اسی طرح یہاں کے حساب سے جو لیلۃ القدر کی اسوقت وہ برکات خاصہ یہاں نازل ہونگے اور جس وقت دوسری جگہ کے حساب سے وہاں لیلۃ القدر ہوگی ویسے ہی برکات اور رحمت وہاں اسوقت متوجہ ہونگی وہذا ظاہر جدًا فقط

سوال ۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی در شرح اشعۃ اللمعات میفرمایند در باب فدک از صحیح بخاری کہ از وقتیکہ با جناب صدیق و حضرت زہرا درین باب مکالمہ واقع گشت ازان باز جناب سیدہ مطہرہ از حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کلام نکرد تا اینکہ انتقال فرمود و رخت ارتحال کشید از ظاہر کلام شیخ رحمہ از مضمون صحیح بخاری پیداست کہ این عدم تکلم از بنا بر ہمان ملالت ست پس مدلول حقیقتش چیست +

الجواب پر ظاہرست کہ حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضہ در منع فدک مستند بدلیل شرعی قطعی مسلم عند علی رضہ و فاطمہ رضہ بود پس اگر ہجران حضرت سیدہ رضہ نیز قبلہ و کعبہ سنیان ہمستند بنا برین علما محققین لم تتکلم را بر معنے لم تتکلم فی ہذا الامر محمول کردہ اند و لو سلمنا کہ لم تتکلم بر معنے متبادر محمول باشد تاہم چہ دلیل کہ این ہجران از ملالت بود و اگر بروایتی تصریح ہم برآید ممکن کہ ظن راوی باشد فقیر میگوید کہ انصاف پسندان غور فرمایند کہ حضرت فاطمہ رضہ کہ با ابی بکر رضہ رشتہ محرمیۃ نسبیہ یا رضاعیہ نمیداشتند پس عدم تکلم فیما بینہما مقتضائے حالت اصلی و موجب سیادت و عفت سیدہ است پس بر حالت اصلی چگونہ حیرت دست دادہ بلکہ اگر تعجب باشد از تکلم باید کہ چرا با اجنبی مکالمت فرمودند لیکن چون ضرورت طلب حق بود این استبعاد ہم مرفوع است لاسیما کہ حضرت ابو بکر رضہ در حضرت سیدہ رفتہ مستدعی صفا و رفع کدورت شدند چنانچہ در بعض روایات کہ نشانش درینوقت مستحضر نیست آمدہ و حضرت سیدہ رفع ملال فرمودند و اگر گویم کہ انقباض تا بلب گور ہمراہ بردند پس این انقباض طبعی بود کہ رفع آن غیر مکلف و از لوازم بشریت است ولا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا خصوصًا اگر دلیل حضرت ابو بکر رضہ بزعم و اجتہاد ایشان ماول بنا ویلی باشد نہ بر بیان بلامت کہ باجتہاد خود خویش را مستحق مے پنداشتند ونہ۔

بر حضرت ابوبکرؓ کہ ایشان باتباع اجتہاد خود مامور بودند تقلید حضرتؓ سیدہ جائز نبود خصوصاً فدکیکہ اجتہاد ایشان نموافق باشد باجتہاد سائر صحابہ وام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واللہ اعلم

سوالات عیسائی منقولہ از پرچہ (نور علی نور) بابت جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۲۱ھ

حل سوالات عیسائی

اگر کوئی مولانا صاحب حسب ذیل سوالوں کو قرآن شریف سے ثابت کردین تو از ان وقت ہم محمد عربی کا رسول ہونا مان لین گے اوّل قرآن شریف کی کسی آیت سے آنحضرت کو معصوم ثابت کیجیے۔ دوم انجیل کو کسی قرآن کی آیت سے منسوخ کیجیے۔ سوم علاوہ شق القمر کے کوئی معجزہ قرآن شریف سے ظاہر کیجیے۔

الجواب۔ الحمد للہ المتفضل علے رسولہ بقولہ ولولا فضل اللہ علیک الی قولہ عظیماً وقولہ لولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیہم شیئا قلیلا وقولہ الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا الی قولہ ہم المفلحون وقولہ وانزلنا الیک الکتاب بالحق الی قولہ لقوم یوقنون وقولہ بل ہو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم وقولہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔ اما بعد پرچہ نور علی نور لدھیانہ مطبوعہ یکم اگست مین صفحہ ۵ پر کسی پادری صاحب کے تین سوال ایک مسئلہ عصمت کا دوسرا نسخ انجیل کا تیسرا شق القمر کے علاوہ معجزہ کے ثبوت کا جن کا جواب اونہون نے قرآن مجید سے چاہا ہے نظر سے گذرے چونکہ وجوب جواب کے لیے سوال کا معقول اور اصول صحیحہ پر منطبق ہونا ضروری ہے اس لیے ہم اُن فروگذاشتون کو جو سائل صاحب سے ان سوالات مین واقع ہوئی ہین اظہار کرتے ہین تاکہ آیندہ سے جو سوال کرین اوسمین ایسے امور کا لحاظ رکھین اوّل جاننا چاہیے کہ جس مدعی کا دعوی ہو اوس دعوی کو محفوظ رکھکر اوس کی دلیل کا مطالبہ کرنا زیبا ہوتا ہے سائل صاحب نے تینون سوالون مین مسلمانون کے دعوی کو بدل دیا ہے یعنی مسلمانون کا دعوی تینون مسئلون مین یہ ہے کہ قطعی دلیل سے انکا ثبوت ہے اور قطعی دلیل اونکے یہان قرآن مجید مین منحصر نہین بلکہ قرآن مجید اور خبر متواتر اور اجماع اور دلیل عقلی برہانی یہ سب اونکے نزدیک قطعی دلائل ہین پھر قطعیت مین بھی اونکے نزدیک دو مرتبے ہین ایک وہ جس کا انکار کفر ہو گو انکا بتاویل ہو ایک وہ جسکا انکار اگر تاویل سے ہو کفر نہ ہو بدعۃ سئیہ ہو۔ پس مسلمانون کے دعوے مذکورہ کا حاصل یہ ہوا کہ یہ تینون مسئلے دلائل مذکورہ سے ثابت ہین خواہ کسی دلیل سے ہون اور دونون مرتبہ

مذکورہ مین سے کسی مرتبہ مین ہون اب ان سے صرف دلیل قرآنی کا مطالبہ کرنے والے سے دریافت کیا جاتا ہے کہ آیا تمہارے نزدیک ان کا دعوی یہی ہے کہ یہ سب مسائل قرآن سے ثابت ہین یا یہ دعوے ہے کہ کسی دلیل قطعی سے ثابت ہین شق اول پر تو اونکے دعوے کی تغییر لازم آتی ہے کیونکہ اُن کا یہ دعوی نہین ہے جیسا اوپر مذکور ہوا اور شق ثانی پر خاص قرآن سے جواب دینا اونکے ذمہ ضرور نہین پس دونون شقون پر مطالبہ دلیل کا استحقاق نہین پہونچتا۔ دوم بعد محفوظ رکھنے دعوے کے بھی سائل کو کسی خاص دلیل کا مطالبہ اوسوقت زیبا ہے جب خود اوس دلیل کو وہ صحیح سمجھتا ہو ورنہ بیفائدہ مجیب کا وقت ضائع کرنا ہے مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ ہم تو جب جانین کہ فلانے واقعہ کی شہادت زید سے دلوادو اور خود زید کو کاذب کہتا ہو تو مخاطب کو اس سعی بیفائدہ سے کیا حاصل ہوگا کیونکہ اگر زید سے شہادت بھی دلوادی تو اوسوقت وہ یون کہدے گا کہ میرے نزدیک زید کاذب ہے پس سائل صاحب دو حال سے خالی نہین یا قرآن کو مانتے ہین یا نہین اگر مانتے ہین تو مسلمان ہونے کا اقرار کرین پھر سوال کرنا اس حیثیت سے بے موقع نہین اور اگر نہین مانتے تو بے فائدہ قرآن کی شہادت کیون مانگتے ہین اور یہ اونکا کہنا کسکے دل کو لگ سکتا ہے کہ اگر قرآن سے ثابت کردین تو ہم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول ہونا مان لین گے کیونکہ جو شخص شاہد کو کاذب کہتا ہو گا وہ واقعہ کو کیسے صادق سمجھے گا یہ تو محض کلام بے معنے ہے۔ سوم ترتیب فطری سوالات کی یہ ہے کہ اگر بہت سے امور مجتمع ہون تو اول وہ باتین دریافت کرنا چاہیے جنمین اصل گفتگو ہو اور جنکے طے ہونے سے مابعد کے امور آسانی سے طے ہو جاوین نہ یہ کہ ایسی بات پوچھی جاوے کہ اگر وہ طے بھی ہو جاوے تو اصل الاصول کی تحقیق پھر باقی رہی پس مسلمانون مین اور پادری صاحب مین مسائل مختلف فیہا مین سے سب سے بڑا نبوت و رسالت کا مسئلہ ہے جب تک اسمین اختلاف رہیگا اگر مسئلہ نسخ یا معجزہ یا عصمت پر حجۃ بھی قائم کردی گئی تو ہم پوچھتے ہین کہ آیا مسلمان ہونے کے لیے اوسکی تحقیق ضروری ہوگی یا نہین شق ثانی بداہۃً غیر قابل تسلیم ہے شق اول پر ان مسائل کی تحقیق مین اتنا وقت صرف کرنے سے کیا فائدہ نکلا چونکہ یہ سوالات محض خلاف اصول کیے گئے ہین لہذا مسلمانون کے ذمہ اُنکا جواب نہین ہے اب اُن فروگذاشتون کے اظہار کے بعد ہم خیرخواہانہ عرض کرتے ہین کہ اگر آپ کو واقع مین دل سے طلب حق مقصود و منظور ہے تو آپ ظاہر فرمائیے آپکو

کسی عالم محمدی کا نام بتلایا جاوے گا آپ بالمشافہ گفتگو کر کے اپنی تسلی کر لیجیے اور اگر ہرانی جتانی ہی مقصود ہے تو غریب مسلمانون کو ان عنایتون سے معاف رکھئے کیونکہ اس صورۃ مین تقریر و تحریر سب بے سود ہے - ۱۸- جمادی الاولی ۱۳۲۱ھ

سوال - ایک شخص کے یہ اقوال ہین ان کا کیا جواب ہے (قول اول) روضۃ الصفا اور بہت سی کتابون سے نقل کر کر ترجمہ کیا ہے بخوف طوالت عبارت نقل نہین کرتا صرف ترجمہ عرض کئے دیتا ہون وہ یہ ہے کہ جب آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد المطلب کو جمع کر کے فرمایا کہ مین تمہارے لیے دنیا و دین کی بھلائی لایا ہون اور اللہ تعالے نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم کو اس کی طرف بلاؤن پس تم مین سے کون ایسا ہے کہ اس امر مین میری مدد اور وزارت کرے اور میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہو قوم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور مطلق التفات نہ کی (حضرت علی رض کہتے ہین کہ یہ حال دیکھکر) مین نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ آپ کی نصرت اور وزارت کے لیے مین موجود ہون پس جناب رسالتمآب نے میری گردن پر ہاتھ رکھا اور قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے تم اس کا حکم سنو اور اطاعت کرو انتہی بلفظہ

الجواب - روضۃ الصفا اتفاق سے مل گئی اسمین اول تو آوردہ اند کر کے یہ حکایت بیان کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود مولف ہی کو وثوق نہین ہے ثانیا اگر اُن کو وثوق بھی ہوتا تو جب بھی کوئی روایت بلا سند معتبر نہین اور اُس مین سند کا نشان بھی نہین ثالثا اُس مین لفظ خلیفہ کا کہین پتہ بھی نہین رہا بھائی ہونا سو اس سے کس کو انکار ہے اور لفظ وصی عام ہے کچھ خلافت کے ساتھ مخصوص نہین حدیث فاستوصوا بہم خیرا مین ساری امت کا وصی ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ روضۃ الصفا مین در فضائل اہل بیت آوردہ اند کہا ہے اور اثبات خلافت نہین کہا معلوم ہوا کہ محض مثبت فضیلت ہے و بس اور کتابین اگر دکھلائی جاوین تو جواب دیا جاوے باقی یہ امر ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بدون سند صحیح کوئی روایت احتجاج مین مقبول نہین ہو سکتی گو کسی کتاب مین ہو واللہ اعلم

قول دوم - بعضی کتابون سے ثابت کیا ہے کہ آیت یاایہا الرسول بلغ الآیۃ بروز غدیر خم حضرت علی رض کی شان مین نازل ہوا ہے انتہی بلفظہ -

الجواب - اول تو حسب قاعدہ مذکورہ جواب قول اول سند صحیح کا مطالبہ کیا جاتا ہے بدون اس کے

حجت نہین دوسرے بر تقدیر تسلیم یہ اہل سنت کو مضر نہین غایت مافی الباب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک فضیلت کا اثبات ہوگا سو فضائل مرتضویہ کا کون منکر ہے باقی خلافت یا افضلیت علی الکل کا اسمین کہین نشان نہین اور حدیث غدیر سے صرف حضرت علی رض کا محبوب المومنین ہونا ثابت ہوتا ہے سو وہ عین دین ہے۔

قول سوم۔ تفسیر ابن مردویہ۔ تفسیر در منثور تفسیر فتح البیان سے نقل کیا ہے عن ابن مسعود قال کنا نقرء علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ انتہے کلامہ۔

الجواب۔ لفظ مولی مشترک ہے واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال اور قرینہ مقام سے معنے محبوب کو ترجیح ہے کیونکہ امام احمدؒ کی روایت مین اس کے بعد یہ بھی ہے اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ اور ظاہر ہے کہ عداوت کے مقابل ولایت بمعنے محبت ہے۔

قول چہارم۔ بعض کتب سے نقل کیا ہے کہ جب آنحضرت نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمایا تو یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم آلخ نازل ہوئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کا شکر کرتا ہون مین اکمال دین اور اتمام نعمت پر اور اسبات پر کہ وہ میری رسالت اور علی رض کی ولایت سے راضی اور خوشنود ہوا انتہے کلامہ۔

الجواب۔ بالکل غلط روایت ہے کیونکہ صحیح بخاری مین بروایت حضرت عمر رض اور ترمذی مین بروایت حضرت ابن عباس (کلاہما فی کتاب التفسیر) تصریح ہے کہ آیت اکملت لکم دینکم یوم عرفہ مین نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسوقت عرفات مین تھے اور قصہ غدیر کا وہان سے واپس ہونے کے وقت جحفہ مین واقع ہوا پس بوجہ معارضہ حدیث صحیح کے یہ روایت بالکل غلط سمجھی جاویگی۔

قول پنجم۔ بخاری شریف کی عبارت نقل کی ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے یزید سے بیعت کی تھی اور فرماتے تھے کہ مین نے حکم خدا ورسول سے بیعت کی ہے اور جو شخص بیعت نکریگا اس سے مجھے واسطہ نہین ہے انتہے۔

الجواب۔ اس مین کیا اعتراض ہے بیعت کے لیے خلیفہ کا متقی اور ورع ہونا شرط صحت نہین ہے

اور مخالفت مین خوف فتنہ کا تھا اس لیے اگر باوجود کراہت قلب کے تفریق بین المسلمین سے بچنے کے لیے بیعت کرلی تو کیا خرابی ہوئی اور آپنے لوگون کو اسی خوف فتنہ سے روکا۔

قول ششم - روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب و حبیب السیر سے بالکل خلاف مذہب اہلسنت عجیب و غریب روایتین نقل کی ہین اور اول یہ دعوی کیا ہے کہ یہ کتابین مقبول الطرفین ہین چنانچہ شاہ عبدالعزیز رحمہ صاحب تحفہ مطبوعہ نولکشور کے صفحہ ۱۴۲ مین فرماتے ہین اینست انچہ در روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب و حبیب السیر ملا معین و دیگر تواریخ معتبرہ شیعہ و سنی موجودست انتہی کلام تحفہ و نیز جناب شاہ صاحب نے اپنے اثبات دعوے مین انہی کتابون کی روایتین نقل فرمائی ہین چنانچہ صفحہ ۲۴۴ مین طعن چہارم کے جواب مین روایت نقل کرتے ہین و در معارج و حبیب السیر مذکور است کہ بعد از غزوۂ تبوک الخ انتہی کلام تحفہ۔

الجواب - کسی تاریخ کے معتبر ہونے کے معنے یہ ہین کہ اکثر امور تاریخیہ مین معتبر ہو نہ کہ امور متعلقہ دین مین اور نہ جمیع امور تاریخیہ مین۔

قول ہفتم - جب خاندان رسالت مآب کو یزید نے تباہ کرلیا تو حسب وصیت اپنے باپ معاویہ رض بن سفیان کے مدینہ طیبہ کی بربادی پر کمر باندھی چنانچہ محدث دہلوی اپنی کتاب جذب القلوب مین لکھتے ہین کہ ابن ابی خیثمہ بسند صحیح رسانیدہ میگوید کہ اشیاخ مدینہ منورہ حدیث میکردند کہ معاویہ رض در اختصار موت یزید پلید را پیش خود طلبیدہ گفت چنین دانم کہ ترا از اہل مدینہ منورہ روزے پیش خواہد آمد باید کہ علاج آن واقعہ مسلم بن عقبہ کنی کہ ہیچکس را ناصح تر از وے درین واقعہ نمی بینی چون یزید پلید بعد از پدر بر سر امارت نشست بروصیت پدر عمل نمود مہم اہل مدینہ منورہ بانصرام رسانید و مسلم بن عقبہ را با لشکر عظیم از اہل شام بقتال مدینہ منورہ فرستاد الخ انتہی کلامہ بلفظہ۔

الجواب - اول تو اس کتاب کے دیکھنے کی ضرورت ہے ثانیا حضرت معاویہ رض کی وصیت کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اگر اہل مدینہ ایذا پہونچادین تو اس کو مسلم کے ذریعہ سے روکیو یہ کیا ضرور ہے کہ جو مطلب یزید نے سمجھا وہی مراد ہو حضرت معاویہ رض پر کیا اعتراض ہوا۔

قول ہشتم - امام یافعی در مراۃ الجنان و علامہ ذہبی در تذکرۃ الحفاظ و شاہ عبدالعزیز صاحب در بستان المحدثین آوردہ کہ امام نسائی روزے در جامع دمشق از خصائص نسائی برخی در شان جناب

امیر رضہ میخواندند شخصے گفت از فضائل امیر المومنین معاویہ رضہ ہم چیزے اگر نوشتہ باشی بگو امام نسائی جواب داد کہ معاویہ رضہ را ہمین بس است کہ نجات یا بد اور افضائل کجا بجز اینکہ الالاشبع اللہ بطنہ عوام کالانعام چون این سخن بشنیدند امام نسائی را زدو کوب نمودند کہ او مظلوم شہید شد انتہیٰ بلفظہ۔

الجواب۔ امام نسائی کو کوئی حدیث اُن کی فضیلت کی نہ پہونچی ہوگی باقی خود اُن کے اس قول سے کہ ہمین بس ست کہ نجات یا بد معلوم ہوتا ہے کہ اُن افعال واقوال کو مثل شیعہ کے یقیناً مانع نجات نہ جانتے تھے۔

قول نہم۔ عبداللہ رضہ بن عمر جیسے شخص نے یزید ایسے شخص سے بیعت کرلی چنانچہ حدیث بخاری مین ہے عن نافع قال لما خلع اہل المدینۃ یزید بن معاویہ جمع ابن عمر حشمہ وولدہ فقال انی سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ینصب لکل غادر لواء یوم القیمۃ وانا قد بایعنا ہذا الرجل علی بیع اللہ ورسولہ وانی لا اعلم احدا منکم خلعہ ولا تابع فی ہذا الامر الاکانت الفیصل بینی وبینہ انتہیٰ بلفظ المولف

الجواب۔ جواب سوال پنجم مین گذر چکا ہے اور خود لفظ حدیث کے کہہ رہے ہین کہ غدر اور خلع سے امتناع اور منع کر رہے ہین اسباب مین بکثرت احادیث وارد ہین کہ بعد بیعت کے نکث ممنوع ہے جب تک کفر صریح عارض نہو جاوے۔

قول دہم۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم معاویۃ رضہ علی منبری فاقتلوہ (منقول از فردوس دیلمی کنوز الحقائق)، انتہیٰ۔

الجواب۔ بستان المحدثین مین دیلمی کو تودہ موضوعات لکھا ہے۔

قول یازدہم۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے حضرت علی رضہ کا نام فہرست خلفائے راشدین سے نکال ڈالا چنانچہ ازالۃ الخفاء مین کہتے ہین کہ قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر سے زمانہ رسالتمآب و زمانہ ابوبکر و زمانہ عمر رضہ و زمانہ عثمان مراد ہے بعد ازان اختلاف ظاہر ہوئے پھر آگے چلکر تحریر فرماتے ہین کہ آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت راشدہ مدینہ مین ہوگی اور سوائے خلفاء ثلثہ کے مدینہ مین اور کسی نے اقامت اختیار نہین کی انتہیٰ عبارتہ بلفظہ۔

الجواب۔ اول تو پورا مقام دیکھنا ضرور ہے ثانیاً خیریت اور رشد کلی مشکک ہے اور تفاوت سنت ازمنہ کا ظاہر ہے سواگر خیر و رشد اکمل کی نفی کردی تو اس سے مطلق خیر و رشد کی نفی کہان سے لازم آئی

سوال- بندہ فقیر شیخ عبد الصمد ساکن قصبہ سندیلہ متعلقہ ملک اودھ تین مقامات مندرجہ ذیل
پر پریشانی و حیرانی رکھتا ہے امید دانشمندان اہل اسلام سے یہ ہے کہ میری اس حیرانی اور پریشانی
کو میرے سوالون کے جوابات قابل اطمینان سے دفع فرماوین اور جوابات دلائل منطقی اور تاویلات
سے نہین چاہتا ہون-

سوال اول- علی مرتضی رض کے اوصاف جیسے قرآن مجید اور حدیثون مستند رسول مقبول صلعم
سے ثابت ہین ویسے کسی دوسرے کے نسبت نہین ہین اکثر علمار سنت و جماعت بھی مقر ہین بلکہ
بجواب فرقہ زیدیہ بابت خلافت مین افضلیت علی مرتضے کے کلام علماء سنت و جماعت سے ثابت
ہے پھر کیا وجہ ہے کہ فرقہ سنت جماعت مفضولی علی مرتضیٰ مین کوشش اور اہتمام بلیغ کرتے ہین

سوال دوم باوصف موجود ہونے امام جعفر صادق کے عہد ابو حنیفہ کوفی اور امام مالک مین اور
امام موسیٰ کاظم کے عہد محمد شافعی مین اور زمانہ ابن حنبل مین اکثر اولاد اہل بیت نبوی موجود تھی کیا
سبب ہوا کہ جو ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور حنبل چار شخص غیر امام و پیشواے دین محمدی کے
قائم ہوئے اور انہین کے چار مصلے کعبہ مین نصب ہوئے اور امام اور اولاد خاندان اہل بیت نبوی
عوام الناس مین شمار کیے گئے-

سوال سوم- علماء سنت جماعت نے بمشورہ امام ابو حنیفہ کوفی و امام ابو یوسف گروہ مشایخ مین
چار پیر اور چودہ خانوادہ پیری مریدی کے عرب و عجم مین قائم کیے اور یہ بڑا فراخ راستہ رواج دین
محمدی کا قرار دیکر جاری کیا گیا او نمین جو سرگروہ تھے بعض محض غیر شخص بعض اولاد ابو بکر صدیق
اور بعض اولاد عبد الرحمن بن عوف سے تھے اور اکثر اولاد عباسیون دشمنان اہل بیت نبوی سے
تھی کیا وجہ ہوئی جو ایسے بڑے وسیع طریقہ اجراے دین محمدی مین کوئی شخص اہل بیت نبوی سے
شامل نہین کیا گیا-

الجوابات- طرز کلام سائل سے مفہوم ہوتا ہے کہ طبیعت سائل کی اختصار پسند ہے لہذا ہم بھی بحکم
خیر الکلام ما قل و دل نہایت اختصار سے جواب دیتے ہین-

جواب سوال اول- یہ کہنا کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی نسبت ایسے فضائل مذکور ہین
جو دوسرے کے حق مین نہین محل کلام مین ہے کیونکہ فضائل امر دیگر ہے اور کیفیت امر آخر اگر کثرت کما

افضلیت اصحاب ثلثہ بر خلیفہ رابع

مسلم بھی ہو تو کثرت کیفا محل نظر ہے بلکہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر حضرت صدیق رضہ کے ساتھ مخصوص ہے قال اللہ تعالیٰ وسیجنبہا الاتقی وقال ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ان دونون آیتون سے بڑھکر کیا فضیلت اور دلیل افضلیت کی ہوگی بعد اس کے ہم پوچھتے ہین کہ مفضولی سے سائل کی کیا مراد ہے اگر مفضولی کل اصحاب سے مراد ہے سوا سُنیین تو کوئی سنی اہتمام نہین کرتا اور اگر مفضولی اصحاب ثلثہ سے مراد ہے سو اسُنیین سنی کیا کرین جب خود حدیث مرفوع تقریری سے یہ امر ثابت ہو روی البخاری عن ابن عمر رضی اللہ عنہ انہ قال کنا نخیر بین الناس فی زمن النبی صلعم فنخیر ابا بکر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان آہ وزاد الطبرانی فی روایۃ فیسمع رسول اللہ صلعم ذلک فلا ینکرہ آہ اور تفضیل شیخین کی اپنے اوپر خود جناب امیر علیہ السلام کے ارشاد سے ثابت ہے روی البخاری عن محمد بن الحنفیۃ قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبیؐ قال ابو بکر قلت ثم من قال عمر آہ واخرج ابن عساکر عن ابن لیلی قال قال علی رضی اللہ عنہ لا یفضلنی احد علی ابی بکر وعمر الا جلدتہ حد المفتری واخرج احمد وغیرہ عن علی رضہ قال خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ابو بکر وعمر قال الذہبی وہذا متواتر عن علی رضہ واللہ اعلم۔

جواب سوال ثانی - یہ اعتراض اُسوقت صحیح ہوتا جبکہ مقلدین ائمہ اربعہ کے ائمہ اہل بیت کی مخالفت کرکے تقلید مجتہدین کی کرتے حالانکہ ایسا نہین بلکہ تقلید مجتہدین کی بعینہ اتباع ائمہ اہل بیت کا ہے کیونکہ مجتہدین نے اصول وقواعد کا استفادہ اکثر ائمہ سے کیا ہے چنانچہ امام اعظم رحمہ اللہ کا امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مین اکثر مستفید ہونا اور امام علیہ السلام کا اکثر امام رحمہ اللہ کی تحسین فرمانا معروف ہے البتہ چونکہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا اکثر اہتمام افادات باطنی مین زائد رہا وہو المفہوم من حدیث انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی فالاول ماخذ علم الشریعۃ والثانی ماخذ علم الطریقۃ اور اسی وجہ سے حضرات ائمہ نے کوئی کتاب فروع وجزئیات یا اصول وقواعد مین تصنیف نہین فرمائی بلکہ یہ کام تفویض مجتہدین کے کردیا چنانچہ قول ائمہ اہل بیت کا انما امرنا بسر مستور فی سر وسر علی سر وانما علینا ان نلقی الیکم الاصول وعلیکم ان تفرعوا - وبعبارۃ اخری علینا القاء الاصول وعلیکم التفریع مشہور ہے ونعم ماقیل ؎ ہر کسے را بہر کارے ساختند ٭ میل او اندر دلش انداختند ٭

ؔ المراد بلا واسطۃ والا فالقرآن ماخذ للاسرار ایضا لکن بواسطۃ افاضۃ الشیوخ الذین ہم العترۃ او الآخذون منہم ۱۲ منہ

ف تقلید اہل بیت در ضمن تقلید مجتہدان

اور اُن مجتہدین نے تمہید اصول و استخراج فروع مین نہایت مشقت اوٹھائی اور سبیل اللہ کو صاف کردیا پس بالضرور اقوال مجتہدین کا اخذ کرنا ضرور ہوا اور اُنکی تقلید بعینہ اتباع اہل بیت کا اور اُنکے چار مصلے بعینہ مصلے ائمہ کے ہوے کہ اقوال مجتہدین کی تفصیل مین ارشادات مجملہ حضرات اہل بیت کے وہل من تغایر حقیقی بین الاجمال والتفصیل فافہم واستقم رہا یہ شبہہ کہ اونکی طرف انتساب کیون نہین کرتے اسکا دفعیہ یہ ہے کہ انتساب واسطہ قریب کی طرف ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ اکثر مسائل جزئیہ کے ماخذ آثار خلفاء راشدین و دیگر اصحاب رض کے ہین پھر کوئی اپنے کو ابوبکری یا عمری یا مثل اسکے نہین کہتا پس جیسا اس انتساب کے ترک سے لازم نہین آتا کہ اہلِ سنت نے اِن جیسون کو عوام مین شمار کیا ہو علی ہذا ترک انتساب الی الائمہ سے بھی اُنکا معاذ اللہ کالعوام جاننا لازم نہین آتا بلکہ ارباب ذوق کے نزدیک یہ ترک انتساب بھی عین ادب ہے کما قال قائل ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست۔ والعاقل تکفیہ الاشارہ واللہ اعلم۔

جواب سوال ثالث۔ اس سوال مین سائل نے بہت چشم پوشی کو کام فرمایا اول تو یہ کہنا کہ چار پیر اور چودہ خانوادہ مشورہ امام ابوحنیفہ و امام ابویوسف رحمہما اللہ کے جاری ہوے سراسر غلطی ہے کیونکہ مشائخ ہر چہار خاندان کے حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم رحمہ اللہ متوفی سنہ ۵۶۱ و شیخ شہاب الدین سہروردی متوفی سنہ ۶۳۲ ۔ و خواجہ معین الدین چشتی رح متوفی سنہ ۶۳۳ و خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند رح متوفی سنہ ۷۹۱ ہین اور وفات امام ابوحنیفہ کی سنہ ۱۵۰ مین اور وفات امام ابویوسف کی سنہ ۱۸۲ مین ہوئی علی ہذا القیاس زمانہ سرگروہان خانوادہ کا زمانہ شیخین سے بہت متاخر ہے پس وہ دونون امام ان سلاسل کے اجرا مین کیسے مشورہ دےسکتے تھے اور رجعت کا کوئی قائل نہین وہو ظاہر۔ دوسرے یہ کہنا کہ حضرات اہل بیت مین سے کوئی شامل نہین کیا گیا یہ دوسرا تسامح ہے کیونکہ جتنے سلسلے ولایت کے ہین سب بواسطہ اہل بیت کے آنحضرت صلعم تک پہونچے ہین چنانچہ نقشبندیہ کے ایک سلسلہ مین حضرت امام جعفر صادق عم اور دوسرے مین حضرت علی رض و حضرات امام حسین رض و حضرت امام زین العابدین رض و حضرت امام محمد باقر رض و حضرت امام جعفر صادق رض و حضرت امام موسی کاظم رض و حضرت امام علی بن موسی رض اور سلسلہ قادریہ مین حضرت امام حسن رض و حضرت حسن مثنی و حضرت سید عبداللہ محض اور سلسلہ چشتیہ مین حضرت علی رض اور سلسلہ سہروردیہ مین حضرت امام علی موسی رضا عم واقع ہین پس یہ

سب سلاسل اہل بیت کے ہین فہذہ السلاسل کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا۔ رہا ترک انتساب اسکی وجہ جواب سوال ثانی مین مذکور ہوچکی فلا نعیدہ۔ امید مستفتی منصف سے یہ ہے کہ ان سہل جوابون پر غور کرکے اپنی پریشانی کو مبدل بہ اطمینان فرمادین اوراس عاجز کو گاہے گاہے دعاء خیر سے یاد کرین واللہ الہادی وانما علینا البلاغ واللہ اعلم

دفع ترددات بعض مائلین بسوی قادیانی

سوال۔ جناب بندہ تسلیم مزاج شریف۔ اثناء تقریر مین جو آپ نے کل بمقام سہارنپور جلسہ مین بڑے لطف سے فرمایا تھا کہ ہم تمام قسم کے شکوک کو رفع اور اعتراضات کا بلاتعصب جواب دینے کو موجود ہین کوئی محرک بنکر دکھادے اسی سے مجھے جرأت ہوئی ہے کہ آپ کے قیمتی وقت کا کچھ حصہ لون اگرچہ مجھے جناب مرزا صاحب قادیانی سے فی زمانہ کوئی سروکار نہین اورمین ایک ایسی سٹیج پر ہون جو باعث شکوک بالکل متزلزل اور قریب ہے پھسل کر بالکل برباد ہوجانیوالی ہو بلکہ زیادہ تر میرا میلان آپ ہی لوگون کی طرف ہے مگر تاہم مین جسقدر سوالات کرونگا اُن سے میرا مرجع طبیعت زیادہ تر جناب مرزا صاحب ہی کی طرف ان کی مطابقت اصول مین ثابت ہوگا۔

سوال اول مسیحؑ کی حیات وممات کے بارہ مین آپ کا کیا خیال ہے جناب مرزا صاحب نے قرآن شریف کی تیس آیات مصرحہ (مثل فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم، قد خلت من قبلہم الرسل وغیرہ) سے اُن کی ممات ثابت کی ہے کیا آپ کسی آیت سے اُن کی حیات کا ثبوت دے سکتے ہین مہربانی کرکے مرزا صاحب کے دلائل کی تردید کرتے ہوئے اپنے دعاوی کا ثبوت قرآن شریف کی آیات اور حدیث سے مع پتہ رکوع وسورۃ تحریر فرمادین۔ سوال دوم۔ اگر مسیح کی وفات کو آپ تسلیم کرتے ہین اور زمانہ نزول مسیح بھی کہا جاتا ہے کہ یہی ہے اور جناب ختم رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی مثیل موسیٰؑ مسلم ہوچکے ہین تو پھر مرزا صاحب کو مسیح موعود کیون نہ مانا جاوے اور اگر یہ بات ثابت ہوجاوے کہ مرزا صاحب ہی مسیح موعود ہے تو کیا پھر ان کی مخالفت مین کفر لازم ہوگا اور کیا یہ لازم نہین کہ فی الفور اُن کی بیعت کرلی جاوے۔ سوال سوم کیا فرشتون کا نزول زمین پر بجسد ہوتا رہا ہے اور کیا کوئی مسیح پہلے زمانہ مین اسطرح مستقل طور سے زندہ ہوا ہے کہ جینے کے بعد برسون جیتا رہا اور خدا نے اُس کی نسل مین برکت دی اور پھولا پھلا۔ سوال چہارم اگر مسیح زندہ ہین اور اُن کو دوبارہ تشریف لانا ہے تو کیا اس سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت مین معاذ اللہ کوئی فرق

لازم نہین آیا۔ فرض کرو کہ حضور ایڈورڈ کی عہد حکومت مین لارڈ کرزن انگلستان سے اگر ہندوستان مین کچھ زمانہ حکومت کر کے واپس بلا لیا جاوے تو عملداری حضور ایڈورڈ کی سمجھی جاویگی یا لارڈ کرزن کی اور کیا حضور ایڈورڈ کی حکومت کے ساتھ لفظ قیام اور ختم کا استعمال کیا جاویگا یا لارڈ کرزن کی حکومت کے ساتھ اور کیا جب مسیح دوبارہ دنیا مین رونق افروز ہونگے اسوقت بھی وہ رسول ہونگے یا اُن کا درجہ اُن سے چھین لیا جاوے گا اور بہشت سے نکالکر پھر کیون انھین دنیا مین بھیجا جاویگا ازراہ کرم ان کے جواب سے مفصل مطلع فرماوین۔

الجواب - مکرم بندہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ مین مسرور ہوا کہ آپ نے اپنے شبہات پیش فرمائے ہین آئندہ کے لیے بھی اس خدمت سے مشرف ہونا چاہتا ہون لیکن کچھ ضروری امور بطور اصول موضوعہ کے عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہون جن کی رعایت سے آپکو اور مجھکو سہولت رہیگی۔ ۱ جس دعوے کی آپ دلیل پوچھین آپ کو تعیین دلیل کا حق نہو گا کہ قرآن سے ثابت ہو یا حدیث سے۔ شریعت کے اصول مین سے جس اصل سے دل چاہے مجیب کو جواب دینا جائز ہو گا مع لحاظ درجہ دعوے کے ۲ اپنی جس دلیل یا مضمون کا آپ جواب چاہین اُس دلیل اور مضمون کی پوری تقریر کر دینا آپ کے ذمہ ہوگی اجمال اور اشارہ کافی نہ سمجھا جاویگا نہ کسی دوسرے شخص کے بیان کا حوالہ کافی ہو گا خواہ وہی تقریر آپ نقل کرین مگر اپنی طرف منسوب کر کے ۳ دلیل کے جواب مین مجیب کو اختیار ہو گا کہ کسی خاص مقدمہ پر دلیل کا مطالبہ کرے جبتک اس مقدمہ پر دلیل نہ پیش کیجاویگی اُسوقت تک یہی مطالبہ جواب ہو گا اس کا نام منع ہے ۴ استدلال یا جواب استدلال مین آپ کو تطویل کے مطالبہ کا حق نہو گا اگر جواب مختصر مگر کافی ہو آپ اُسپر یہ شبہ نہین کر سکتے کہ یہ جواب چھوٹا ہے ۵ آپ وہی مضامین لکھ سکین گے جو واقع مین آپ کو شبہ مین ڈال رہے ہین اور جواب کو خلوص کے ساتھ معاینہ فرمانا ضرور ہو گا کیونکہ محض سوچکر کوئی شبہ زبردستی صرف رد کرنے کی غرض سے پیش کر دینا یہ مجادلین کا کام ہے نہ طالبین حق کا اور اس سے کبھی فیصلہ نہین ہو سکتا ہے ۶ جو سوال آپ کرین اُس کی غرض اور غایت کا ضرور ساتھ ساتھ اظہار فرمایا جاوے اور جو وجہ اشکال کی ہو اُس کو بھی ظاہر فرما دیا جاوے بدون اس کے ایسے سوالون کا جواب بذمہ مجیب نہ ہو گا کیونکہ بے نتیجہ کام مین وقت صرف کرنا عبث ہے اب جواب عرض کرتا ہون۔ جواب سوال اول حضرت

مسیح علیہ السلام میرے عقیدہ مین زندہ ہین ان آیتون مین سے جس جس کی آپ تقریر نقل کرینگے اُس کا جواب میرے ذمہ ہوگا (اصول موضوعہ نمبر ۲) آپ کو ایسے سوال کا حق نہین کہ آیت یا حدیث سے ثبوت دے سکتے ہین البتہ اتنا سوال کرسکتے ہین کہ حیات کی کیا دلیل پھر مجیب کو اختیار ہے جو دلیل چاہے بیان کرے اور آپ کو پھر اُس پر موجہ شبہہ کرنے کا حق ہے (اصول موضوعہ ملا) جواب سوال دوم چونکہ اس سوال کے سب اجزاء اعتقاد وفات مسیح علیہ السلام پر متفرع ہین اور مین خود وفات کا قائل نہین اس لیے کسی جز کا جواب میرے ذمہ نہین - جواب سوال سوم اس سوال کی غرض اور جو اسمین وجہ اشکال ہے ظاہر فرمایئے تو جواب دیا جاوے (اصول موضوعہ ۶) جواب سوال چہارم فرق آنے کی وجہ لکھیے تو جواب دیا جاوے (اصول موضوعہ نمبر ۲) آگے جو مثال لکھی ہے اُس کو ممثل لہ پر پورا دلیل منطبق فرماکر پھر اشکال کیجیے - ان سوالات کے لیے اِن ہی اصول موضوعہ کو کافی سمجھا گیا اگر کسی جدید سوال سے کسی اور اصل موضوع کی ضرورت معلوم ہوگی اصول موضوعہ کا نمبر بڑھا دیا جاویگا اصول موضوعہ کے لحاظ سے سوال فرمایئے تاکہ باضابطہ گفتگو ہو البتہ اگر کسی اصل موضوع کو آپ غلط ثابت کردینگے اوسکا جواب یا رجوع میرے ذمہ ہوگا - والسلام ۱۱ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۲ھ

اصلاح الفلسفۃ الجدیدۃ

سوال - سید صاحب ... جج کبھی کبھی کوئی مسئلہ دریافت کرلیا کرتے ہین چنانچہ اب اُنھون نے فعال لما یرید اور لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا کے متعلق دریافت کیا ہے شاید یہ مطلب ہو کہ ان مین بظاہر تعارض ہے کیونکہ پہلی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چاہتا ہے کیا کرتا ہے کوئی قاعدہ اور قانون اُس کو نہین روکتا اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی سنت ہرگز نہین بدلتی یعنی وہ اپنے طریق اور سنت کے موافق کیا کرتا ہے اُس کے خلاف نہین ہوسکتا بہر حال غالبًا لما یرید کے ما کے عموم سے اور اُدھر سنۃ اللہ کے معنے نہ معلوم ہونے کی باعث شبہہ پیدا ہوا ہو اچھا ہو کہ جناب والا علاوہ دفع تعارض کے سنۃ اللہ کی بھی تفصیل بیان فرمادین کہ عاجز بھی مستفید ہو کیونکہ احکام شرعیہ سنۃ اللہ سے مراد نہین ہوسکتے کیونکہ انمین نسخ ہوتا ہے قواعد عادیہ عالم (جسکو قوانین قدرت کہتے ہین) بھی مراد نہین ہوسکتے کیونکہ بہ وجہ امور خارق عادت معجزہ یا تصرفات سے بدل جاتے ہین اور

ش صفر ... ۱۳۳۴ھ ... ۱۱

ف یہ جج صاحب ... کا ترجمہ ہے اور فلسفہ جدیدہ سے مراد بالمعنی الاعم تمام وہ شبہات و اوضاع ہین جو سوقت تعلیم جدید کے اثر سے شائع ہین گو وہ طبعیات وغیرہ

اگر کہا جاوے کہ اُمور خارق عادت بھی قوانین عادیہ غیر مستمرہ ہین جو احیاناً واقع ہوتے ہین اور علی الدوام قواعد عادیہ مستمرہ عالم مین جاری ہین تب بھی شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر قیامت مین تو سب کچھ درہم وبرہم ہو جاویگا تب تو سنۃ اللہ بدل جاویگی یا یون کہا جاوے کہ قبل تخلیق عالم غیر متناہی زمانہ (ہم کو اس سے یہ غرض نہین کہ اُس امتداد کو لفظ زمانہ سے تعبیر کرین یا نہ کرین) تک خدا تنہا تھا کان اللہ ولم یکن معہ شئی پھر چند معدود برسون سے خدا نے اپنی غیر متناہی زمانہ کی سنت کو بدلکر عالم مین سب کچھ پیدا کیا اور کچھ قوانین عادیہ جاری کردیے اور یہ سنت جاریہ فی العالم بطور خرق عادت احیاناً بدلنے کے علاوہ قیامت مین سرے سے بدلجاویگی یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات مطویات بیمینہ الخ قبل تخلیق عالم غیر متناہی زمانہ تک خدا کا کچھ پیدا نکرنا اور معدود زمانہ سے پیدا کردینا اس کو خواہ دوسرا سوال مستقل قرار دیا جاوے اور تعارض سے کوئی تعلق نہو تو اور بھی بہتر ہے۔

الجواب - اگر تبدیل کا فاعل غیر اللہ کو مانا جاوے تب تو کوئی اشکال ہی متوجہ نہین ہوتا کیونکہ معنے یہ ہونگے لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا من غیر اللہ ای لا یقدر غیر اللہ ان یبدل سنۃ اللہ خواہ سنت کو خاص لیلجاوے یا عام قولی لیا جاوے یعنی وعدہ یا فعلی اس صورت مین یہ آیت متقارب المعنی ہوگی ان آیات کے واللہ یحکم لا معقب لحکمہ الخ وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلماتہ ونحو ذلک اور اگر تبدیل کا فاعل اللہ تعالی ہی کو مان لیا جاوے تو سنت سے مراد یا وعدہ لے لیا جاوے اس صورت مین اسکا حاصل یہ ہوگا ان اللہ لا یخلف المیعاد اور یا عادۃ فعلیہ ہی مراد لی جاوے لیکن اضافت کو عہد کے لیے کہا جاوے یعنی عادت خاصہ کہ وہ بقرینہ مقامات ورود آیت کریمہ خاص حضرات انبیا علیہم السلام اور اُن کے تابعین کا انجام کار مین غالب رہنا اور کفار کا مغلوب ہونا ہے مراد لیجاوے اور نفی سے نفی وقوع مراد ہوگی نہ نفی مقدوریۃ وامکان جیس کا فعال لما یرید مین بلا حکم وقوع اثبات ہے اور میرے نزدیک بعد تتبع وتدبر مقامات مذکورہ کے یہی اخیر سب سے ارجح واوفق ہے اس صورت مین اسکا حاصل وہ ہوگا جو دوسری آیات مین مذکور ہے۔

لاغلبن انا ورسلی الخ الا ان حزب الشیطن ہم الخاسرون و الا ان حزب اللہ ہم المفلحون الخ وان جندنا لہم الغالبون الخ وانا لننصر رسلنا

(۱)

والذین آمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد الخ اور حدیث بخاری مین ہے وکذلک الرسل تبتلی ثم تکون لہم العاقبۃ اوکما قال اوران تقدیرون مین سے ہر تقدیر تعارض وجمیع اشکالات مذکورۂ سوال کے دفع کے لیے کافی ہے کما یظہر بادنی تامل اور احکام شرعیہ کے نسخ کو اور خوارق عادت کو اس سے اصلا مس نہین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال - یکم صفر ۱۳۲۲ھ

سوال - کیا قرآن مجید ضروریات دین کے لیے کامل اکمل کتاب ہے اگر نہین تو افسوس اگر ہے تو ہمین نماز جو ہم لوگ پڑھتے ہین نکالدیجیے بڑے افسوس کی بات ہے کہ نماز ایسی ضروری چیز کے لیے بھی ہمین قرآن کے سوا اور کتاب کے دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے اگر آپ کہین کہ قرآن مین آیت صلوٰۃ مجمل ہے جس کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کردی ہے تو آپ سے سوال ہے کہ ان آیات کے کیا معنے ہین - تفصیل کل شئی تفصیل الآیات انزل الیکم الکتاب مفصلا ثم فصلت غرضکہ اگر آیتین مجمل بھی قرآن مین ہین تو مفصل کا اطلاق اُنپر کیسے ہو سکتا ہے دوسرا سوال یہ ہے کہ وہ تفسیر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یا نماز کی وہ ہیئت جو بتلائی وہ اپنی رائے سے ہے یا اعلام الٰہی سے اگر رائے وقوت اجتہاد سے ہے تو آخر ہمین بھی کچھ پتہ ملنا چاہیے کہ - ص - ل - ا - ۃ سے کسطرح ارکان ماثورہ نکال لئے گئے - اور اگر اعلام الٰہی سے ہے جسے دوسری عبارت مین وحی خفی کہین گے تو ایسی وحی کا ثبوت قرآن مجید سے دینا چاہیے نیز یہ بھی بتانا چاہیے کہ پھر اولم یکفہم انا انزلنا علیک الکتاب کے کیا معنے ہونگے - کیونکہ اسطرح تو وحی جلی اور وحی خفی ملکر کامل ہونگی - نہ کہ قرآن فی ذاتہٖ کامل ہوگا ما فرطنا فی الکتاب من شئی پر بھی نظر رہے - اور یسر القرآن للذکر لسان عربی پر بھی آخر قرآن مجید کوئی معما تو نہین جواب آیات قرآنی سے مدلل بہت جلد دیجیے -

الجواب کسی شئے کے کامل اکمل ہونے کے یہ معنے ہوتے ہین کہ جس غرض کے لیے وہ موضوع ہے وہ غرض اُس سے پوری حاصل ہو اصل غرض قرآن مجید سے اثبات توحید واثبات معاد ہے چنانچہ آیات مین تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے جہان کہین تفصیل یا مفصل وغیرہ الفاظ واقع ہوئے ہین اسی مضمون کے اعتبار سے ہے اور کل شئی مین استغراق اضافی وعرفی ہے حقیقی نہین فروع کے بارہ مین تفصیل مراد نہین چنانچہ حدیث مین خود آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کی برابر حدیث کی بھی حاجت ہے یوشک رجل شبعان الخ اُس حدیث کے الفاظ ہین ایحسب

شبہات دفع ہو گئے اور اولم یکفہم مین مراد کفایت فی الدلالۃ علی النبوۃ ہے اور ما فرطنا مین کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے اور یسرنا مین ذکر سے مراد یا حفظ الفاظ ہے یا تذکر و اتعاظ سوان دونون امرون مین قرآن آسان ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم - ۲۵ - رجب ۱۳۲۲ھ

سوال جب خدا تعالی ہر جگہ موجود ہے تو رسول کی کیا ضرورت ہے نایب اور منیجر تو اُس جگہ بھیجا جاتا ہے جہان مالک کی موجودگی نہو -

الجواب - اس لیے کہ ہر شخص مین یہ قابلیت نہین کہ بلاواسطہ فیض احکام حاصل کر سکے جس طرح بادشاہ دربار کے عام حاضرین کو بواسطہ وزیر کے حکم سناتے ہین - ۴ - ۲ - ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ

سوال دو فرشتے حساب کتاب لکھتے ہین وہ کیون لکھتے ہین کیا خدا تعالی مین بھی بھول ہے جو لکھنے کی ضرورت پڑی -

الجواب - ہر کام ضرورت سے نہین ہوا کرتا بلکہ بعضے کام محض کسی مصلحت سے ہوا کرتے ہین اور خدائی مصلحتون کا احاطہ ہم لوگ نہین کر سکتے ہین جس طرح عام رعایا قوانین سلطنت کی مصلحت کو نہین سمجھ سکتی دنیوی قوانین مین بھی بہت سے کام محض ضابطہ کی حفاظت سے ہوتے ہین گو ضرورت نہو ۴ - ۲ - ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ

سوال - مسلمان کہتے ہین کہ خدا تعالے ساتوین آسمان پر خاص کر ہے پہلے خدا تعالی کو محدود مان تو پھر ساتوین آسمان پر کہو -

الجواب - جو مسلمان یہ کہتے ہین وہ اس کے معنے بھی تو بتلاتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ اُنکی عظمت و جلال کا ظہور وہان زیادہ ہے کیونکہ بڑی مخلوق سے زیادہ قدرت کا ظہور ہوتا ہے اب مسلمانون کا یہ قول اور اُس کے یہ معنے دونون ملا کر دیکھین تو کچھ بھی شبہہ نہین ۴ - ۲ - ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ

سوال - جب خدا تعالی ہر جگہ موجود ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کو ساتوین آسمان پر ہی کیون تشریف لے گئے -

الجواب - خدا تعالے سے ملنے نہین تشریف لے گئے بلکہ اُس کی آیات عظیمہ دیکھنے کے لیے جیسا خود فرمایا ہے لنریہ من آیاتنا - ۴ - ۲ - ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ

سوال - جب حساب کتاب قیامت کے روز ہے اور قیامت تک مردے قبرون مین رہین گے

حضورؐ جب معراج کو تشریف لے گئے اور جنت و دوزخ ملاحظہ فرمایا تو دوزخی بھی نظر آئے اور جنتی بھی تو یہ دوزخی جنتی کیسے۔

الجواب - یہ کشف تھا اور کشف میں آیندہ کے واقعات بشکل حاضر و موجود نظر آجاتے ہیں جسطرح دوربین سے دور کی چیز نزدیک نظر آتی ہے یا کٹورہ میں پانی بھر کر اُس کے اندر پیسہ چھوڑا جاوے اور وہ تہ میں ہے لیکن اوپر سطح کے قریب نظر آتا ہے فقط واللہ اعلم ۴ ۲۔ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ

سوال - عیسائی ہم لوگون سے کہتے ہین کہ آپ لوگ دین عیسائی کی پیروی کیون اختیار نہین کرتے جس نے کہ اپنی امت پر اپنی جان قربان کردی اور اُن کو خدا سے بخشوا کر نجات دلائی اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ زاری اور عاجزی کرکے اپنے والدین کی شفاعت و چچا ابو طالب کی کہ جس نے آپ کو پرورش کیا تھا اور حین حیات تک آپ کے حامی رہے مغفرت چاہی مگر خدا تعالیٰ نے منظور نہ کی تو آپ لوگون کو کیا امید ہوگی ایسے نبی سے پس یہ کلمات عیسائیون سے سنکر ہمارے محمدی اپنے علماؤن سے دریافت کرتے ہین تو وہ بھی اسیطرح کہتے ہین کہ ہان اُن کے حق مین شفاعت منظور نہین ہوئی تو ہمارے محمدی نہایت پریشان ہوجاتے ہین اور اُن کے عقائد مین خلل پڑجاتا ہے پس کفر آپ کے والدین کا اجماعی ہے یا مختلف فیہ اگر مختلف فیہ ہے تو راجح جانب کفر ہے یا اسلام اگر راجح جانب اسلام ہے تو اس آیت کا کیا جواب ہوگا ماکان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا الخ اور انک لاتہدی من احببت الخ اور امام صاحب علیہ الرحمۃ فقہ اکبر مین فرماتے ہین مات والدا رسول اللہ علی الکفر کا کیا جواب ہے جس شخص کے کفر مین اختلاف ہو وہ قطعی کافر ہوجاتا ہے یا نہین۔ اگر قطعی کافر آپ کے والدین کو سمجھا جاوے تو ہم عیسائیون کو کیا جواب دین۔ اور جو قول علماء کے اُن کے اسلام مین آئے ہین اُن کا کیا جواب ہے کیونکہ روایات ضعیفہ دفع کفر مین مفید نہ ہوتی ہین اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ ابو طالب آگ سے نکالکر ٹخنون تک لایا جاویگا ساتھ شفاعت کے اور آیات اور احادیث مین صریح آیا ہے کہ شفاعت کافر کی ہرگز نہوگی۔ اگر عدم اسلام ابو طالب کا ہو تو احادیث شفاعت کا کیا جواب ہوگا۔ جواب صریح دلیل کے ساتھ ہو اور مختصر۔

الجواب - یہ تقریر عیسائیون کی سراسر مغالطہ ہے اور غور کیا جاوے تو یہی تقریر اُن کے کاذب

شبہ اعتراض عیسائی در عدم قبول شفاعت نبی در اسلام

اور مسلمانون کے صادق ہونے کی کافی دلیل ہے کیونکہ یہ امر ظاہر اور عقلی ہے کہ اصلی غرض مذہب سماوی کی یہ ہوتی ہے کہ مکلفین کے عقائد و اعمال و احوال ظاہری و باطنی کی اصلاح ہو اور اس اصلاح پر وعدہ حصول ثمرہ فلاح و نجات آخرت کا ہوتا ہے آیت اولئک علی ہدی من ربہم و اولئک ہم المفلحون اس امر عقلی کی تائید نقلی ہے جب یہ امر ثابت ہو گیا تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جس مذہب مین یہ تعلیم ہو کہ اس مذہب کا پیشوا سب کے گناہون کا کفارہ ہو گیا خواہ امت کچھ ہی کرے سب بخشے بخشائے ہین تو ایسے مذہب والون کو اُن کے اغراض نفسانیہ شہوۃ و غضب اور ان کے مفاسد سے روکنے کے لیے کونسی قوت زاجرہ و مانع ہوگی دل کھولکر جو چاہین گے کرین گے تو ایسے مذہب سے اصلی غرض یعنی اصلاح ہرگز ممکن الحصول نہین ہوگی بخلاف اس مذہب کے جسمین یہ بتلایا جاوے کہ جو شخص اس مذہب کے خلاف کرے گا وہ ناری اور معذب ہوگا گو وہ شخص اس مذہب کے پیشوا کے اصول و فروع ہی مین سے کیون نہو اس تعلیم کا اثر ہر شخص پر ظاہر ہے کہ یہی ہو گا کہ خوب دین مین اور اپنی اصلاح مین کوشش کرنا چاہیئے اس صورت مین البتہ اس مذہب کا ماننے والا اپنی شہوت و غضب و غرض نفسانی پر دین کو ہمیشہ مسلط اور غالب رکھیگا جو اصلی فائدہ ہے مذہب کا پس اگر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے اثبات اسلام مین کوشش بھی کیجاوے جب بھی اسلام پر کوئی اعتراض نہین پس اس مسئلہ کو اس شبہہ سے کوئی مس و تعلق نہین البتہ اگر مستقل طور پر اس مسئلہ کی تحقیق مقصود ہو تو وہ اور بات ہے جس مین محققین کے نزدیک بوجہ مختلف فیہ ہونے کے احتیاط کف لسان اور سکوت مین ہے۔ رہا جواب آیت کا سو مرجحین اسلام ان آیتون کو حق والدین مین نہ کہین گے۔ اور موت علی الکفر اور ایمان بعد الاحیاء مین منافاۃ نہین۔ اور اختلاف مین قطعیت نہین رہتی۔ لیکن جواب قطعیت کی تقدیر پر بھی ظاہر ہے جیسا اوپر مذکور ہوا۔ اور نافیین اسلام اُن روایات کو غیر ثابت سمجھتے ہین ضعیف نہین جانتے اور کافر کے لیے شفاعت مغفرت نہین ہوتی شفاعت تخفیف عذاب ممتنع نہین اور چونکہ مقدمات جواب کے نہایت ظاہر ہین اس لیے جواب کی دلیل بالکل صریح ہے۔ رجب ۱۳۲۲ھ

سوال (۱) توریت مین ڈاڑھی کے بال تراشنے کی ممانعت ہے اور نصرانی کی شریعت مین بھی ڈاڑھی منڈانا منزلہ گناہ کے ہے آیا مسلمانون مین بھی ایسا ہی ڈاڑھی منڈانے کی سخت ممانعت ہے

دفع شبہات متعلقہ تراشیدن ریش

(۲) ڈاڑھی کا منڈانا اگر گناہ ہے تو کس درجہ کا کبیرہ ہے یا صغیرہ (۳) قرآن شریف کو مین نے شروع سے اخیر تک دیکھا اُس مین ڈاڑھی کی نسبت کوئی حکم نہین پایا کیا یہ صحیح ہے کہ اُسمین ڈاڑھی رکھنے یا منڈانے کی بابت حکم نہین ہے (۴) اُن احادیث کو مع حوالہ فصل و کتاب کے تحریر فرمایئے جسمین ڈاڑھی رکھنے یا نہ رکھنے کا حکم ہو (۵) آیا کوئی حدیث ایسی ہی جسمین یہ لکھا ہو کہ جسنے ڈاڑھی منڈائی وہ امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین ہے (۶) من تشبہ بقوم فہو منہم حدیث ہے یا کسی بزرگ کا قول اور کس درجہ کی حدیث ہے اور کس کتاب مین ہے (۷) کوئی اچھی بات کسی قوم مین ہو تو اُس کے سیکھنے کی کیون ممانعت کی گئی ہے (۸) ترک و عرب و عجم مین ڈاڑھی کا منڈوانا مروج ہے اور گناہ نہین سمجھا جاتا اس کی کیا وجہ ہے (۹) یہ بھی ضرور ہے کہ کوئی مسلمان ڈاڑھی منڈے ہوئی مسلمان سے بحث کرے اور اُس سے سخت کلامی کرے آیا یہ اسلامی آداب مین داخل ہے۔

الجوابات۔ الحدیث الاول عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین اوفروا اللحی واحفوا الشوارب وفی روایۃ انہکوا الشوارب واعفوا اللحی متفق علیہ مشکوۃ باب الترجل

الحدیث الثانی وعن زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا رواہ احمد والترمذی والنسائی مشکوۃ الفصل الثانی من باب الترجل۔

الحدیث الثالث عن عبد اللہ بن مسعود قال لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ فجاءت امراۃ فقالت انہ بلغنی انک لعنت کیت وکیت فقال مالی لا العن من لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن ہو فی کتاب اللہ فقالت لقد قرات ما بین اللوحین فما وجدت فیہ ما تقول قال لئن کنت قراتیہ لقد وجدتیہ اما قرات ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا قالت بلی قال فانہ قد نہی عنہ متفق علیہ مشکوۃ الفصل الاول من باب الترجل۔

الحدیث الرابع عن عائشۃ رضہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ الحدیث رواہ مسلم مشکوۃ باب السواک۔

الحدیث الخامس عن ابی رافع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا الفین احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما امرت بہ او نہیت عنہ فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ رواہ احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ والبیہقی فی دلائل النبوۃ وفی روایۃ عن المقدام بن معدیکرب

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ الحدیث رواہ ابوداؤد وروی الدارمی نحوہ وکذا ابن ماجہ مشکوٰۃ الفصل الثانی من باب الاعتصام۔

الحدیث السادس عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فہو منہم رواہ ابوداؤد وفی باب ماجاء فی الاقبیۃ من کتاب اللباس۔

الحدیث السابع عن عبداللہ بن عمرو بن العاص قال رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیّ ثوبین معصفرین فقال ان ہذہ من ثیاب الکفار فلا تلبسہا رواہ مسلم مشکوٰۃ الفصل الاول من کتاب اللباس

الحدیث الثامن عن ابی ریحانۃ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عشر الی ان قال وان یجعل الرجل فی اسفل ثیابہ حریرا مثل الاعاجم او یجعل علی منکبیہ حریرا مثل الاعاجم الحدیث رواہ ابوداؤد والنسائی مشکوٰۃ الفصل الثانی من کتاب اللباس۔

الحدیث التاسع عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ المتشبہین من الرجال بالنساء والمتشبہات من النساء بالرجال رواہ البخاری مشکوٰۃ الفصل الاول من باب الترجل۔

الحدیث العاشر عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم تستطع فبلسانہ فان لم تستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان رواہ مسلم مشکوٰۃ الفصل الاول من باب الامر بالمعروف وفی روایۃ لابی داؤد عن عبداللہ بن مسعود قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلا واللہ لتامرن بالمعروف ولتنہون عن المنکر ولتاخذن علی ید الظالم ولتاطرنہ علی الحق اطرا ولتقصرنہ علی الحق قصرا او لیضربن اللہ قلوب بعضکم علی بعض ثم لیلعنکم کما لعنہم مشکوٰۃ الفصل الثانی من باب الامر بالمعروف۔ سائل کو چاہیے کہ اول ان حدیثوں کا ترجمہ کسی صاحب علم سے تقریرا یا تحریرا دریافت فرمالیں پھر جوابات ملاحظہ فرماویں۔

جواب سوال اول۔ ہاں سخت ممانعت ہے جیسا حدیث اول میں صیغہ امر سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ دلائل صحیحہ سے اپنے موقع پر ثابت ہو چکا ہے کہ اصل امر میں وجوب ہے اور واجب کا ترک حرام ہے اور کسی شے کا سخت حرام ہونا یہی سخت ممانعت ہے۔

جواب سوال دوم۔ اول تو یہ پوچھنا اس لیے بیکار ہے کہ گناہ خواہ صغیرہ ہو کبیرہ سب واجب الترک ہے اگر صغیرہ کی اجازت ہوا کرتی تو اس سوال کا مضائقہ نہ تھا مگر نظر صحیح سے یہی معلوم ہوتا ہے

کہ کبیرہ ہے کیونکہ کبیرہ کی علامات اپنے مقام پر بیان ہوچکی ہے کہ اُس کے ساتھ کوئی وعید متعلق ہو اور اس مین وعید کا آنا عنقریب جواب سوال پنجم مین آتا ہے علاوہ اس کے استخفاف و اصرار سے صغیرہ بھی کبیرہ ہو جاتا ہے اور اس مین تو آجکل اس سے بڑھکر استحلال بلکہ استحسان کا درجہ ہو گیا ہے جسمین اندیشہ کفر ہے۔ جواب سوال سوم۔ سائل کے پاس اس کی کیا دلیل ہے کہ جو حکم قرآن مین تصریحاً نہو وہ واجب العمل نہین حدیث خامس اس دعوے کو صراحۃً باطل کر رہی ہے اور اُس مین صاف مذکور ہے کہ حدیث بھی حجت شرعیہ ہے اور اس باب مین حدیث کا وارد ہونا جواب سوال اول سے معلوم ہوچکا ہے اور حدیث ثالث مین بعینہ ایسا ہی قصہ مذکور ہے کہ اُس عورت نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے یہی شبہہ کیا تھا اُنھون نے نہایت لطافت سے احکام ثابتہ بالحدیث کا ثابت بالقرآن ہونا ثابت فرما دیا۔ بعینہ اُسی طریق سے یہ حکم بھی داخل احکام قرآنی ہے غرض کلیاً قرآن مین اور جزئیاً حدیث مین یہ حکم موجود ہے۔ بلکہ تتبع غائر سے یون معلوم ہوتا ہے کہ طریق مذکور سے بھی زیادہ اس کی تصریح قرآن مین موجود ہے قال اللہ تعالی فلیغیرن خلق اللہ آیت بعبارۃ النص تغییر خلق اللہ کے امر شیطان اور مذموم ہونے پر دال ہے اور اس فعل مسئول عنہ کا تغییر خلق اللہ ہونا مشاہدہ سے ثابت اور نیز یہ حدیث ثالث اس کی موید ہے کیونکہ اسمین تنمص وغیرہ سے بدرجہا زیادہ تغییر ہے جب حلق لحیہ تغییر خلق اللہ ہے اور تغییر خلق اللہ کا حرام ہونا قرآن مین موجود پس حلق لحیہ کا حرام ہونا قرآن سے ثابت ہوگیا۔ جواب سوال چہارم۔ جواب سوال اول کو ملاحظہ فرمالیا جاوے فصل وکتاب کا حوالہ بھی موجود ہے۔ جواب سوال پنجم۔ حدیث اول سے اعفاء لحی اور احفاء شوارب دونون کا وجوب بلا کسی فارق کے ثابت ہے تو دونون متماثل ہوئے اور حدیث ثانی مین عدم احفاء شوارب پر وعید وارد ہے اور متماثلین کا ایک حکم ہوتا ہے پس یہی وعید عدم اعفاء لحیہ پر بھی متوجہ ہوگی اور لیس منا کا یہی حاصل ہے کہ وہ امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین دوسرے حدیث ثالث مین چند افعال پر لعنت آئی ہے اور مبنیٰ اسکا تصریحاً تغییر خلق اللہ فرمایا گیا ہے اور علت کے عموم سے معلول عام ہوتا ہے اور حلق لحیہ مین تغییر یقینی ہے پس یہ بھی موجب لعنت ہوگا اور لعنت کی حقیقت ہے بُعد من الرحمۃ اور اس اُمت کے لیے مرحوم ہونا لازم اور انتفاء لازم مستلزم انتفاء ملزوم کو پس بُعد عن الرحمۃ مستلزم خروج عن الامۃ کو ہوا اور اس سے وعدہ مذکورہ جواب سوال

کا ایفاء ہو گیا - جواب سوال ششم یہ حدیث ہے اور ابو داؤد مین موجود ہے جو کہ صحاح ستہ مین سے ہے چنانچہ حدیث سادس یہی تھی اور ابو داؤد نے مقدمہ مین کہا ہے وما لم اذکر فیہ شیئا فہو صالح اس لیے محدثین سکوت ابو داؤد سے احتجاج کرتے ہین اور اس حدیث پر اُنھون نے سکوت کیا ہی پس اُس کا صالح للحجیۃ ہونا ثابت ہو گیا علاوہ اس کے اور بہت قوی اور صحیح حدیثین ذم تشبہ مین موجود ہین چنانچہ حدیث سابع وثامن وتاسع بطور نمونہ کے ذکر کی گئی ہین جنمین مدار مذمت کا تشبہ کو فرمایا ہے اور بھی صحاح مین کثرت سے حدیثین آئی ہین - جواب سوال ہفتم - واقع مین اچھی یا اُس قوم کے نزدیک اچھی شق اول پر اس فعل کے یا دوسرے افعال منہی عنہا کے اچھے ہونے کی کیا دلیل اور شق ثانی پر اگر اُن کے نزدیک کفر اچھا ہو تو اُس کی ممانعت کیون کی گئی -

جواب سوال ہشتم جو کرے اُس سے پوچھیے ہم کیا جانین دوسرے یہ مسلم نہین کہ وہ گناہ نہین سمجھا جاتا تیسرے علی تقدیر التسلیم شیوع سے اور کسی کے گناہ نہ سمجھنے سے حرام حلال نہین ہو سکتا نہ بالعکس کیا غیبت کو کالحلال اور نکاح بیوہ کو کالحرام نہین سمجھتے - جواب سوال نہم ہان اگر قدرت اور ضرورت ہو تو ضرور ہے جیسا حدیث عاشر مین موجود ہے اور جیسا اولاد کو ضرورت تادیب کے لیے زجر و ملامت ضرورت تادیب کے لیے آداب اسلامی سے خارج نہین ایسا ہی یہ بھی خارج نہین - **تنبیہ لطیف** فطرت بھی خلق لحیہ سے مانع ہے جیسا حدیث رابع مین ہے اگر حدیث پر عمل نہین تو فطرت پر بھی واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم - ۲۵ - جمادی الاخری ۱۳۲۲ھ

دفع بعض شکوک متعلقہ لطیفہ

سوالات - (۱) ہلال جو حجاب سے عروج پاتا ہے یا کمی کرتا رہتا ہے آسمان پر کس شئے مین محجوب ہوتا رہتا ہے - (۲) چاند مین جو سیاہی ظاہر ہے اصلیت اس کی کیا ہے - (۳) وسط آسمان مین جو ستارہائے خفیف گنجان ہویدا ہوتے ہین جس کو کہکشان اور عوام لوگ سڑک کہا کرتے ہین وعلی اختلاف الاقوال المشہورۃ حقیقۃً یہ کیا شئے ہے - (۴) حکماء یونان کہتے ہین کہ حدت آفتاب کی وجہ سے سمندر کے بخارات اُٹھتے ہین اور وہ جسوقت طبقہ زمہریریہ تک پہونچکر منجمد ہوتے ہین پس اُنھین سے ابر بنتا ہے اور بارش ہوتی ہے اور بعض کتب دینیہ مین ہے کہ موسم گرما مین ہوا سے اُڑکر غبار اوپر کو چڑھ جاتا ہے حقتعالی اوسی کو باد قدرت عام ابر بناتا ہے پھر دوسری ہوا بھیجتا ہے کہ جس سے ابر مین پانی ہو کر بحکم ایزدی جہان کا حکم ہوتا ہے برسنے لگتا ہے جب خالی ہو گیا

پھر ہوا سے قدرت حق سے ابر مین پانی ہو جاتا ہے اور بعض کا منقولہ ہے کہ مابین زمین و آسمان دریا معلق ہے اُس پانی سے ابر کو مدد پہونچتی ہے اور ایک ایک فرشتہ ایک ایک بوند چھوڑتا ہے اور جو فرشتہ قطرۂ آب چھوڑ چکا پھر اُس کا قیامت تک دور نہین آنیکا ان جملہ خدشات مختلفہ سے آگاہی مطلوب ہے ؎۱ ابر کی اصلیت کیا ہے ؎۲ آب دریا معلق سے ابر کو مدد پہونچتی ہے یا قدرت الٰہی سے ابر مین پانی پیدا ہو جاتا ہے ؎۳ اور حقیقۃً ہر قطرہ کو فرشتے ڈالتے ہین یا حکم حق تعالےٰ سے ابر پانی چھوڑتا ہے ؎۴ یہ بات کہ فرشتے جو بوند چھوڑتے ہین قیامت تک نہ دور آویگا صحیح ہے یا غلط اور ابر سے مچھلیان برسنا ممکن ہے یا نہین چونکہ بعض وقت کوچۂ آبادی اور صحرا مین چھوٹی چھوٹی مچھلیان بوقت بارش دیکھنے مین آئی ہین (۵) حکماء یونان کہتے ہین کہ ابر مین اجزاے ناریہ ہین اور مساویہ رہنے کی جہت سے آتش ابر زیادتی سے کمی کی جانب دوڑتی ہے جس سے صاعقہ و برق پیدا ہوتی ہے اور اہل شرع کہتے ہین کہ رعد ایک فرشتہ ہے جو ابر پر حکمران ہے اور صعق اسکی آواز اور برق اُسکا کوڑا ہی اور مشہور یون ہے کہ قد اوسکا مقدار بند انگشت ہے اور جب آواز کرتا ہے ستر فرشتے اُسکے منہ کو دابتے ہین تس پر اتنی آواز نکلجاتی ہے (شکوک رفع طلب) ؎۱ فرشتہ کا قد بمقدار مذکور ثابت ہے یا نہین ؎۲ ستر فرشتون کا وقت آواز کرنے کے رعد کا منہ بند کرنا جو مشہور ہے صحیح ہے یا لغو ؎۳ اور رعد صرف ایک فرشتہ ہے یا بنام متفرقہ بہت سے فرشتے ہین کیونکہ روے زمین پر ایک دن مین مختلف مقامات مین صدہا جگہ بارش ہوتی ہے (۶) حدیث شریف مین آیا ہے کہ وقت غروب آفتاب کو فرشتے عرش کے نیچے ڈالدیتے ہین وہان تمام رات حق جل وعلا کو سجدہ کرتا ہے وقت فجر اجازت لے کر منازل افق شرق دوار پر طالع ہوتا ہے اور علم طبعی والے کہتے ہین آفتاب غیر متحرک ہے اور زمین گول اور دوازدہ سیارگان زحل مریخ و قمر وغیرہ یہ بھی آفتاب قائم کے گرد چکر لگاتی ہے اور باین قاعدہ معینہ جانب جنوبی و شمالی اختلاف الطرفین چھ چھ ماہ کے دن اور رات ہوتے ہین اور ایک مقام بلغار ہے اُس کا حال لکھا ہے کہ وہان رات ہی نہین ہوتی اُدھر آفتاب غروب ہوا اور اُدھر صبح صادق منودار ہوئی اور بعض کا مقولہ ہے کہ ہر ہفت آسمان گول بشکل بیضوی متحرک ہین اور ساتون زمین غیر متحرک قائمہ اور جو اس کے اسفل متعلق ارضہم طبقات عالم سفلی تحت الثریٰ تک کل آسمانون کے اندر ہے اور آسمان مثل گرٹی یعنی گھیری چاہ کے گرد گھومتے ہین اور بعضے کہتے ہین مانند چاک سفال گر اور آسیا سیائی

کے حرکت مین لگے ہوئے ہین کہ شمس وقمر اور سائر کواکب دوامہ ہر دن رات بایام مختلفہ اپنی اپنی جگہ معینہ نظر آتے رہتے ہین اور قطب تارا آسمان کے وسط مین ہمیشہ اپنی خاص جگہ مین بلا حرکت قائم رہتا ہے کیلی چاک کمہار اور کلی چکی کی طرح اور بعض لوگ وجود آسمان کے منکر ہین اور اُس کو حد بصیرت قرار دیتے ہین (شبہات دریافت طلب) ۱ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہر شب آفتاب کا زیر عرش سجدہ مین رہنا اور خلاف اقوال دیگران یعنی شش ماہ رات و دن یا شب نہونے اور ہمیشہ دن رہنے مین اہل اسلام کی طرف سے کیا جواب ہے ۲ جب عرش اعظم بالای سموات ہے تو زیر زمین عرش کے نیچے سجدہ آفتاب کا کیا بیان ہے ۳ آفتاب آسمان چہارم پر ہے تو ارض سبعہ کے غرب سے کس طبقہ مین ہو کر شمس سمت شرق طالع ہوتا ہے ۴ آسمانان بیضوی محیط زمین چکر کنندہ بطرح گیرٹی چاہ یا چاک کمہار اقوال مخالفہ پر اہل شرع کیا امر واضح فرماتے ہین ۵ مشہور ہے کہ آفتاب کا طرف اعلی مُنہ ہے اور این جانب اسفل پشت یہ کیسا ہے ۶ آفتاب وماہتاب وکواکب اجرام فلکی کیا شئے ہین آیا زجاج یا سنگ تابان وغیرہ اسکی اصلیت نیز دریافت طلب ہے ۷ حکماء یونان کہتے ہین کہ جب انجرات مرکبہ زمین مین دھنسکر حرکت کرتے ہین اُسوقت زمین مین زلزلہ واقع ہوتا ہے اور کتب دینیہ مین ہے کہ کوہ قاف زمردین جو پانچسو برس کی راہ بلندی رکھنے والا ہے اور محیط زمین ہے اور شاخہاے بیخ اُس کی ہر قریہ وامصار وغیرہ مین پھیلی ہوئی ہین چنانچہ جب خوف دوزخ سے قاف لرزتا ہے اُس کی جنبش وحرکت جڑون سے جو زمین مین پھیلا ہے طبقہ زمین ہلجاتا ہے اور بعض کا مقولہ ہے کہ گاے جس کے سینگ پر زمین قائم ہے دوسرے سینگ پر بدلتی ہے اُسوقت طبقۂ زمین ڈگمگاتا ہے اور عند البعض پہاڑ گندگ جو اندر زمین ہین حرارت آتش کے اشتعال لگ پانے کی وجہ سے بھونچال آتا ہے ان مختلف اقوال مین کونسی بات قابل تسلیم اور صحیح ہے۔ (۸) لکھا ہے کہ زمین سے آسمان کو پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور اسی قدر اُس کا دَل ہے اور ہر آسمان بالایہ اپنے طبقہ زیرینہ سے دس گونہ زیادہ وسعت رکھتا ہے وہوَ من السموات السبع الی اعلیٰ اور قرآن مجید مین ہے خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن تواب یہ شکوک دریافت طلب ہین کہ ہر ہفت طبق زمین پیوستہ ہین یا مثل آ[illegible] صلہ اور جسامت پنج صد سالہ راہ ہے اور درازی زمین ہر ایک طبق اعلے اپنے طبقہ اسفل سے [illegible] گونہ زائد مانند آسمان ہے

یا ہر طبقہ بالا سے طبقات زیرین دہ گونہ وسعت مزید رکھتے ہین اور مابین طبقات ارض کوئی ذی روح وغیرہ کچھ شے ہے یا خالی ہین اور زمین جو پانی پر بچھائی گئی ہے آیا چاہ وغیرہ کا پانی اسی پانی سے ہے یا قادر مطلق نے مثل خون رگہائے انسان زیر زمین سوت جاری کر رکھے ہین (۹) سورۂ ن کی تفسیر مین مفسرین نے طبقات زمین گائے کے سینگون پر اور وہ پشت ماہی پر وغیرہ ترتیباً اسفل السافلین السحیر الدخان وہو ریح القدرۃ الرحمن جو بیان کیا ہے آیا یہ مضمون کسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا ہے یا کسی اور بزرگ کے اقوال درج کیے ہین - کیونکہ بعض اہل اسلام اپنے تئین مولوی کہلا کر حکماء فلاسفہ کے مقلدین زمین کو گول گیند بنائے ہوئے ہین متحرک آفتاب پر چکر لگانیوالی بتاتے ہین اور طعناً لکھتے ہین کہ یہ ثور وسمک وغیرہ گڑھی ہوئی باتین ہین اور نیز لکھتے ہین کہ مثلاً اگر جہاز کسی جگہ سے سمندر مین چھوڑا جاوے تو ۱۹ سال کی گردش مین لوٹ کر آغاز رفتار جائے سابق مین آجاویگا پس زمین ساکن گائے ومچھلی وغیرہ قائمہ اور ترک متحرک اقوال مختلفہ مین علمائے ربانی معترضان ومخالفان کو کیا جواب دیتے ہین (۱۰) حدیث مین ہے کہ جب حق تعالے نے دوزخ کو پیدا کیا تو دوزخ حضرت عزسبحانہ مین عارض ہوئی کہ یا الہ العالمین میری سوزش مجھی کو جلائے دیتی ہے تب قادر مطلق نے دوزخ کو سرد وگرم دو سانس عطا کیے پس برس روز مین دوزخ دو سانس لیتی ہے جس کے اثر سے دنیا مین سردی وگرمی محسوس ہوتی رہتی ہے اور کلام حکماء سے یون مشہور ہے کہ آفتاب وسط سماء سے بعد قطب جنوبی مائل ہونے سے دنیا مین سردی نمایان ہوتی ہے اور گرمی کے دنون مین آفتاب مین خط استوا سرطان پر ہوتا ہے لہذا گرمی کا اثر ظاہر ہوتا ہے امر ہذا نیز وضاحت طلب ہے

الجواب - اول یہ سمجھنا چاہیے کہ فلسفہ قدیمہ یا جدیدہ کے مسائل تین قسم کے ہین ایک وہ کہ قرآن مجید وحدیث شریف کے موافق ہین دوسرے وہ جو مخالف ہین تیسرے وہ جن سے قرآن وحدیث ساکت ہین پس قسم اول وسوم کے جواب دینے کی تو کوئی ضرورت نہین اول مین تو اس لیے کہ وہان موافقت ہی ہے سوم مین اس لیے کہ وہان مخالفت نہین جو شبہہ ہو البتہ قسم دوم مین ہمکو جواب دینا ضروری ہے اور جواب کے دو طریقے ہین اگر اُن مسائل فلسفیہ پر کوئی دلیل صحیح قائم نہین ہوئی تو اتنا جواب کافی ہے کہ ہم بلا دلیل نہین مانتے اور اگر کوئی دلیل صحیح قائم ہو چکی ہے تو اُسوقت قرآن وحدیث کی شرح کر کے بتلا دیا جاویگا کہ دونون مین تعارض نہین اس تمہید کے بعد مفصل جواب لکھتا ہون -

(جواب سوال یکم) یہ قسم سوم سے ہے اس لیے جواب ضروری نہین (۲) یہ بھی قسم سوم سے ہے اس لئے جواب ضروری نہین (۳) یہ بھی قسم سوم سے ہے (۴) سارے منقولے قرآن و حدیث نہین ہین اس لیے سب کا جواب ضروری نہین البتہ قرآن سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ پانی آسمان سے آتا ہے تو ہمین فلسفہ کی کوئی مخالفت نہین ممکن ہے کہ اللہ تعالی ملائکہ کے ذریعہ سے آسمان سے پانی بادلون مین بھر دیتے ہون جس طرح مشک کنوے سے بھر کر گھر کے برتنون مین پانی چھوڑ دیا جاتا ہے اور ادھر زمین سے انجرے اُٹھتے ہین دونون جمع ہو کر برستے ہون یا کبھی صرف انجرون کا پانی بنتا ہو کبھی صرف آسمان سے بھر دیا جاتا ہو غرض یہ ایک شئے کی دو سبب ہون ایک کو حکمار نے دریافت کیا دوسرے کی خبر نصوص مین دیدی گئی اب اس سوال کے چارون نمبر کے جواب مفصل کی حاجت نرہی (۵) حدیثون مین رعد کا ایک فرشتہ ہونا اور برق کا اُس کے تازیانہ کی چمک ہونا وارد ہے تو جس طرح ہیکل انسانی چند عناصر کے اجتماع سے بنتی ہے اور اُس کے اندر روح پھونکدی جاتی ہے جو محسوس نہین ہوتی اسی طرح اگر رعد کی ہیکل تو یہی ہو جس کو حکمار نے سمجھا ہے اور اُس ہیکل مین اللہ تعالےٰ ایک روح پیدا کر دیتے ہون اور وہ روح فرشتہ ہو اور وہ ہیکل اور روح ملکر اس لمعان برقی کے فاعل ہون اور اُسکو بادلون کی حرکت اور تقاطر مین دخل ہو پس حکمار نے ہیکل و صوت لمعان کو بیان کر دیا ہے اور شارع نے روح اور حقیقت کو جس کا نام فرشتہ اور سوط ہے تو اسمین کیا تخالف ہے۔ یا اس کی ایسی مثال سمجھیے جسطرح طاعون کے جمیع آثار کا فاعل تحقیق قدیم کے موافق مادہ سمیہ تھا اور تحقیقات جدیدہ سے کیڑون کا فاعل ہونا ثابت ہوا پس مادہ محسوس ہے اور کیڑے بدون آلات کے غیر محسوس اسی طرح آثار سحابیہ کا فاعل اہل مشاہدہ کے نزدیک صرف سحاب ہے اور مدرکین حقائق کے نزدیک فرشتہ جو کہ آلات متعارفہ سے بھی محسوس نہین ہوتا اُس کے ادراک کے لیے دوسری قوت قدسیہ کی ضرورت ہے یا یہ کہ کبھی یہ آواز اور چمک محض سحاب سے ہو اور کبھی فرشتے کی صوت اور سوط ہو یہ بھی ممکن ہے نہ شارع کے کلام مین کوئی لفظ حصر ہے نہ حکما کے پاس کوئی دلیل حصر ہے اب اس سوال کے مفصل نمبرون کے جواب کی بھی ضرورت نرہی (۶) حدیث مین ہے کہ آفتاب بعد غروب کے تحت العرش سجدہ کرتا ہے اور حکم کا منتظر ہوتا ہے اُس کو حکم ہوتا ہے کہ اپنے نظام عام کے موافق چلتا رہ چنانچہ پھر حساب کے موافق طلوع ہوتا ہے انتہے بحاصلہ اس سے ایک تو آفتاب کی حرکت معلوم ہوتی ہے

اس کے خلاف پر فلاسفہ کے پاس کوئی دلیل غیر مخدوش نہیں دوسرے بعد غروب کے انقطاع حرکت
کا معلوم ہوتا ہے اس کا فلاسفہ انکار کرتے ہیں لیکن ممکن ہے کہ یہ انقطاع آنی ہو یعنی وہ لمحہ ایسا لطیف
ہو کہ آلات سے نہ اُس کا ادراک ہوتا ہے نہ اُس سے حساب میں فرق پڑتا ہے تیسرے غروب میں
مجمل ہے اور غروب ہر جگہہ مختلف ہوتا ہے مگر ممکن ہے کہ کسی خاص جگہ کا غروب مراد ہو مثلاً مقام
تکلم بہذا الخبر کا ہی مراد ہو حدیث میں کوئی لفظ اس سے مانع نہیں چوتھے تحت العرش جانا مفہوم ہوتا ہے
حالانکہ ہر وقت تحت العرش ہے مگر کسی نقطہ خاص کو تحت العرش کہنا دوسرے نقاط کے تحت العرش
ہونے کی نفی نہیں کرتا نہ حدیث میں کوئی دلیل تخصیص کی ہے محض واقعی قید کے طور پر اُس کو تحت العرش
کہدیا گیا باقی ساری رات آفتاب کا پڑا رہنا کسی حدیث میں نہیں آیا اور جب غروب خاص مقام کا
مراد ہو تو بلغار اور عرض تسعین کے نظام کی نفی حدیث سے لازم نہیں آتی اور آفتاب کا آسمان چہارم
پر ہونا بھی کسی دلیل سے ثابت نہیں اور اگر ہو تو اس تقریر کو مضر نہیں نہ آسمان کے انکار کی کوئی دلیل
کسی کے پاس ہے اور جس کو حد بصر کہتے ہیں ممکن ہے کہ آسمان اس کے آگے ہو اور نہ آسمان کے وجود
یا عدم کو اس تقریر سے کوئی تعلق ہے اور نہ شرع نے آسمان کی حرکت کا کہیں اثبات کیا نہ آفتاب
کے رو و پشت سے کوئی بحث کی نہ کواکب کے حقائق سے کوئی تعرض کیا اور نہ ان امور کو تحقیق طلب
امر سے کوئی علاقہ۔ (۷) قاف زمردین اور گائے کے سینگ کا شریعت نے دعوی نہیں کیا البتہ زلزلہ
کی وجہ بعض روایات میں عروق ارض کی تحریک ہے جو بوجہ کثرت ذنوب ہوتی ہے سو ممکن ہے کہ
کبھی یہ سبب ہو اور کبھی دوسرے اسباب یا مجموعہ ہر دو سبب کو دخل ہو پس اس میں بھی کوئی تخالف نہیں
(۸) شریعت میں عدد اور بُعد طبقات کا آیا ہے باقی امور سے بحث نہیں کی ممکن ہے کہ جو فضا بین السماء
والارض نظر آتی ہے اس میں وہ زمینیں ہوں اور مثل کواکب کے ایک دوسرے سے خوب دور ہوں
اور وہ اس زمین کے بعض اوضاع و جوانب کے اعتبار سے اسفل کہے گئے ہوں اور فصل ما بین السماء
والارض میں پانسو سے مراد محض کثرت ہو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں اور پانی پر زمین کے
بچھنے کو اس سوال میں کوئی دخل نہیں۔ (۹) واقعی یہ مضمون کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں نہ کسی
نص نے زمین کے گول ہونے کی نفی کی ہے لیکن حکماء کے پاس بھی کوئی شافی دلیل حرکت ارض کی
نہیں لیکن باوجود اس کے کسی نص کے بھی خلاف نہیں البتہ شمس و قمر کی حرکت کی نفی کا اعتقاد

ظاہر قرآن کے خلاف ہے (۱۰) اگر دونون امر کو سردی گرمی مین دخل ہو ایک کی خبر شارع نے دیدی اور دوسرے سبب کی نفی نہین کی اسیا ایک کا اثبات عقلا نے کیا اور دوسرے کی نفی پر دلیل نہین قائم کرسکتے تو اس مین کیا مخالفت ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ ۲ جمادی الاخرے ۱۳۲۲ھ

سوال۔ بغرض حصول دنیا انگریزی پڑھنا کیسا ہے اور کس درجہ کا گناہ ہے کبیرہ یا صغیرہ یا کفر کے قریب ہے انگریزی پڑھنے والا کا نور ایمانی جاتا رہتا ہے یا رہتا ہے امید کہ اس کا جواب شرح دین۔

الجواب۔ رسالۂ تحقیق تعلیم انگریزی مین مفصل جواب لکھا ہے مختصر یہ ہے کہ انگریزی مثل اور زبانون کے ایک مباح زبان ہے مگر تین عوارض سے اُسمین خرابی آجاتی ہے۔ اول بعض علوم اُسمین ایسے ہین جو شریعت کے خلاف ہین اور علم شریعت سے واقفیت ہوتی نہین اس لیے عقائد خراب ہوجاتے ہین جسمین بعض عقائد قریب کفر بلکہ کفر ہین۔ دوسرے اگر ایسے علوم کی بھی نوبت نہ آئے تو اکثر صحبت بددینون کی رہتی ہے اُن کی بددینی کا اثر اس شخص مین آجاتا ہے کبھی اعتقاداً جس کا حکم اوپر معلوم ہوچکا کبھی عملاً جس سے نوبت فسق کی آجاتی ہے۔ تیسرے اگر صحبت بھی خراب نہو یا وہ موثر نہو تو کم از کم اتنا ضرور ہے کہ یہ نیت رہتی ہے کہ اس کو ذریعہ معاش بناوین گے خواہ وہ طریقۂ معاش حلال ہو یا حرام اور یہ مسئلہ عقلاً و نقلاً ثابت ہے کہ جو مباح ذریعہ کسی حرام کا بن جاوے وہ حرام ہوجاتا ہے پھر ایسا عزم خود معاصی قلب سے ہے تو اس صورت مین فسق ظاہری کے ساتھ فسق باطنی بھی ہے ان عوارض ثلثہ کی وجہ سے گاہے کفر والحاد تک گاہے فسق ظاہری تک گاہے صرف فسق باطنی تک نوبت پہونچ جاتی ہے اگر کوئی ان عوارض سے بریٰ ہو یعنی عقائد بھی خراب نہون جس کا آسان طریقہ بلکہ متعین طریقہ یہی ہے کہ علم دین حاصل کرکے یقین کے ساتھ اُس کا اعتقاد رکھے اور اعمال بھی خراب نہون عزم بھی یہ رہے کہ اس سے وہی معاش حاصل کرینگے جو شرعاً جائز ہوگی اور پھر اُسی کے موافق عملدرآمد بھی کرے تو ایسے شخص کے لیے انگریزی مباح اور درست ہے اور اگر اس سے بڑھکر یہ قصد ہو کہ اس کو ذریعہ خدمت دین بناوینگے تو اُس کے لیے عبادت ہوگا لیکن اس اخیر صورت مین پاس حاصل کرنے کی کوشش کرنا اس عزم کا مکذب ہوگا کیونکہ اس خدمت کے لیے صرف استعداد کافی ہے حاصل یہ کہ انگریزی کبھی حرام ہے کبھی مباح کبھی عبادت واللہ اعلم

فرار از طاعون و وضع انگریزی

۲۵ - جمادی الاولی ۱۳۲۲ھ

سوال - جناب قبلہ و کعبہ حضرت مولوی صاحب مدظلہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ - الحمد للہ بخیریت ہون آپ کا آخری کارڈ مجھکو لاہور مین ملا تھا اور ارادہ کر رہا تھا کہ تھانہ بھون آکر قدمبوسی حاصل کرون مگر مجھکو ایک ضرورت سے امرتسر ٹھیرنا پڑا وہان ضلع کل گورکھپور مین یہ خبر دیکھی کہ آپ گورکھپور مین مقیم ہین مجبوراً اپنے ارادہ کو فسخ کرنا پڑا اب مین جے پور مقیم ہون ایکی امتحان مین ناکامیاب رہا خیر مجبوری آیندہ پھر دیکھا جاویگا - مین نے جو آپ سے طاعون کے بارہ مین دریافت کیا اُس کی غرض و غایت محض یہ تھی کہ آیا مرض کی شدت مین شہر چھوڑ دینا اور بھاگ جانا جائز ہے یا نہین اس کا جواب دیجیے - آپ کی اسبارہ مین کیا رائے ہے کہ کوئی شخص نماز روزہ کا پابند ہے اور کل اُمور اسلامی کا متبع ہے مگر وہ کوٹ پتلون پہنتا ہے اور پتلون ایسا ہے کہ نماز مین حارج نہین ہے یا نیچے ٹخنون سے اونچے رکھتا ہے چونکہ لباس کو عادت سے تعلق ہے اسمین کیا حرج ہو سکتا ہے اور جملہ اُمور قرآنی کا پابند ہے پس کیا وہ عیسائی سمجھا جاویگا اور وہ شخص بعض موقع پر اردو انگریزون کی طرح بولتا ہے مگر ہمیشہ نہین بولتا ہے چرٹ بھی پیتا ہے اور حقہ بھی مگر چرٹ سے بو نہین آتی مگر اُن لوگون کو آتی ہے جو تمباکو وغیرہ سے معرا ہین اور کیا کوئی حقہ چرٹ پینے کے بعد کلی کرکے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہین یا مسجد مین جا سکتا ہے یا نہین - اب میرا قصد ہے کہ آپ کی زیارت سے بہت جلد مشرف ہون اگر موقع ملے گا تو ستمبر مین حاضر ہونگا اگر ستمبر مین حاضر نہو سکا تو تعطیلات کرسمس یعنی وہ تعطیل جو ۲۵ دسمبر سے ۳۱ دسمبر تک ہوا کرتی ہے آؤنگا - اور زیادہ امید اسی زمانہ مین آنے کی ہے کم سے کم وہ زمانہ بتا مجھکو دین آپ اُسوقت مین کہان ہونگے آج کل آپ کے شاگرد جناب مولنا ...... صاحب یہان مقیم ہین لباس کے بارے مین علماء مصر نے ایک مضمون لکھا ہے جو وہان کے رسالہ مین طبع ہوا ہے اُسمین لانبے لانبے دامنون اور آستینون والے کپڑے کو حرام قرار دیا ہے اور مشہور کتب کا حوالہ دیا ہے اب مین آپ سے دریافت کرتا ہون کہ کس قدر لانبے دامن ہون یا آستینین وہ کپڑا حرام ہو جاتا ہے کیا جو کپڑا عادت و حاجت سے زیادہ لانبا ہو وہ مکروہ نہین ہے امید ہے کہ آپ کی نظر کرم میرے حال پر [illegible]ی ہوگی اور جلد جواب دین گے امید ہے کہ آپ مع الخیر ہونگے فقط

الجواب عزیزم سلمہ [illegible] تعالی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ - محبت نامہ کاشف حالات ہوا

مین نے غالباً پہلے بھی لکھا تھا اور اب پھر لکھتا ہون کہ جب کبھی آنے کا ارادہ ہو اول ایک خط سے میرے قیام کی تحقیق مجھسے کرلیجیے بلا تحقیق آنے سے پریشانی کا احتمال ہے۔ مجھکو دخل دینے کا تو منصب نہین ہے لیکن بطور مشورہ اس کہنے کو دل چاہتا ہے کہ کیا بجز نوکری کے کوئی اور ذریعہ معاش کا نہین ہے جو اُس کے لیے اسقدر پریشانی برداشت کیجاوے سہ حیف باشد دل دانا کہ مشوش باشد + طاعون کے سوال کا جواب یہ ہے کہ اُس مقام سے بھاگنا جائز نہین اگر کہا جاوے کہ کیون اُسکا جواب اصلی یہ ہے کہ جس ذات مقدس کی بدولت ہم کو یہ پوچھنا آیا ہے کہ جائز ہے یا ناجائز اُس ذات نے منع فرمادیا ہے اگر کہا جاوے کہ کیون منع کردیا ہے اُس کا جواب یہ ہے کہ اُن سے خداتعالےٰ نے کہدیا ہے اگر کہا جاوے خداتعالےٰ نے کیون کہدیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس سوال کے معنے یہ ہین کہ خداتعالےٰ صاحب اختیار کیون ہین صاحب حکمت کیون ہین تو سیدھی بات یہی کیون نہ کہی جاوے کہ خدا کیون ہے تو اس کا جواب جسقدر مولویون کے ذمہ ہے اُسی قدر ہر مسلمان کے ذمہ ہے۔ اگر پوچھا جاوے وہ حکمت کیا ہے جواب یہ ہے کہ ہم کو اس تحقیق کی ضرورت نہین مزدور کو اس سے کیا بحث کہ اس مکان کو کیون گروایا ہو اور اُس کو کیون بنواتے ہو کام کرو مزدوری لو زیادہ کیا دخل اگر ان بے نیازی کی باتون سے تسلی نہ ہو تو یون سمجھیے کہ فوجی لوگون کو مقابلہ کے وقت باوجودیکہ ہلاکت کا قوی اندیشہ ہے بھاگنا کیون قانوناً ناجائز ہے یا جس وقت سول سرجن کسی زخم کو شگاف دینا چاہے ملازم مریض کو روپوش ہوکر بھاگ جانا کیون ناجائز ہے اسی طرح طاعون مین قوت مدرکہ مخفیات سے معلوم ہو گیا ہو کہ ایک مخفی مخلوق کا اثر ہے جن کے مقابلہ سے بھاگنے کی اجازت نہین اور نیز اس کا اہل ایمان کے لیے رحمت ہونا اور علاج ذنوب ہونا ثابت ہوگیا ہے اس لیے اس نشتر سے ہٹنے کی اجازت نہین۔ پتلون والے سوال مین جو آپ کے شبہہ کا منشا ہے اُس کی تحقیق کے بعد جواب آسان ہو جاوےگا مثلاً اُس کا وہ ہے جس کو آپنے ان لفظون مین ظاہر کیا ہے کہ چونکہ لباس کو عادت سے تعلق ہے اس مین کیا حرج ہو سکتا ہے۔ عزیز من آپ نے ماشاء اللہ سمجھ دار ہو کر کیا بات کہدی۔ عزیز من جیسے لباس کو عادت سے تعلق ہے اُسی طرح کھانے پینے کو بھی عادت سے تعلق ہے تو پھر یہ شبہہ شراب اور ماکولات محرمہ مین بھی ہو سکتا ہے آخر ان چیزون [illegible] حرمت نہی شرعی کی وجہ سے

ہے سو ایسے ہی نہی تشبہ تے بھی ہے جو پتلون مین موجود ہے۔ رہا نماز و روزہ کا پابند ہونا اور پائینچون کا ٹخنون سے اونچا ہونا اس کا اثر یہ ضرور ہے کہ اور گناہون سے بچ گیا مگر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اس گناہ خاص سے بھی بچا رہا ورنہ اس کے تو یہ معنے ہوئے کہ جو شخص چار گناہ سے بچتا ہو اُس کو پانچوان گناہ کرنا جائز ہے بھلا کون عاقل اس کا قائل ہو سکتا ہے البتہ عیسائی اُس کو کوئی نہین کہتا اس لیے یہ الزام غلط ہے یہی جواب چرٹ بین کہ وہ بھی موجب تشبہ ہے رہا کلی کرکے نماز پڑھنا اور مسجد مین جانا جب منہ صاف کرلیا کچھ حرج نہین اگر بدبو رہی تو کراہت ہے لانبے دامن اسقدر کہ ٹخنون سے نیچے ہون حرام ہین اسی طرح آستین اسقدر دراز کہ انگلیون سے نکلی ہوئی ہون ممنوع ہین اگر اس سے کم ہون گو عادت وحاجت سے زیادہ ہو مکروہ نہین البتہ اگر اُس مین بھی تفاخر مقصود ہو گا اس صورت مین ممنوع ہو جانا اور بات ہے۔ باقی بحمد اللہ تعالے مین خیریت سے ہون آپ کے زمانہ تعطیل مین ابھی سے اپنے قیام کی نسبت کچھ کہکر کیسے پابند ہو سکتا ہون قریب زمانہ مین بکرر تحقیق کرنا مناسب ہے ایک اور بات مین مجھکو دخل دینا پڑا جس کی وجہ صرف آپ کی خصوصیت ہے ورنہ مین تو بعضے اپنون کو کچھ نہین کہتا آپ نے اپنے بھائی کو ایسے عنوان سے لکھا ہے جس سے آپ کا اُن سے کوئی تعلق ظاہر نہین ہوتا میرے ساتھ تو علاقہ جدید ہے لیکن آپ سے قدرتی تعلق ہے جدید مکتسب کو ظاہر کرنا اور قدرتی کو مخفی رکھنا فطرۃ سلیمہ کے خلاف ہے اگر مولانا سے پہلے بھائی صاحب کا بھی لکھدیا جاتا تو میرے نزدیک وہ بھی معین ہوتا باہمی خصوصیت اور دلی اتفاق اور الفت پیدا ہونے مین والسلام فقط مورخہ ۲۵- جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۲۲ھ

سوال مخدوم و مکرم بندہ مولوی اشرف علی صاحب تھانہ بھون۔ تسلیم آپ کو معلوم ہو گا کہ مسلمانوں کی خوش نصیبی سے یہ امر طے ہو گیا ہے کہ حضرت سراج الملۃ والدین امیر حبیب اللہ خان فرمانروائے دولت خداداد افغانستان خلد اللہ ملکہ اس قومی کالج کے ملاحظہ کے لیے تشریف لاتے ہین حضور والا کی سواری ۱۶- جنوری سنہ ۱۹۰۷ء کو گیارہ بجے دن کے اسٹیشن پر پہونچے گی اور سیدھے وہان سے کالج مین حضور ممدوح رونق افروز ہونگے اسٹریچی ہال مین ٹرسٹیان کالج کی طرف سے حضور ممدوح کی خدمت مین سپاسنامہ پیش ہو گا اور چار بجے سہ پہر کے گارڈن پارٹی ہو گی امید ہے کہ آپ

اس مبارک موقع پر تشریف لاکر شریک جلسہ اور پارٹی ہونگے اگر آپ کا ارادہ تشریف لانیکا مصمم
ہو تو براہ مہربانی ایک ہفتہ پیشتر اپنے آنے کی تاریخ اور وقت سے اطلاع دیجیے۔ والسلام
محسن الملک آنریری سکرٹری مدرستہ العلوم علیگڈھ۔
جناب باذخ مکرم۔ یہ موقع ہے آپ ضرور اسوقت تشریف لاوین ایک مسلمان فرمانروا کو کم ازکم
دیکھ تو لینا چاہیے امید کہ جواب سے جلد مطلع فرماوینگے والسلام بندہ سعید احمد
الجواب۔ قال اللہ تعالیٰ قل فیہما اثم کبیر ومنافع للناس واثمہما اکبر من نفعہما۔ قال السعدی رح
نہ دوری دلیل صبوری بود + کہ بسیار دوری ضروری بود + اخی المعظم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مفاسد
اور مصالح کے تعارض کے وقت جبکہ وہ مفاسد مظنون اور وہ مصالح غیر ضروری ہون مفاسد کے
اثر کی ترجیح اوپر کی آیت سے اور ایسے وقت مین اُن منافع کے تحصیل کے مقتضائے اشتیاق
پر عمل نکر سکنے کا عذر اوپر کے شعر سے واضح ہے تفصیل اس لیے نہین کی کہ وہ متفق علیہ نہین ہے
اگر جناب نوابصاحب کے خلاف مزاج نہ سمجھا جاوے تو اُن کی خدمتمین یہ سطرین پیش کردیجیے
ورنہ خیر مین نے براہ راست جواب عرض کرنا خلاف ادب سمجھا فقط والسلام دعاگو ودعاجو خاکسار
اشرفعلی از تھانہ بھون۔ ۲۳۔ ذیقعدہ ۱۳۲۴ھ

تحقیق صلوٰۃ یا دخول مسجد بنعال

متعلق فقرۂ ذیل مندرجہ خط عزیزی بہ نسبت امیر کابل + جوتون سمیت سب اُن کے آدمی مسجد مین آئے
اور جوتون سمیت نماز پڑھی ‡ اس مقام پر تین امر ہین دو نہایت جلی اور ایک خفی۔ امر اول یہ بات
یقینی اور متفق علیہ وثابت بالدلیل اور مسلم ہے کہ نعال اگر طاہر ہون تو اُن کو پہنے ہوئے مسجد
مین آنا یا نماز پڑھنا فی نفسہ قطع نظر عوارض خارجیہ سے جائز اور مباح ہے عام اس سے کہ عوارض
کی وجہ سے کہین مستحسن ہو جاوے اور کہین مستقبح ہو جاوے۔ امر دوم یہ بات بھی یقینی اور متفق علیہ
اور محقق ہے کہ اگر نعال نجس ہون تو اُن کو پہنے ہوئے مسجد مین آنا یا نماز پڑھنا ناجائز وحرام اور
معصیت ہے جس مین جواز یا اس سے بڑھکر استحسان کا احتمال شائبہ بھی نہین یہ دونون امر تو جلی
ہین جو محتاج ... نہین ہوسکتے۔ امر سوم جو کہ خفی اور محل اشتباہ ومعرض بحث ہے یہ ہے کہ
عوارض خارجیہ کے اعتبار سے بصورت طہارت آیا اس مین کوئی استقباح ہے یا نہین یا اس سے

ترقی کرکے استحسان کا حکم کیا جاوے سو اوّل یہ سمجھنا چاہیئے کہ جو حکم کسی عارض کی وجہ سے ہوتا ہے وہ عارض کی وجہ سے بدل جاتا ہے اور جو حکم شارع کو فی نفسہ مقصود ہوتا ہے وہ کسی حالت مین نہین بدلتا اس کے شواہد و نظائر علم فقہ مین بکثرت پائے جاتے ہین دوسرے یہ جاننا چاہیئے کہ یہ یقینی ہے کہ صلوٰۃ فی النعال شارع کے نزدیک کوئی حکم مقصود نہین کیونکہ مقاصد شرعیہ مین سے کوئی غرض اس کے ساتھ متعلق نہین اب اس کا مدار عوارض پر رہا پس جہان کوئی عارض مانع نہ ہوگا وہان منع نہ کیا جاویگا بلکہ جہان کوئی عارض مؤثر فی الاستحسان ہوگا وہان مستحسن کہا جاویگا اور جہان کوئی عارض مانع ہوگا وہان منع کیا جاویگا۔ تیسرے یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ مسجد اور صلوٰۃ دونون چیزین واجب الاحترام والادب ہین اور ادب کے بعض طرق محض عرف پر مبنی ہوتے ہین پس جس ملک مین مع النعال کسی کے فرش پر آنا اور آکر ملنا عرفاً خلاف ادب شمار کیا جاتا ہو وہان صلوٰۃ و دخول مسجد مع النعال اس عارض بے ادبی کی وجہ سے واجب المنع ہوگا جس کا پتہ قرآن سے لگتا ہے کہ موسیٰ علیہ السّلام کو حکم ہوا فاخلع نعلیک اور اس کی علت یہ فرمائی انک بالواد المقدس طوی خواہ اُن کے نعال طاہر ہون یا نجس ہون لیکن عموم علت ادب سے حکم معلول مین عموم ہو جاویگا جہان نعال نجسہ کے ساتھ جانا خلاف ادب ہوگا نہی اس کے ساتھ خاص ہوگی اور جہان مطلق نعال کے ساتھ جانا خلاف ادب ہوگا نہی اس کو بھی عام ہو جاوے گی اور ہمارے دیار ہند کا عرف اسبارہ مین ظاہر ہے پس بناءً علی التقریر المذکور یہان اس کی ممانعت ضروری ہے اور جس ملک مین یہ عرفاً خلاف ادب نہ ہو وہان منع نکیا جاویگا سو اہل کابل کا عرف ایسا ہی ہوگا اور یہان کے عرف کی انکو اطلاع نہ ہوگی یا خاص زردی کے نعال مین ایسا عرف ہوگا یا دوسرے ملک مین ہونیکی وجہ سے بے اطمینانی اس کا عذر ہوگا اور اخیر درجہ یہ کہ فعل غیر نبی کا فی نفسہ حجت نہین اور اگر کوئی عارض مؤثر فی الاستحسان ہو استحسان کا حکم کیا جاویگا جیسا بعض روایات مین اس کی ترجیح کی یہ علت فرمائی ہے کہ اہل کتاب نعال مین نماز نہین پڑھتے لیکن یہ عارض یہان متحقق نہین بلکہ اصل علت کہ نہی عن التشبہ ہے خود مقتضی منع کو ہے کیونکہ یہان اس ہیئت مین تشبہ ہے اب درایۃً و روایۃً اسمین کوئی اشکال نہ رہا۔

سوال۔ اخبار وطن لاہور مورخہ ۳ مارچ ۱۹۰۵ء صفحہ ۶ مین ایک مضمون اڈیٹر کی طرف سے

بعنوان علماء کی قابل توجہ سوال درج ہے۔ سورہ نمل کے آخری رکوع مین ہے وتری الجبال تحسبہا جامدۃ وہی تمر مر السحاب کے ترجمہ پر بحث کی ہے مولوی نذیر احمد صاحب مرزا حیرت صاحب دہلوی نے اور اکثر متقدمین علماء نے تمر کے معنے مستقبل مین لے کر آیت شریفہ کو قیامت کے متعلق سمجھا ہے لیکن بعض مقدس علماء نے مثلاً جناب شاہ ولی اللہ صاحب رح نے اس کلمہ کے معنے اپنے فارسی ترجمہ قرآن شریف مین بصیغہ حال لیا ہے جناب اڈیٹر صاحب نے بصیغہ حال زیادہ موضوع و صحیح خیال فرماکر آیۃ شریفہ کو زمین کی گردش کے ثبوت کی مؤید بتلایا ہے چونکہ گذشتہ زمانہ مین علماء کو زمین کی گردش کا علم نہ تھا انہون نے تاویلین کر کے قیامت کے متعلق تصور فرمایا تھا اور اب اس زمانہ مین جب کہ گردش زمین کا ثبوت ہو چکا ہے اس کے معنے حال مین لینے سے قرآن شریف کی حقانیت کا ثبوت ہے کہ جس مسئلہ کو بہت تحقیق کے بعد جدید اہل فلسفہ نے اب دریافت کیا ہے ہزارون برس پہلے سے وہ مسئلہ اسلام مین حل ہو چکا ہے اڈیٹر وطن فرماتے ہین کہ اگر یہ آیت شریف قیامت کے متعلق ہوتی تو تحسبہا کا لفظ نہ استعمال ہوتا بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ جو ساکن معلوم ہوتے ہین حقیقت مین وہ مثل بادلون کے زمین کے ساتھ چلتے ہین حضور کی رائے مین اڈیٹر وطن کا خیال کیسا ہے۔

الجواب شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اسوقت مجھکو ملا نہین ورنہ اُس کی عبارت کے متعلق بھی کچھ لکھتا لیکن اگر انہون نے صیغہ حال سے ترجمہ کیا بھی ہو تب بھی اس سے یہ لازم نہین کہ انہون نے حرکت ارضیہ پر اُس کو محمول فرمایا ہے اس لیے کہ قریب قریب سب زبانون کے محاورہ مین مستقبل و ماضی کو بھی حال سے تعبیر کرنے کی عادت ہے ہماری زبان مین بھی اس طرح بولتے ہین مثلاً مین سال گذشتہ کلکتہ گیا دیکھتا کیا ہون کہ ایک مجمع عظیم جمع ہے اور دو شخصون مین مناظرہ ہو رہا ہے اور لوگ شور و غل مچا رہے ہین یا مثلاً دیکھتا ہون کہ ایک ہاتھی مست آتا ہے اور لوگ سامنے سے بھاگے جاتے ہین آہ اور یقیناً یہان ماضی مراد ہے یا مثلاً نوکر سے کہا کہ تم ایک مہینہ کے بعد بمبئی فلان بازار مین جانا جس دوکان پر دیکھو کہ کثرت سے امراء سواریون پر آتے ہین اور اسباب خریدتے ہین اُس دوکان کو فلان سیٹھ کی دوکان سمجھنا الخ یہان یقیناً مستقبل مراد ہے اور نکتہ اس مین یہ ہے کہ جس ماضی یا مستقبل کا استحضار ذہن مخاطب مین مقصود ہوتا ہے اُس کو حال سے تعبیر

کرتے ہین تو ممکن ہے کہ شاہ صاحب نے اسی محاورہ کے موافق حال کے صیغہ سے ترجمہ فرمایا ہو غرض
یہ اس کی دلیل نہین کہ شاہ صاحب حرکت ارض کے قائل ہین اور اگر ترجمہ سے قطع نظر کرکے کوئی
شخص خود قرآن کی اس آیت سے اس مسئلہ کا اثبات کرنا چاہے تو اُس کے ذمہ ہے کہ قیامت کے
ساتھ اس کے متعلق ہونے کو دلیل سے باطل کرے جبتک کوئی دلیل قائم نہو گی اور تعلق بالقیامت
کا احتمال بھی باقی رہے گا استدلال صحیح نہوگا اور بحیثیت مدعی ہونے کے دلیل کا مطالبہ اُس کے
ذمہ رہیگا اور اس عدم تعلق پر جو استدلال کیا ہے کہ اگر یہ آیت قیامت کے متعلق ہوتی تو تحسبہا
کا لفظ نہ استعمال ہوتا الخ سو اس کی تقریر واضح کرنا چاہیے کہ تقدیر مذکور پر استعمال مذکور مین کیا خرابی
ہے یہ گفتگو تو تھی اس مسئلہ کے قرآن کے ساتھ متعلق ہونے مین رہی تحقیق خود اس مسئلہ کی سو کسی
نص شرعی نے نہ اس کا اثبات کیا ہے نہ نفی کی ہے پس اثباتا یا نفیا یہ مسئلہ اسلامی اور شرعی نہین
ہے محض ایک عقلی مسئلہ ہے دونون جانب احتمال اور گنجایش ہے اور کسی احتمال پر کسی آیت و
حدیث پر کوئی اشکال لازم نہین آتا البتہ عقلی طور پر دونون جانب سے اپنے اپنے دعوے پر ادلہ
قائم کیے گئے ہین اور جانب مخالف کے ابطال پر بھی وجوہ لائے ہین جیساکہ کتب کلامیہ مین مبسوط
ہے اور یہ دعوی کہ گذشتہ زمانہ مین علماء کو زمین کی گردش کا علم نہ تھا الخ محض غلط ہے اگر علم نہ تھا
تو اپنے مؤلفات مین اس مذہب کو نقل کیسے کیا اور پھر اُس کو باطل کیسے کیا چنانچہ شرح مواقف
مین بھی اس کی بحث مذکور ہے اور خود یہ مذہب بھی کوئی جدید فلاسفہ نے تحقیق نہین کیا اصل مین
فیثاغورس سے یہ قول منقول ہے جس کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا معاصر بتلایا جاتا ہے نیز یونانی
سے جو عربی زبان مین کتب فلسفیہ و ریاضیہ کا ترجمہ ہوا ہے اُن مین یہ مذہب منقول ہے جس سے
قدامت اس مسئلہ کی معلوم ہوتی ہے البتہ چونکہ گم ہونے کے بعد ایک قوم نے اس کو پھر تازہ اور زندہ
کیا ہے اس لیے اُس قوم کی طرف اُس کی نسبت کی جانے لگی اور محض اس فخر کے حاصل کرنے کو
یہ تفسیر کرنا کہ جس مسئلہ کو بہت تحقیق کے بعد جدید فلسفہ نے اب دریافت کیا ہے ہزارون برس پہلے
وہ مسئلہ اسلام مین حل ہو چکا ہے محض فضول ہے اول تو بعد اثبات قدامت اس مسئلہ کے کوئی
مخالف یہ شبہہ کر سکتا ہے کہ اسلام نے اپنی تحقیقات مین قدماء حکماء سے اقتباس کیا ہے سو یہ فخر
تو اور اہانت ہو گیا دوسرے قرآن جس فن کی کتاب ہے اس مین سب سے ممتاز ہونا یہ فخر کی بات

ہے یعنی اثبات توحید واثبات معاد واصلاح ظاہر وباطن اگر سائنس کا ایک مسئلہ بھی اس مین
نہو کوئی عیب نہین اور اگر سائنس کے سب مسئلے ہون تو فخر نہین قرآن کو ایسی خیر خواہی کی ضرورت
نہین واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ محرم ۱۳۲۳ھ

نا دفع شبہ بر اختلاف الفاظ قرآن بقصہ ابلیس

سوال - حامدا ومصلیا جناب باری عز اسمہ کی گفتگو اور ہمکلامی یا خطاب پر عتاب شیطان علیہ
اللعن سے بلا واسطت غیرے صرف ایکبار ہوا یا ایک بار سے زیادہ سورہ بقر سورۂ اعراف سورۂ حجر
سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ ص ان جملہ مقامات پر صرف ایک ہی وقت انکار سجدہ آدم علیہ السلام کا
ذکر ہے یا مختلف اوقات کا الفاظ قرآنی ہر جگہ مختلف ہین اگر ایک ہی واقعہ اور ایک ہی وقت
کی نسبت ہر جگہ تذکرہ ہے تو اختلاف لفظی کی کیا توجیہ معقول اور کیا تاویل مناسب ہو سکتی ہے
اگر ایک مرتبہ سے زیادہ تو ہر نوبت اور ہر بار کی نسبت تعین وقت کا فرمایا جاوے جو مشاہیر علماء
دہر اور متبحر فضلاء عصر سے ہون وہ بزرگوار اس گذارش کے متعلق جواب تحریری عنایت فرماوین ہی لطف وکرم ا

الجواب - یہ شبہہ مفسرین نے بھی اپنے مؤلفات مین مع جواب ذکر کیا ہے حاصل یہ ہے کہ ظاہرا
یہ خطاب بلا واسطہ ہوا اور ہر ہمکلامی موجب شرف وقبول نہین بلکہ وہی جو عنایت ولطف کے
ساتھ ہوا اور ایک ہی بار یہ واقعہ ہوا اور اختلاف لفظی اس وجہ سے ہے کہ قرآن مجید مین واقعات
کی حکایات بطور روایت بالمعنی کے ہین اور اہل بلاغت کا قاعدہ ہے کہ ایک واقعہ کو جب چندبار
چند مواقع پر بیان کرتے ہین تو اصل مضمون تو محفوظ رہتا ہے لیکن مقتضیات حال کے موافق ایجاز
واطناب وتقدیم وتاخیر واختلاف وربط وغیرہ اعتبارات کی رعایت کیا کرتے ہین اور ان مقتضیات
کی تفصیل ہر مقام کے طرز مین غور کرنے سے بلکہ اصل یہ ہے کہ ذوق لسانی سے معلوم ہوتی ہے
خلاصہ یہ کہ حکایت کا ایسا اختلاف محکی عنہ کے اختلاف کو مستلزم نہین کہ تعارض کا شبہہ واقع ہو
واللہ اعلم ۶ رجب ۱۳۲۷ھ

نا آزادی کے چند سوالات کا جواب

سوال نمبر۱ - حال کے تمام اہل اسلام لوگ قرآن کے مطابق ہرگز عمل نہین کر سکتے اس کا خلاصہ
اہل حدیث کا ۶ جولائی ۱۹۰۶ء کا پرچہ دیکھو جس مین صاف لکھا ہوا ہے کہ اسلام مین ایک شخص
ایسا نکلیگا جس مین مسلمان کی ایک بھی خصلت ہو پس ظاہر ہے کہ انسان کو فطرتی عمل پر ہمیشہ
لانے کے لیے قرآن بالکل عاجز ہے جس کی برکت سے اسلام مین ایک بھی قرآنی خصلت نہ رہی -

سوال ۲ قرآن شریف مین جو زکوٰۃ دینے کا ذکر ہے بالکل بیفائدہ ہے کیونکہ زکوٰۃ دینے کے لیے اہل
اسلام بالکل مجبور ہین جب اُن کے سید یعنی فقیر لوگ ایک ایک پیسہ کے لیے ہندو لوگ جن کو
مسلمان کافر کہتے ہین اُن کی دوکان کے سامنے خود اپنے ہاتھ سے ہی سر پھوڑ لینا ہی پڑتا ہے اور
اپنے پیٹ کے غار بھرنے کے لیے آدھے پیسہ پر وہ اپنی زبان بھی کاٹ لیتے ہین ایسی مفلسی کی حالت
ہین جبکہ ان کو اپنا پیٹ پالنے کے لیے اتنی مصیبت جھیلنی پڑتی ہے یہ کسطرح زکوٰۃ دے سکتے ہین
اور قریب قریب یہی حالت اسلام کی ہے یعنی جس دن ظالمون کا راج ہوگا لوگون کو مار پیٹ کر پیسہ
وصول کرتے ہونگے لیکن گورنمنٹ عالیہ کا راج ہونے سے اس وقت ظالم اورون پر ظلم کرنے کی
عوض خود اپنی زبان کاٹ لینا پڑتی ہے اور جن مین کا ایک فرقہ جس کا کام دنیا داری کا تمام جنجال
چھوڑ کر صرف خدا کی عبادت مین اپنی زندگی گذارنا ہی اپنی خودغرضی کے واسطے اپنے ہی جسم کو کاٹ
لینے کو تیار ہین تو کیا یہ ممکن ہے کہ ظالمون کی ریاست ہونے سے وہ اپنی خودغرضی کے لیے اورون پر
ظلم نکرے کیا یہ ہی مذہب اسلام ہے جن کے سبب قرآنی تعلیم کی برکت سے یعنی گلے مین قرآن لٹکائے
ہوئے ایسے کام کرتے پھرتے ہین آپ کے لیے انسان کے فطرتی چلن کے واسطے قرآن کی تعلیم کس قدر
مفید ہو سکتی ہے کیونکہ اس کیفیت سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان ہرگز زکوٰۃ نہین دے سکتے
پھر مصنف قرآن نے کیون بے فائدہ حکم دینے کی کوشش کی ہے ذرا اُنپر اعتراض کرنے کے لیے اول
اپنے گھر کی تو حالت دیکھ لیا کرو جن سے آپکو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔

سوال ۳ سبز درخت کو کاٹنا قرآن کی رو سے منع ہے یا نہین اگر منع ہے تو اے عقل کے دشمنون
جتنے جاندارون کو کاٹنا کس طریق سے ذریعہ ثواب ہے۔

سوال نمبر ۴ حلال اور حرام کے معنے کیا ہین اگر کسی جانور کے حلال کرنے کے بعد اسمین [illegible] نہین
رہتی تو اس حالت مین وہ مردہ ہے یا نہین۔

سوال نمبر ۵ - قبر کے معنے کیا ہین مردہ انسان کو کہین غار مین ڈالدینا اسکو قبر کہتے ہین اگر قبر کے
یہی معنے ہین تو گوشت خوار لوگ مذکورہ بالا بغیر روح کے جسم کو کھانے سے یعنی اُس مردہ جانور کے
گوشت کو اپنے شکم کے غار مین رکھنے سے اُن کا پیٹ بھی مردہ جانورون کی قبر کیون نہین ہو

سوال نمبر ۶ - اگر گوشت کا کھانا طاقت کے واسطے ضروری ہے تو جو سب جانورون مین طاقت

جانور ہے اور اس کا گوشت بھی نہایت قوت بخشتا ہے تو اسکا گوشت کھانا حرام کیون رکھا گیا ہے۔

سوال نمبر ۷ ضرورت کے وقت یعنی کوئی چیز کھانے کو نہ ملے تو مسلمان لوگ اُس تنگ حال مین سور کا گوشت کھا سکتے ہین یا نہین اگر سور بد اخلاق ہے تو کیا مرغی خوش اخلاق ہے۔

سوال نمبر ۸۔ حضرت محمدؐ چالیس برس تک قریشیون کے ساتھ بت پرستی کرتے ہوئے اور اُن کی مکروہ و نفرت انگیز رسمیات خورونوش مین حصہ لیتے ہوئے کس عمل کی یادداشت مین مستحق الہام کے ہو گئے۔

سوال نمبر ۹ قرآن کے نازل ہونے کی کیا ضرورت تھی جبکہ قرآن سے پہلے کئی الہامی کتابین اُترین نہین اگر وہ سب ناکامل تھین تو قرآن کے کامل ہونے کا کیا ثبوت ہے کیا خدا اپنی عادت کو چھوڑ دیگا جو اپنے احکام کی ترمیم و تنسیخ کرنے پر طیار رہے۔

سوال نمبر ۱۰۔ اسلامی دنیا کے قبل پیدایش خدا خالق یا رحیم یا رزاق و معبود وغیرہ تھا یا نہین اگر تھا تو معبود کن کا اور سوائے اُس کے کوئی نہ تھا تو خالق کن کا تھا اور مالک کن کا تھا کیا بموجب قرآن خدائے محمدی عیسٰی کا خدا تھا۔

سوال نمبر ۱۱ اگر مادہ اور ارواح انادی ماننے سے خدا مشرک ٹھیراتا ہے تو بہشت اور دوزخ ابدی ماننے سے خدا مشرک کیون نہین ٹھیراتا۔

سوال نمبر ۱۲ باوا آدم کا پتلا بنانے مین خدا مٹی کا کیون محتاج ہوا تھا کیا وہ اپنی کن کی طاقت بھول گیا تھا اور پتلا تو مٹی سے بنایا روح کیسے بنائی۔

سوال نمبر ۱۳ کیا روح خدا نے اپنے جسم سے نکالی تھی اگر جسم سے نکالی تھی تو خدا کا حصہ بھی بہت کم ہوا ہوگا اور تمام عالم خدا ہی ہو گیا جسمین سور بھی خدا ہی ٹھیرا۔

سوال نمبر ۱۴۔ زہرہ کون تھی اور جمعہ کے دن اُس کے نام کی نماز کیون پڑھی جاتی ہے۔

سوال نمبر ۱۵۔ متعہ کیون منسوخ ہو گیا کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مین اس کی منسوخی کا حکم آگیا تھا حضرت نے اس کی پیروی کی تھی یا نہین اگر پیروی کی تھی تو اب کیون منسوخ اگر پیروی نہین کی تھی تو صحیح مسلم جلد ثالث مترجم اردو صفحہ ۱۲۵ ایک جگہ ذکر ہے کہ حضرت نے متعہ کیا اے شیطان کے بندو اسبات کو اب مانتے ہو یا نہین یا پہلے مانتے تھے اور اب منسوخی کا حکم آگیا۔ راقم سیتو رزمن

آریہ طالب علم مدرسہ دہارسدر حیدر آباد دکن مطبوعہ احمدی پریس علیگڈھ

الجواب۔ سب سے اول ضروری بات یہ ہے کہ سوال مہذب الفاظ مین کئے جاوین بے تہذیبی خود آداب مناظرہ کے خلاف ہے۔

جواب سوال اوّل۔ اُس حدیث کے الفاظ مع سند کے نقل کرکے جواب کا مطالبہ کرنا چاہیے۔

جواب سوال دوم۔ جو خرابیان اس سوال مین لکھی ہین وہ پیروی احکام شرعیہ کے چھوٹنے سے پیدا ہو گئی ہین اور زکوٰۃ کا فائدہ خود ظاہر ہے کہ اہل حاجت کی اعانت ہے پس جو خرابی احکام شرعیہ کے چھوڑنے سے پیدا ہوا اُسمین تعلیم شریعت پر کیا الزام۔

جواب سوال نمبر ۳۔ منع نہین ہے۔

جواب سوال نمبر ۴۔ حلال وحرام کے معنے ظاہر ہین کہ جس چیز کو شارع نے جائز کہدیا وہ حلال ہے جس کو منع کردیا وہ حرام ہے اور شارع نے مطلقاً بیجان منع نہین کیا بلکہ اُس جانور سے منع کیا ہے جو محل ذبح ہو اور بلا ذبح شرعی بیجان ہوجاوے اور ذبح کرنے کے بعد وہ اس کلیہ سے نکلگیا لہذا اعتراض وارد نہین ہوتا۔

جواب سوال نمبر ۵۔ قبر نام ہے عالم برزخ کا۔

جواب سوال نمبر ۶۔ گوشت کھانا باذن شارع جائز ہے ہمارے ذمہ تعین علت کی ضروری نہین البتہ اگر کوئی عقلی قطعی خرابی اسمین ثابت کیجاوے تو اہل اسلام اُس کے جواب کے ذمہ دار ہین۔

جواب سوال نمبر ۷۔ جب جان نکلنے لگے کھاسکتے ہین اور سور کی حرمت اور مرغی کی حلت مین ہمارے ذمہ علت کی تعیین ضروری نہین نص شارع پر اس مدار ہے البتہ کوئی عقلی قبح ثابت کیا جاوے تو اہل اسلام اُس کے ذمہ دار ہین۔

جواب سوال نمبر ۸ بالکل تہمت ہے۔

جواب سوال نمبر ۹۔ ضرورت تو خدا تعالیٰ کو کسی چیز کی بھی نہین البتہ اُس کے افعال مین مصلحت ہوتی ہے سو مصلحت کی تعیین ہمارے ذمہ نہین البتہ اگر خلاف مصلحت ہونا کوئی ثابت کردے تو اہل اسلام اُس کے جواب کے ذمہ دار ہین اور عادت کے چھوڑنے کے محال ہونے کی اول تو کوئی دلیل ہے پھر یہ عادت کے بھی خلاف نہین ہے کیونکہ پہلے سے یہی عادت ہے کہ ایک شریعت نے

دوسری شریعت کو منسوخ کرتا آیا ہے۔

جواب سوال نمبر۱۰۔ اس سے سائل کی غرض عالم کے قدم کو ثابت کرتا ہے مگر محض بیکار کیونکہ کسی صفت کے قدیم ہونے سے اُس کے تعلق کا قدیم ہونا لازم نہین آتا پس صفات سب قدیم ہین اور تعلق اُن کا حادث ہے اسمین کیا خرابی ہے۔

جواب سوال نمبر۱۱۔ ازلیت خلق کے اعتقاد سے خدا کے مشرک ہونے کا نعوذ باللہ کس نے دعوی کیا ہے البتہ مستقل دلائل عقلیہ فلسفیہ سے ازلیت خلق کا بطلان ثابت ہے اور ابدیت کے استحالہ پر کوئی دلیل نہین لہذا ایک کا قیاس دوسرے پر باطل ہے۔

جواب سوال نمبر۱۲۔ محتاج نہ تھا مگر مختار تھا کوئی مصلحت ہوگی اور ہم اُس کی تعیین کے ذمہ دار نہین۔ اور روح بنانے کی کیفیت ہم کو معلوم نہین لیکن کسی شئے کے مفصل معلوم نہونے سے کوئی اعتراض لازم نہین۔

جواب سوال نمبر۱۳۔ خدا تعالی جسم سے پاک ہے اسیطرح کسی شئے کا مادہ بننے سے منزہ ہے مسلمان اس کے کب مدعی ہین۔

جواب سوال ۱۴ زہرہ کی تاریخ بتلانا اہل اسلام کے ذمہ ضرور نہین اور نہ کوئی اُس کے نام کی نماز پڑھتا ہے سراسر تہمت ہے۔

جواب سوال نمبر۱۵۔ ہان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اس کی منسوخی کا حکم آگیا تھا اور منسوخ ہونے سے پہلے جو اس پر عمل ہوا تھا وہ بھی حدیثون مین مذکور ہے پھر اسمین اعتراض کیا لازم آیا۔ ۱۸ رجب ۱۳۲۴ھ

سوال۔ سید احمد ساکن ضلع علیگڈہ جو کہ فرقہ نیچریون کا پیشوا ہے اور اُسکی پیروی کرنے والے جو مثل اسکے ہون اُنکو کافر کہنا درست ہے یا نہین حکم اقتداء نماز کا کیا ہے۔

الجواب۔ جیسے حق تعالی جل جلالہ کی عادت اس امت مین یون جاری ہے کہ ہر صدی کے شروع پر ایک مجدد پیدا ہوتا ہے کہ وہ قلع وقمع بدعات ومحرمات کی کرتا ہے جیسے راس مائۃ اولی پر عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالی علیہ مائۃ ثانیہ پر حضرت امام شافعی رح وعلی ہذا القیاس ایسے ہی ہر صدی پر ایک شخص مخرب دین ماحی آثار اسلام بھی پیدا ہوا کرتا ہے جس سے اندر

اس سنن وشیوع بدعتون کا ہو جیسا مائۃ اولی مین حجاج جسکا ظلم مشہور خاص وعام ہے مائۃ ثانیہ
مین مامون جو خلق قرآن کا قائل ہوا اور علما کو انواع انواع کی اذیتین دین وعلی ہذا القیاس
یہانتک کہ اس چودھوین صدی کے قریب ہندوستان مین یہ فرقہ نیچریہ پیدا ہوا ہے جسنے
تمام علماء اسلام کی تغلیط اور احکام شرعیہ کی تخلیط اور اصول کا قمع اور فروع کا قلع اور محدثین
پر طعن اور مفسرین پر تشنیع ولعن علی الاعلان کرنا شروع کیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا واذا
قیل لہم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انہم ہم المفسدون ولکن لا یشعرون اور ابتداء
حدوث اس فرقہ محدثہ باغیہ طاغیہ کی ہند مین ایک معتبر ذریعہ سے یون معلوم ہوئی کہ اس طائفہ کے
رئیس کشمیری الاصل ہین اُنہون نے دہلی مین ایسے وقت مین نشو ونما پائی کہ غیر مقلدی کا زور تھا اثر
ہوتے ہوتے یہ حضرت بھی مجتہد بنے اور ناصحون کو دیوانہ سمجھا اُسی اثنا مین غدر واقع ہوا آپ اُسوقت
بجنور کے صدر امین تھے رفتہ رفتہ عہدہ صدر الصدوری سے ممتاز ہوئے بعد فرو ہونے آتش غدر کے
حکام انگریزی مسلمانون سے مکدر اور اندیشہ ناک رہنے لگے انکو بھی اپنی روٹیون کی فکر ہوئی مصلحت
یہ دیکھی کہ ایک کتاب مذمت باغیان وتجویز چند قوانین انسداد بغات واطاعت رعایا مین تالیف کی
سرکار نے براہ قدردانی بعض ضوابط پر عمل درآمد کیا انکے سر مین باد نخوت سما گئی اب معراج شروع
ہوئی پس واسطے اظہار خوشامد حکام کے مسلمانون کو اطاعت حکام پر رغبت دلائی اور جو عیوب انگریزون
کے رسمی یا مذہبی مسلمانون کو آنکھ مین کھٹکتے تھے اُنکے جواب دئے اور بیبل کا ترجمہ کرا کے شائع کیا
سیکڑون مسلمان سست عقیدہ ہو گئے ایسی حالت مین کہ اکثر لوگون کے عقیدہ سست ہو چکے تھے اور
سیلان جانب رسوم وملل نصاری ہو گیا تھا مرمت قرآن شریف کی شروع کی گویا تیل بتی تو تھی ہی
آگ دکھاتے ہی سلگ اٹھی اکثر لوگ بگڑ گئے اب تک یہ امور صرف خوشامد اور اظہار رسوخ کیلئے
تھے لیکن وعدہ صادق من تشبہ بقوم فہو منہم کب خلاف ہو سکتا ہے اُسکا اثر ظاہر ہوا صاحبزادہ
کو بیرسٹر بنانیکا شوق ہوا لندن بھیجا اس تقریب سے آپکو بھی وہان کی سیر نصیب ہوئی وہان مدت
دراز سے الحاد کا شیوع اور مذہب سے اعراض ہو رہا ہے چند روز ایسے دہری ملحد لوگون کی صحبت
کا اتفاق ہوا مزاج مین پہلے سے آگ دبی تھی اب کھل گئے اور وہان سے تشریف لا کر کھلم کھلا ملت
نیچریہ کی دعوت شروع کی اور نیچر جسکو وہ قانون فطرت کہتے ہین اور ہنوز کسی نے اُسکے قواعد منضبط

نہین کیے اُسکو کتاب اور خیالات و رسوم ملاحدہ یورپ جسکا نام علوم واقعیہ و تحقیقات نفس الامریہ
و تہذیب رکھا ہے اُسکو سنت ٹھیرا کر جو ان دونون کے خلاف پایا اگر وہ اجماع مسلمین تھا تو بیڈہرک
اُسکو خیال جاہلیت بتایا اگر حدیث تھی تو اُسکو کہین معنعن کہین مرسل کہین منقطع کچھہ بھی نہ بن پڑا
مخالف فطرت ٹھہرا کر غلط ٹھیرایا رواۃ کو کاذب و مفتری فرمایا اگر قرآن ہوا تو اُسپر معلوم نہین کس مصلحت
سے تکذیب و تردید کی تو عنایت فرمائی لیکن کہین کہین تمثیلی قصہ کہین خواب و خیال کہین صرف
موافقت خیال مخاطبین جہال کہکر کہین الہام کا دعویٰ کر کے کہین تحریف فرما کر پیچھا چھڑایا چونکہ
ذی وجاہت و ثروت تھے ادھر طبع انسانی استلذاذ جدید پر مجبول ہوتی ہے و نیز شیطان معین اُن
بدعات و طغیان کا ہے بہت سے شکم پرور بہت سے عجائب پسند بہت سے آزاد مزاج آمنا صدقنا
کہکر ساتھہ ہوگئے یہان تک کہ ایک جم غفیر و جمع کثیر بن گیا کسر اللہ شوکتہم و اعطاہم توبتہم اس
کیفیت مجملہ کو سنکر کوئی مسلمان نہو گا جو اس فرقہ کی نسبت حکم شدید نہ کرے مگر چونکہ دعوی بلا دلیل
غیر مسموع ہے اقناعًا للناظرین چند اقوال اس فرقہ کے مع نام کتاب یا اخبار جس سے اخذ کیا
ہے و نام قائل و مختصر تردید و کیفیت کے بصورت ایک نقشہ کے ذیل مین درج ہوتے ہین بعد
ازان جو حکم علماے شریعت نے ایسون کے حق مین فرمایا ہے وہ لکھا جاویگا۔ فقط

نقشۂ از اقوال عقائد فرقۂ محدثہ نیچریہ ہداہم اللہ الی الطریقۃ السویۃ

نمبر شمار قول	نام کتاب یا اخبار	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۱	تہذیب الاخلاق	۳	۵	۲۱	انکار حقیقت ملائکہ و شیطان و شجرۃ الجنۃ	سید احمد	فسجد الملائکۃ کلہم اجمعین الا ابلیس لا تقربا ھذہ الشجرۃ	صدہا آیتین اس مضمون سے مشحون ہین اور مولوی عبد الحلیم صاحب اور مولانا محب اللہ صاحب کے کلام مین بنا بر اصطلاح اہل تصوف مراد ہے

نمبر شمار	نام کتاب یا اخبار	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۲	تہذیب الاخلاق	۳	۷	۶۵	انکار حقیقت عذاب قبر	مہدی علی	النار یعرضون علیہا غدوا و عشیا و یوم تقوم الساعۃ ادخلوا	ہزاروں احادیث اس مضمون کی حد شہرت کو پہونچ چکی ہیں
۳	"	"	۱۱	۱۱۰	انکار وجود جنت بوجہ عدم اندراج در جغرافیہ و قیامت و حشر اجساد و عذاب و ثواب و نار و حور و غلمان اور چکلہ کہنا جنت کا اور کشمیری کسبیاں بنانا حوروں کا		جنۃ عرضہا السموات والارض اعدت للمتقین ۔ ان الساعۃ لآتیۃ لاریب فیہا ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون وقودہا الناس والحجارۃ اعدت ۔ حور مقصورات فی الخیام یطوف علیہم ولدان ۔ اتخذوا آیاتی ورسلی ہزوا الی الآیات	جغرافیہ کے بھروسہ جنت کا انکار مصداق اس شعر کا ہے ؎ چو آن کرمیکہ در سنگی نہان است ٭ زمین و آسمان وے ہمان ست ٭
۴	"	"	۱۹	۲۹۱	حلت طیور منخنقہ	سید احمد	حرمت علیکم المیتۃ الی قولہ تعالی والمنخنقۃ	اور استدلال طعام الذین اوتوا الکتاب سے [illegible] لچر ہے اُنکے مذہب میں بھی منخنقہ حرام ہے۔
۵	تہذیب الاخلاق	مطبوعہ جمادی الاولیٰ لغایۃ رمضان ۱۲۹۶ھ		۹	انکار مسئلہ تقدیر	سید احمد	وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین وغیرہا من الآیات والاحادیث	

نمبر شمار	نام اخبار	نمبر	جلد	صفحہ	قول	کاتب	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۶	″	″		۳۱	انکار اعتقاد کرامت و معجزہ	سید احمد	انی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ۔ لقد ارسلنا رسلنا بالبینات	بے شمار معجزات و کرامات آیات و احادیث و اخبار متواترہ میں مذکور ہیں
۷	″	″		۵۰	معجزات کو بھان متی کا سانگ بتانا	ذکاء اللہ	وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر الآیۃ	قال العارف الرومی ؎ معجزہ را با سحر کردہ قیاس ہر دو را بر مکر پنہادہ اساس
۸	″	شوال لغایۃ رمضان ۹۶ھ		۴۲	سب موحد ناجی ہیں خواہ کسی مذہب کا ہو اور منکر توحید بھی موحد ہے	سید احمد	ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ ومن یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماواہ النار	
۹	نور الآفاق	۲	۷	۴۹	لا تحریف فی کتب المقدسۃ الا معنویاً	سید احمد	یحرفون الکلم۔ یلوون السنتہم بالکتب۔ یکتبون الکتب بایدیہم ثم یقولون الخ	اور بعض علماء سے جو روایت ثبوت تحریف معنوی کی منقول ہے اس سے حصر لازم نہیں
۱۰	نور الآفاق	۲	۷	۵۰	لیس الاسترقاق فی الاسلام	سید احمد	من عبادکم وامائکم الآیۃ وغیرہا من الآیات والاحادیث التی لا تحصی ولا تعد ولا تحصر ولا تحد	اور آیت فاما منا بعد واما فداء کو ناسخ کہنا حماقت ہے اول تو آیت برأت سے وہ خود منسوخ ہے دوسرے اما حصر کے لیے نہیں تیسرے یہ آیت محتمل وجوہ کثیرہ کو ہے اور آیت ناسخ محکم الدلالۃ ہونی چاہیے۔ چوتھے اسکے بعد بھی حضرت نے قتل و استرقاق کیا۔

نمبر قول	[illegible]	[illegible]	[illegible]	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۱۱	[illegible]	۲	۷	۵۰	لا وجود للسماوات جسمانیا	[illegible]	وبنینا فوقکم سبعا شدادا وانتم اشد خلقا ام السماء	اگر جسم نہیں محض فضائی وسیع یا دخان محیط یا خلاء بسیط یا انتہائی بصر ہے شدت کے کیا معنے
۱۲	"	"	"	۵۱	ماکان الطوفان عاما	"	رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا ونوحا اذ نادی من قبل فاستجبنا	
۱۳	"	"	"	"	الاجماع لیس بحجۃ	"	ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولی ونصلہ جہنم	اور قول امام احمد کا من ادعی الاجماع فھو کاذب محمول ہے اوپر انفراد قول یا حدوث اجماع کے اسوقت میں یا اجماع غیر صحابہ کے ورنہ امام احمد رح نے بہت جگہہ تمسک کیا ہے اجماع سے
۱۴	"	"	"	"	کل الناس مجتہدون لانفسہم فیمالم ینص فی الکتب والسنۃ	"	فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا اگر اجتہاد معتبر تھا تو ضلالت کی کیا وجہ	علماء نے شرائط اجتہاد میں فرمایا ہے شرط الاجتہاد ان یحوی علم الکتاب بمعانیہ لغۃ وشرعا واقسامہ المذکورۃ وعلم السنۃ تمتنابہ سندا وجوہ القیاس
۱۵	"	"	"	۵۲	لیس النسخ فی القرآن	سید احمد	خواہ نسخ مبنی للفاعل ہو یا مبنی للمفعول دونوں پر یہ باطل ہے ماننسخ من آیۃ واذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ	طرفہ یہ کہ مسئلہ استغراق میں خود نسخ کے قائل ہو گئے ہیں فہل ہذا الا ہذیان مطبوع جنون

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۱۶	نور الآفاق	۲	۷	۵۲	لیس خلافۃ النبوۃ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم	ایضاً	لیستخلفنہم فی الارض الآیۃ- وقال علیہ السلام فی تعبیر رؤیا الخلافۃ نبوۃ ثم تولی اللہ الملک لمن یشاء رواہ الترمذی وابو داؤد	
۱۷	؍؍	۴	۷	۵۱	ابطال رقیت حضرت ہاجرہ ؓ	خانصاحب مولوی چراغ علی	بخاری میں بروایت ابوہریرہ رضؓ حدیث صحیح مرفوع موجود ہے اعطوہا ہاجرۃ قسطلانی میں ہے ہاجرۃ کانت مملوکۃ	پولوس جسکو نیچری مقدس کہتے ہیں وہ بھی انکی رقیت کا قائل ہے غلاطیہ فصل رابع درس ۲۲ ابراہیم کان لہ ابنان فواحد من الامۃ وواحد من الحرۃ
۱۸	؍؍	۴	۸	۱۶	حلت تصویر حیوانات	سید احمد و چراغ علی	قال عم اشد الناس عذابا عند اللہ المصورون متفق علیہ لا یدخل الملائکۃ بیتا فیہا کلب ولا تصاویر متفق علیہ قال ابن عباس فان کنت لابد فاعلا فاصنع الشجر وما لا روح فیہ	
۱۹	؍؍	۴	۹	۷۰	حلت خمر و خنزیر	[illegible]	انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر	نور الآفاق میں اس شخص کا نام نہیں لکھا-

نمبر شمار تحریف	نام کتاب	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۲۰	نور الآفاق	۴	۱۵	۱۱۵	انکار صحت احادیث عموماً	سید احمد مہدی علی	ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا اگر کوئی حدیث صحیح نہو تو ما اتاکم کا مصداق کون ہوگا	کیفیات و مقادیر صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج وغیرہ احکام کی حدیث ہی سے ثابت ہے اگر وہ صحیح نہیں تو کیونکر عمل کیا جاوے
۲۱	״	״	۲۱	۱۶۵	انکار سنگباری بر اصحاب فیل	سید احمد	ترمیہم بحجارۃ من سجیل	اور جو کچھ اس صورت مین تحریفین کی ہین مصداق ارشاد من فسر القرآن برایہ کا ہے
۲۲	״	״	۲۳	۱۸۷	انکار وجود جن	سید احمد	والجان خلقناہ من قبل من نار السموم الآیہ	کتاب آکام المرجان و بستان الجن اس بحث مین لائق ملاحظہ ہے
۲۳	״	״	۲۵	۲۰۳	انکار تاثیر سحر	سید احمد	فیتعلمون منہما ما یفرقون بہ بین المرء و زوجہ	—
۲۴	״	۵	۱	۷	معجزہ عصای موسیٰ و سحر فرعونیان دونون قوت نفس انسانی کے ظہور تھے یعنی عمل ایہام و تخیل تھا جسکو مسمریزم کہتے ہین	سید احمد	قال موسیٰ اتقولون للحق لما جاءکم اسحر ہذا قال موسیٰ ما جئتم بہ السحر اگر دونون عمل ایک قبیل کے تھے تو تضاد کیون ثابت کرتے بلکہ انکے عمل کو سحر اپنے عمل کو سحر عظیم فرماتے	علاوہ اسکے ایہام محض دھوکہ بازی ہے تو موسیٰ علیہ السلام کو دھوکہ باز ٹھیرایا فرعون کے بھائی بنے کہ اس نے عمل موسیٰ کو مثل عمل سحر سمجھکر اور انکو غالب دیکھکر کہا تھا انہ لکبیرکم یہ حضرت بھی کہتے ہین کہ قوت نفسانیہ موسیٰ علیہ السلام کی غالب رہی تھی

نمبر سلسلہ	نام کتاب یا اخبار	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۲۵	نور الآفاق	۵	۷	۵۴	دعوی موت عیسیٰ علیہ السلام و دفن او و انکار رفع او بر آسمان	جناب سید	وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ و رافعک الیّ	متوفیک و رافعک پر بہت کودتے ہین مگر یاد رکھین کہ اول تو یہ ضرور نہین کہ توفی بمعنی موت ہو اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی واو ترتیب کیلیے نہین آخر زمانہ مین موت کے ہم بھی قائل ہین
۲۶	تہذیب الاخلاق	مطبوع یکم رجب ۹۳ھ			اپنی تعریف مین کسی کا یہ مصرع لکھنا۔ قبلہ خوانم یا خدایا کعبہ ات	سید احمد	من یقل منہم انی الٰہ من دونہ فذلک نجزیہ جہنم	مجذوب بھی نہین جو معذور ہون اور منصور بن جائین البتہ فرعون ہو سکتے ہین ؎ لعنت اللہ این انا را در قفا ٭ رحمت اللہ آن انا را در وفا ٭
۲۷	اکمل الاخبار	۲۲	۱۰	۶	انکار از تولد حضرت عیسیٰؑ بے پدر	”	ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ الخ لم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال کذلک قال ربک ہو علیّ ہین	اس عقیدہ مین تو ہیوم کے قدمون پر گر پڑے جنکی تقلید کا الزام مفسرین اہل اسلام پر لگایا کرتے ہین
۲۸	تہذیب الاخلاق	۳	۱۱	۱۰۷	دعوی مجددیت رئیس نیچریہ	عبید اللہ	لیس بامانیکم الآیہ رسالہ مرضیہ مین ہے لایکون المجدد الا عالماً بالعلوم الدینیۃ الظاہرۃ والباطنۃ ناصر السنۃ قامع البدعۃ	اور جناب کی لیاقت علمی مطالعہ تصانیف سے ظاہر ہے پھر مجدد بننے کو جی چاہتا ہے مرنے کو جی چاہے کفن کو ٹوٹا

نمبر شمار	نام کتاب یا اخبار	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۲۹	امداد الآفاق	۱	۱	۳	غیر یقینی ہونا معجزہ شق القمر کا	مہاراج علی	قال اللہ تعالی و انشق القمر فی البخاری عن ابن مسعود عن مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصار فرقتین فقال لنا اشہدوا اشہدوا	اور شاہ ولی اللہ صاحب نے اسکے معجزہ ہونیسے انکار نہیں فرمایا بلکہ حیثیت معجزہ اخبار عن الشق کو فرمایا نہ شق کو کہ کائنات جو سے ہے والاستاتشہ فی الاصطلاح کیونکہ انہوں نے خود اپنی تصانیف میں اسکو بلانکیر ذکر کیا ہے۔
۳۰	رہبر اسلام	تمام کتاب			اولویت قرأت بزبان اردو وغیرہ در نماز		فاقرؤا ما تیسر من القرآن نزل فی الصلوۃ۔ وقال انا انزلناہ قرآنا عربیا لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی	اور امام صاحب سے اول تو غیر عربی کو اولے نہیں فرمایا پھر انکے قول میں علماء نے بہت تاویلیں ذکر کی ہیں پھر اس سے بھی رجوع فرمایا اس باب میں جناب مولانا عبد الغفار صاحب نے ایک رسالہ مسمی ہدایۃ الانام بجواب رہبر اسلام خوب تحریر فرمایا ہے۔
۳۱	امداد الآفاق	تمام			جواز تشبہ بکفار	سید احمد	قال علیہ السلام من تشبہ بقوم فہو منہم رواہ احمد و ابوداؤد فقال ان ہذہ من ثیاب الکفار فلا تلبسہا رواہ مسلم	جناب مولوی محمد قاسم صاحب نے ایک مجوز تشبہ سے فرمایا کہ اپنی بیوی کے کپڑے پہن کر تو ذرا مجمع میں آبیٹھو وہ متعجب ہوئے مولانا نے فرمایا کہ

نمبر شمار قول	نام کتاب یا اخبار	نمبر	صفحہ	سطر	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
							ان الیہود والنصاریٰ لا یصبغون فخالفوہم متفق علیہ	تعجب ہے کہ ایک مومنہ کا لباس تو ایسا برا ہو اور کفار کا لباس مباح ہو تو وہ مبہوت رہ گئے
٣٢	تفسیر القرآن	[illegible]	٣	٢	عدم ممانعت حب و اختلاط با کفار	سید صاحب	تری کثیرا منہم یتولون الذین کفروا ولو کانوا یومنون باللہ والنبی وغیرہا من الآیات الکثیرۃ والاحادیث الشہیرۃ	سید صاحب نے بھی بہت تحریر و نمین اسپر زور مارا ہے اور فقہائے جو استثنا الا ان تتقوا سے بعض صورتوں مین جائز رکھا ہے اُسپر سخت طعن فرمائی ہین
٤٣	تفسیر القرآن	١	٧	١	اگر کوئی شق صدر کو بالکل غلط بنائی ہوئی بات کہے سچا صحیح مسلمان ہے	ایضاً	شق صدر کو ابو نعیم ابن عساکر و ابن حبان و حاکم و عبد اللہ بن احمد و بیہقی و طیالسی و بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہم نے روایت کیا ہے اسقدر احادیث کی انکار سے کیا کچھ معصیت یا ضعف ایمان لازم نہ آئیگا	
٤٤	رر	١	٧	١	معراج اُسی قسم کا خواب ہے جیسا یعقوب علیہ السلام کو ہوا تھا	سید احمد	معراج کا بیداری مین ہونا اخبار مشہورہ سے ثابت ہے منکر اسکا مبتدع ضال ہے کما فی شرح العقائد النسفیۃ	اور مراد رویا سے قرآن مین یا رویا دخول مکہ کا ہے یا رویا مین مرام ہے اور قول عائشہ رض کا یا عدم علم پر محمول ہوگا اسوقت تک پیدا بھی نہین ہوئی تھین

نمبر شمار	نام کتاب یا اخبار	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۳۴	ضمیمہ نورالآفاق	۱	۷	۱				یا تعدد قصہ پر محمول ہے وللتفصیل مقام آخر
۳۵	؍؍	؍؍	؍؍	؍؍	عیسائیون اور محمدیون مین بوجہ تغیر ہر دو مذہب نزاع ہو گیا ہے بدقسمتی سے مگر بنا اور اصول دونون کے متحد ہین	؍؍	اگر یہ مراد ہے کہ اصول توحید وغیرہ مین متحد ہین اختلاف فروع کا ہے تو مسلم مگر اسمین بدقسمتی کی کیا بات ہے قال اللہ تعالی لکل جعلنا منکم شرعۃ اور اگر مراد یہ ہے کہ فروع مین بھی متحد ہین تو بالکل غلط فروع دین محمدی ناسخ فروع دین عیسائی منسوخ متحد کیونکر ہو سکتے ہین	غرض دونون تقدیر پر مخالفت آیات کی لازم آتی ہے۔
۳۶	نورالآفاق	۱	۹	۱۷	چھپوانا ترجمہ کر کے ایک کتاب کہ لفظ الفنسٹن صاحب گورنر سابق بمبئی کا جسمین توہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو	سید احمد	فی الاعلام بقواطع الاسلام من تکلم غیر قاصد للسب ولا محتقر الی جہتہ صلعم بکلمۃ الکفر من لعنۃ او سب او تکذیبہ او اضافۃ ما لا یجوز علیہ وان ظہر بدلیل حالہ انہ لم یعتمد ذمہ فحکمہ القتل	اسکا مضمون مختصر نقل کفر کفر نباشد یہ ہے کہ محمد ابتدا مین صادق تھے پھر رفتہ رفتہ مکر اور دھوکہ بازی انکی عادت ہو گئی مگر جس سختی اور ظلم سے تعلیم لوگون کو کی گئی اوسکے باعث تعصب اور خونریزی پیدا ہوئی الخ

کیفیت متعلقہ ضروریہ	تردید مختصر	قائل	قول	صفحہ	نمبر	جلد	[illegible]	نمبر
البتہ اگر یہ الہام از قبیل فالھمھا فجورہا ہو تو مسلم ہے	ویقولون ہو من عند اللہ وما ہو من عند اللہ	رر	دعوی الہام در تحریف آیات قرآنیہ	در مواضع کثیرہ			تہذیب الاخلاق	۳۷
	مذہب شیعہ مین بہت امور موجب کفر ہین الرضا بالکفر کفر قول مسلم ہے	رر	تجویز درس کتب مذہب شیعہ در مدرسۃ العلوم	۱۶۲	۲۰	۲	[illegible]	۳۸
اور حدیث انی خشیت ان یکتب علیکم الخ کی وجہ یہ ہے کہ ملال نہ ہو جاوے یا اُسوقت خوف فرضیت کا تھا ارشاد الساری دیکھو	تورمت قدماہ و انتفخت قدماہ صحاح مین موجود ہے اتقوا اللہ حق تقاتہ نص قرآنی ہے	سید احمد	منع و ذم عبادت شاقہ اور مخالف فطرت بتانا اسکو	۹۱	۱۲	۳	رر	۳۹
افسوس کہ قدماء اہل اسلام کو غلطی وبدباطنی فرماوین اور نصاری مقدس بتائے جاوین	قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ وانما المشرکون نجس انہم رجس وماواہم جہنم	چراغ علی	مفسرین نصاری مثل لوتھر کو مقدس کہنا	۷۷	۱۰	۲	رر	۴۰
اور جرح ابن خلدون کا بعض رواۃ حدیث الباب پر جرح مبہم غیر مقبول ہے علاوہ اسکے وہ معقولی ہے علوم شرعیہ سے محض بے بہرہ ہے ضوء لامع دیکھو	روایت ترمذی اور ابوداؤد وبزار وابن ماجہ وحاکم وابویعلی وموصلی وغیرہم	محمد علی	انکار ظہور مہدی علیہ السلام در آخر زمان	۹۶	۱۲	۲	رر	۴۱
کوئی شخص طعام الذین اوتوا الکتاب پر نہ بہولے	روی البیہقی عن ابی امامۃ مرفوعاً	سید احمد	اہل کتاب کے ساتھ مواکلت	۵۷	۸	رر	رر	۴۲

نمبر شمار قول	نام کتاب یا رسالہ	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت تعلق ضروریہ
۴۲	تہذیب الاخلاق	۳	۸	۵۷	کی عادت جائز ہونا	سید احمد	الجفاء ان تاکل مع غیر اہل دینک الحدیث	حلت و حرمت طعام شئی آخر ہے جواز و عدم جواز مواکلت امر دیگر ہے البتہ اگر ایک دوبار کہیں اتفاق کسی ضرورت سے ہو جائے مضائقہ نہیں عادت کرنے میں تغیر لازم ہے بہ ضرورا
۴۳	"	"	"	۶۰	قانون قدرت پر غور کرنے سے انسان نبی کے برابر ہو سکتا ہے	"	اسد اعلم حیث یجعل رسالتہ فی المطالب او فیہ وادنی ذالک ان یعتقد امتیاز الانبیاء من جمیع الخلق بصفات من الکمال ۱۲ فی شرح العقائد النسفیۃ لا یبلغ ولی درجۃ الانبیاء	بلکہ لازم آتا ہے کہ بعض انبیاء سے افضل ہو سکے کیونکہ جب ہر نبی کے برابر ہونا ممکن ہے تو حضرت کے برابر ہونا ممکن ہے اور حضرت سب انبیاء سے افضل ہیں تو یہ شخص بھی سب انبیاء سے افضل ہوا معاذ اللہ فی شرح العقائد بما نقل عن بعض الکرامیۃ من جواز کون الولی افضل من النبی کفر و ضلال ۱۲ ۔
۴۴	تہذیب الاخلاق	۳	۱۲	۶۱	خاتم رسالت کی سی تعلیم دوسرا شخص بھی کر سکتا ہے	سید احمد	قال اللہ تعالی لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم آیاتہ و یزکیہم و یعلمہم الکتاب والحکمۃ ۔	علاوہ ازیں حق تعالے فرماتا ہے انک لعلی خلق عظیم اور حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کان خلقہ القرآن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تعلیم جس کا

نمبر شمار قول	کتاب یا اخبار	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۴۴	نورالآفاق	۳	۱۲	۶۱			کیفیت تھی تعلیم خاتم رسالت کی اگر دوسرا بھی ایسی تعلیم کرسکتا ہی تو اس زور شور سے احسان کس چیز کا فرمایا جاتا ہے ایسے لوگ تو ہر زمانہ مین ہونگے وجود نبوی کیا موجب منت ہوا	امر قرآن مین ہر درہ بھی آپکا خلق ہے اور اللہ تعالے اسکو عظیم فرماتا ہے پس اگر دوسرا بھی تعلیم مین آپکے مثل ہوسکتا ہے تو آپکی تعلیم عظیم ہونیکی کیا معنے وقال علیہ السلام ایکم مثلی الحدیث اللہم احفظنا من سوء الاعتقاد ۱۲
۴۵	"	"	۹	۶۳	سب انبیاء سابقین تبلیغ مین ناقص تھے اور توحید پوری نہتھی	سید احمد	یہ نقصان منجانب اللہ تھا یا منجانب انبیاء اگر شق اول ہے تو معاذ اللہ اللہ تعالے کی تعلیم ہی ناقص ہوئی اگر شق ثانی ہے تو انبیاء کاتمین احکام ٹھیرے پھر یہ سب تعریف رسلاً مبشرین و منذرین کس وجہ سے تھی اور نہین معلوم پوری توحید سے کیا مراد ہے اور اسکی تجزی کیونکر ہوتی ہے تمام قرآن شریف دعوت انبیاء الی التوحید سے ملو ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون	حضرت نوح علیہ السلام کا پہاڑ پر ساڑھے نوسو برس تک دعوت توحید کرنا یوسف علیہ السلام کا قیدخانہ مین توحید مین مباحثہ کرنا موسیٰ عم کا اپنی قوم کو ترک توحید پر سخت ملامت کرنا ابراہیم علیہ السلام کا اس توحید کے باب مین کیا کیا اذیتین سہنا قرآن مین منصوص ہے پھر توحید کامل کیا ہوگی

نمبر اقوال	کتاب یا اخبار	جلد	نمبر	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۴۶	نور الآفاق	۳	۹	۶۵	بنی اُمّی امر کی تبلیغ کرتے ہین جسکا حسن و قبح عقلی ہے	[illegible]	وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ وقال علیہ السلام واللہ لولا اللہ ما اہتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا ای لولا ہدایتہ	حسن لنفسہ اور قبح لعینہ کا تو حسن و قبح عقلی ہے اور حسن لغیرہ و قبح لغیرہ کا عقلی نہین ورنہ انبیا کی کوئی حاجت نہ تھی
۴۷	״	۲	۱۴۰	۱۱۰	تمام مذہبون کی ناگواری ان لفظون سے مٹادی لکم دینکم اور جہاد کا سبب ناگواری مذہبی نہین حاصل یہ کہ کسی مذہب کو ناگوار نہ سمجھنا چاہیے اور حضرت نے سمجھا	[illegible]	اگر مذہب کفار کا ناگوار نہین توان آیات کے کیا معنے بدا بیننا وبینکم العداوۃ و البغضاء لیحزنک الذی یقولون ـ اغلظ علیہم لیغیظ صدرک لعلک باخع نفسک	اور لکم دینکم کے اگر یہ معنے ہین کہ مجھے تمہارا مذہب ناگوار نہین تو لی دین کے بھی یہ معنے ہونے چاہیئے کہ تمکو میرا مذہب ناگوار نہین حالانکہ یہ بالکل غلط ہے بلکہ یہ آیت یا منسوخ ہے یا دین بمعنے جزا ہے
۴۸	״	״	״	۱۱۴	تبرکات وغیرہ کو بالکل ممنوع ٹھیرانا	״	للذی ببکۃ مبارکا بارکنا حولہ فی البقعۃ المبارکۃ حدیث مین تقسیم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے موئے مبارک کو وارد ہے	لطف یہ ہے کہ یہی حضرت اسی جگہہ فرماتے ہین لال ٹوپی مبارک سرون پر نظر آتی ہے ۔
۴۹	״	۲	۴	۳۲	کتون کو پاک سمجھنا	سید احمد	لا تصحب الملائکۃ رفقۃ فیہا کلب ولا جرس رواہ مسلم وغیرہ من الاحادیث	لطیفہ کسی شخص نے ایک بیخبری سے پوچھا کہ کتا بغل مین کیون دبایا ہے کہنے لگا تاکہ موت کا وقت پاس نہ آئے اسنے کہا

نمبر شمار قول	کتاب یا اخبار	نمبر	جلد	صفحہ	قول	قائل	تردید مختصر	کیفیت متعلقہ ضروریہ
۴۹	نور الآفاق	۲	۴	۳۲	کتون کو پاک سمجھنا	سید احمد		کہ جو کتے کی جان قبض کریگا وہی تمہاری کریگا۔ نصیحت سے نرود بگمان ملک ہرگز ور سرا لیکہ ہست صورت سگ گر سگ نفس رام گردانی بمراتب فزون شوی ز ملک
۵۰	تہذیب الاخلاق	مطبوعہ جمادی الاولی لغایۃ رمضان [illegible]		۶۲	ثواب اعمال دوسرے کو نہین پہونچتا	״	عن سعید بن عبادة قال یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقة افضل قال الماء فحفر بیراً قال ہذہ لام سعد رواہ ابو داؤد وفی ذلک احادیث کثیرة فی شرح العقائد فی دعاء الاحیاء للاموات وصدقتہم عنہم نفع خلافاً للمعتزلۃ ۱۲	اور لیس للانسان الا ما سعی یا مخصوص ہے کافر کے ساتھ یا مراد یہ ہی کہ دوسرے کی سعی اسکو نافع نہین اور بعد ایصال کے حکماً اسکی ہی سعی ہوگی جیسا ہبہ کے بعد موہوب ایک ملک سے دوسری ملک کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

تم ہذا الجدول وورا ہذا عقائد لہذہ الشرذمة التی ہی کالانعام بل ہم اضل حذفناہا روما للاختصار

ان عقائد مین سے بعض لوگ کل کے معتقد ہین بعض لوگ بعض کے ناظرین کو ثابت ہوا ہوگا کہ ان لوگون نے کسقدر آیات واحادیث واجماع مسلمین کی مخالفت کس بیباکی سے کی ہے اور شریعت مطہرہ کے ساتھ کیا کیا استہزا کیا ہے اور بہت سے عقائد فاسدہ واوہام باطلہ اس فرقہ کے انکی تصنیفات مین موجود ہین بوجہ تنگی مقام ونیز بخیال قیاس از گلستان او بہار ش را سب نقل نہین کیے گئے اور نہ اقوال منقولہ کی شرح وبسط سے تردید کی گئی مجملا اشارہ کر دیا گیا ہے اگر خدا نے

تعالی کو منظور ہوا تو ایک رسالہ قدرے تفصیل کے ساتھ ان مباحث مین لکھونگا ومن شاء التفصیل الآن فلیطالع تصانیف العلماء فی ہذا الباب کنوز الآفاق ورد الشقاق وامداد الآفاق و تصحیح البیان وغیرہا اب حکم انکا سننا چاہیے۔ کتاب الاعلام بقواطع الاسلام مین ہے من کذب بشیء مما صرح بہ فی القرآن من حکم او خبر او اثبت ما نفاہ او نفی ما اثبتہ علی علم منہ بذلک او شک فی شیء من ذلک کفر حجۃ اللہ البالغہ مین ہے وتثبت الردۃ بقول یدل علی نفی الصانع او الرسل او تکذیب رسول او فعل تعمدیہ استہزاء صریحا بالدین وکذا انکار ضروریات الدین فتاوی ظہیریہ مین ہے ان الاخبار المرویۃ من رسول اللہ صلعم علی ثلث مراتب متواتر فمن انکرہ کفر ومشہور فمن انکرہ کفر الا عند عیسی بن ابان فانہ یضلل ولا یکفر وہو الصحیح وخبر الواحد فلا یکفر جاحدہ غیر انہ یاثم بترک القبول ومن سمع حدیثا فقال سمعناہ کثیرا بطریق الاستخفاف کفر وقال ابن الہمام فی التحریر انکار حکم الاجماع القطعی یکفر عند الحنیفۃ وطائفۃ قال السبکی فی جمع الجوامع جاحد المجمع علیہ المعلوم من الدین بالضرورۃ کافر مطلقا آہ وقال امام الحرمین فی منکر الاجماع نبتدعہ ونضللہ پس روایات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اقوال مذکورہ مین سے بعض منجر بکفر بعض مرتبہ بدعت وضلالت مین ہین شاید شبہہ ہو کہ تاویل تو کافر نہین ہونا ہی جواب یہ ہے کہ بعض تو تاویل بھی نہین کرتے اور جو کرتے بھی ہین تب بھی ہر تاویل دافع کفر نہین بلکہ جو تاویل بحسب قواعد عربیہ محتمل لفظ ہو اور نیز معنے ظاہر ضروریات دین سے نہو وہ البتہ کفر سے بچا سکتی ہے نہ ایسی تاویلات بے سروپا خصوص ضروریات دین مین ورنہ چاہیے کہ ہر فرقہ تاویل کر کے اپنا مذہب قرآن کے مطابق کر کے کفر سے بچ جاوے اور ظاہر شریعت سے بالکل امان مرتفع ہو جاوے جیسے کسی نے آمنت باللہ کی تاویل کی تھی کہ امنت باللہ میان کے ایک بلا تھا وملائکتہ اسکی ملائی کھا جایا کرتا تھا وکتبہ اسکے ایک کتا پالا ورسلہ اور رسی مین باندہ کر رکھا نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات فی شرح العقائد النسفیۃ والنصوص تحمل علی ظواہرہا مالم یصرف عنہا دلیل قطعی والعدول عنہا الی معان یدعیہا اہل الباطن الحاد قال الخیالی فی حاشیتہ علی شرح العقائد تاویل الفلاسفۃ لدلائل حدوث العالم لا یدفع کفرہم قال المولوی عبد الحکیم علی الخیالی لان ذلک من ضروریات الدین والتاویل فی ضروریات الدین لا یدفع الکفر ایسے ہی تاویلات کے حق مین کہ واقع مین تحریفات ہین اللہ تعالے فرماتا ہے ان الذین یلحدون فی آیاتنا لا یخفون

علیہا الآیہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین من فسر القرآن برأئہ فقد کفر الحدیث اور
مولوی روم رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین سہ بر ہوا تاویل قرآن میکنی ٭ پست و کژ شد از تو معنی سنی
چون ندارد جان تو قندیلہا ٭ بہر بینش میکنی تاویلہا ٭ اسی وجہ سے جب مولوی علی بخش صاحب
نے علماے حرمین سے بعض اقوال کو مع تاویل کے نقل کرکے استفتا کیا اونہون نے جواب
مین یہ الفاظ لکھے اعتقادہ فاسد والیہود والنصاری اہون حالا منہ ضال مضل ہو خلیفۃ ابلیس
اللعین یکفر لہذا الاعتقاد اور ان علماء کے دستخط ہین۔ حسن بن ابراہیم مفتی مالکیہ۔ عبد الرحمن
السراج الحنفی۔ احمد بن زین دحلان۔ سید محمد رحمت اللہ مہاجر۔ محمد بن عبد اللہ مفتی الحنابلہ محمد
امین مالی مفتی الاحناف بالمدینۃ۔ اور نیز جناب مولانا محمد یعقوب۔ صاحب کی راے بھی اس
باب مین نہایت شدید تھی اور فرماتے تھے کہ شیطان کی اور اس شخص کی کفر کی وجہ ایک ہی ہی
یعنی اصلاح و ترمیم احکام شرعیہ مین۔ یہ اقوال تو اہل ظاہر کے ہین اب جو کچھ اہل باطن کا
اس بارہ مین قول ہے وہ بھی سنا چاہیئے حضرت عمدۃ الاولیا قدوۃ الاصفیا جناب مولانا محمد یعقوب
صاحب مرحوم و مغفور و مبرور مجھ سے بلا واسطہ فرماتے تھے کہ ایک زمانہ مین کوئی مرد غیبی اگر مجھکو
کچھ امور بتلاتا تھا ایک بار مین نے رئیس طائفہ کی نسبت دریافت کیا کہ یہ کیسا شخص ہے جواب دیا
کہ دجال ہے مین نے پوچھا کہ دجال یک چشم ہوگا خدائی کا دعوی کریگا جواب دیا وہ دجال معروف
نہین بلکہ قرب قیامت مین جو تیس دجال ہونگے اور حدیث مین آیا ہے اُنہین سے ایک ہے
مین نے کہا اُس حدیث مین ہے کلہم یزعم انہ نبی اللہ یہ تو نبوۃ کا مدعی نہین جواب دیا کہ دعوی عام ہے
صریح و ضمنی سے ضمناً یہ بھی مدعی نبوت ہے کیونکہ نبی کے احکام کو خلاف عقل بتاتا ہے اور معترض
معترض علیہ کے ساتھ مساوات کا مدعی ہوتا ہے نبی کا مساوی نبی ہوگا در پردہ دعوی نبوت ہے
پھر کہا کہ اس امر کو مشتہر کردو وہ حالت فرو ہوئی مولویصاحب فرماتے تھے مین مدرسہ مین آیا پرچہ
تہذیب الاخلاق کا رکھا تھا اوٹھا کر جو دیکھا تو بُطلان استغراق کی بحث لکھی تھی اُسوقت تصدیق
مکاشفہ کی ہوئی اور نیز مولانا ممدوح الذکر ارشاد فرماتے تھے کہ مکاشفہ سے دریافت ہوا کہ جو قوم
امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ لڑیگی وہ نیچری ہونگے راقم کہتا ہے کہ کچھ عجب نہین کیونکہ ظہور
مہدی کے تو منکر بھی ہین جب وہ مہدویت کا دعوی کرین گے غالبا انکی تکذیب کرکے مقابلہ و

ومقاتلہ سے پیش آئین گے چونکہ امر کفر اشد واغلظ ہے اگرچہ مجھکو ان روایات ومکاشفات پر اطمینان وافی ہے مگر مین بسبب ادعاے ظاہری اسلام کے اطلاق اس لفظ سے احتیاط کرتا ہون البتہ اعلی درجہ کا گمراہ اور مبتدع کہتا ہون اور نہ دل سے دعا کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ انکو توفیق توبہ کی عنایت فرماے اور اگر توبہ مقدر نہو تو موافق اپنی عادت کے جلدی کوئی مجدد پیدا کرے کہ وہ راس واساس اس مذہب کو کندہ وسر افگندہ کردے ؎ اس درد دل سے موت ہو یا دل کو تاب ہو۔ قسمت مین جو لکھا ہے الٰہی شتاب ہو۔ اگرچہ اسلام کو ایسے خروش بیجا سے کوئی مضرت نہین کما قال اللہ تعالی یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ونعم ما قیل بالفارسیۃ ؎ چراغی را کہ ایزد بر فروزد۔ ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد۔ لیکن جب دیکھتے ہین کہ بعض نوجوان نادان نو دولت بگڑتے چلے جاتے ہین تو بمقتضاے ؎ چو از محنت دیگران بیغمی۔ نشاید کہ نامت نہند آدمی۔ دل تڑپتا ہے اللہ تعالی سب بھائیون کو مکائد خبیثہ شیاطین انس وجن سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ جب معلوم ہوچکا فتوی علمار کا اس فرقہ کے حق مین بس جاننا چاہیے کہ اقتدا انکی صحیح نہین کہ ادنی شرائط امامت سے اسلام ہے اور وہی برائے نام ہے فی الدر المختار ویکرہ امامۃ مبتدع ببدعۃ لایکفر بہا وان کفر بہا فلا یصح الاقتداء بہ اصلا فلیحفظ ہذا تیسرلی مستندا بکلام جمع من الفضلاء مع ما زدت علیہ من الفوائد اللہم ثبتنا واخواننا علی الحق والایمان ومن زاغ منا فارجعہ الی الصدق والایقان ولا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا بالتبیان ولا تسلط علینا النفس والشیطان واجنبنا من البدع والطغیان الی ان تنزع ارواحنا من الابدان ثم ادخلنا دار الخلد والرضوان وقنا عذاب النیران والہوان ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم المنان ویرحم اللہ عبدا قال آمینا واللہ اعلم وبیدہ ازمۃ الحکم۔ ذی الحجۃ سنہ ۱۳۰۳ھ

سوال۔ جو شخص کہ پہلے علم مذہبی وقرآن بخوبی پڑھکر پابندی نماز وروزہ وغیرہ کی رکھے اور علم انگریزی یا ہندی وغیرہ واسطے معاش کے سیکھے تو کچھ حرج تو نہین۔ انگریزی دان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہین۔

الجواب۔ انگریزی ایسی ہے جیسے ہندی منجملہ لغات یعنی زبانون کے ایک زبان ہے اور زبان فی نفسہ کوئی قبیح نہین بلکہ نعم خداوندی سے ایک نعمت ہے کما قال تعالی ومن آیاتہ خلق السموات

والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذلک لآیات للعالمین الآیہ اور خود رسول صلعم نے
فارسی مین کہ آپکے زمانہ مین آتش پرستون کی زبان تھی تکلم فرمایا ابوہریرہ رضؓ سے پوچھا اشکمت
درد الی آخر الحدیث رواہ ابن ماجہ البتہ کبھی بعض عوارض کیوجہ سے قبیح لغیرہ ہو جاتی ہے پس
اگر وہ عوارض نہون صرف کسی مصلحت دینی مثل رد نصاری وہنود یا دنیوی مثل کسب معاش
وغیرہ کے لیے سیکھے تو جائز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابت رضؓ کو لغت وخط
سریانی کہ اُس زمانہ مین یہود کا لغت اور خط تھا واسطے ضرورت مراسلت ومکاتبت یہود کے
سیکھنے کے لیے فرمایا تھا چنانچہ وہ آدھے مہینے سے کم مین سیکھ کر لکھنے پڑھنے لگے وعن زید بن ثابت
رضی اللہ عنہ قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اتعلم السریانیۃ وفی روایۃ انہ امرنی ان
اتعلم کتاب یہود وقال انی ما امن یہود علی کتاب قال زید بن ثابت فما مر بی نصف شہر حتی تعلمت فکان
اذا کتب الی یہود کتبت واذا کتبوا الیہ قرأت لہ کتابہم رواہ الترمذی اگر وہ عوارض ہون تو اسوقت
اجتناب واجب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو توریت شریف
پڑھنے سے منع فرمانا صحاح مین مذکور ہے کہ احتمال مفاسد کثیرہ کا تھا سو اگر کوئی ایسا شخص جو اپنی
ضروریات دینیہ عقائد ومسائل سے واقف ہو اور ظن غالب ہو کہ یہ شخص بوجہ صحبت کفار وفجار
کے اُنکے خیالات یا رسوم یا وضع کی طرف مائل اور اپنے دین سے سست عقیدہ نہوگا واسطے کسب
معاش حلال وغیرہ کے انگریزی یا ہندی پڑھے جائز ہے اور جو ہنوز اپنے مذہب سے واقف
نہین خصوصًا جبکہ کم عمر ہو اور غالب ہے کہ ایسے لوگون کی مصاحبت سے اُنکی طرف میلان و
رجحان اور اپنے مذہب سے ضعف اعتقاد پیدا ہوگا ایسے شخص کے لیے البتہ ممنوع ومصداق
ویتعلمون ما یضرہم ولا ینفعہم الآیۃ کا ہے اور اقتدا پہلے شخص کی بلا کراہت جائز ہے دوسرے شخص
کی اگر وہ کسی عقیدہ مکفرہ کا معتقد ہوگا بالکل جائز نہین اگر صرف مرتبہ بدعت وضلالت مین ہو تو
بکراہت جائز ہے ویکرہ امامۃ مبتدع لایکفر بہا وان کفر بہا فلا یصح الاقتداء بہ اصلا فلیحفظ درمختار
واللہ اعلم مگر آجکل تو اکثر دیکھا جاتا ہے کہ انگریزی پڑھنے سے خرابی پیدا ہوتی ہے ضرہ اقرب من نفعہ
لہذا احتیاط مناسب ہے کچھ اسی علم پر روزی منحصر نہین اور ہوس کا کوئی منتہا نہین۔ ولنعم ما
قیل ؎ علم چہ بود آنکہ رہ بنمایدت ٭ زنگ گمراہی ز دل بزدایدت ٭ این ہوس ہا از سرت

بیرون کند ؛ خوف وخشیت در دلت افزون کند ؛ واللہ ولی العصمۃ۔

سوال۔ اگر پابندی صوم وصلوٰۃ رکھے اور لباس تبدیل کرے یعنی کوٹ وغیرہ پہنے تو درست ہے یا نہین۔

الجواب۔ تشبہ کفار کے ساتھ لباس وغیرہ مین ممنوع ہے لقولہ علیہ السلام من تشبہ بقوم فھو منھم رواہ ابوداؤد وقولہ علیہ السلام فرق ما بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس رواہ الترمذی وقولہ عم لعبداللہ بن عمرو بن العاص ان ہذہ من ثیاب الکفار فلا تلبسھا رواہ مسلم ولقولہ علیہ السلام ان الیہود والنصاری لا یصبغون فخالفوھم۔ متفق علیہ ولقولہ علیہ السلام خالفوا المشرکین متفق علیہ وقال انس بن مالک رض احلفوا ہذین اوقصوھما فان ہذا زی الیہود رواہ ابوداؤد وقال سعید بن المسیب رح لا تشبھوا بالیہود وغیرہا من الاحادیث الکثیرۃ بوجہ تنگدلی وضیق وقت کے اسیر اکتفا کیا گیا جسکو یہ مسئلہ مع مالہ وما علیہ کے دیکھنا ہو امداد الآفاق دیکھ لے موٹی بات عاقل کے نزدیک یہ ہے کہ اپنی بیوی کا لباس پہنکر مجمع مین آنا شاید حد سے زیادہ ناگوار ہوگا اور حدیث مین لعنت بھی آئی ہے حیرت ہے کہ مومنہ کا لباس ایسا غیر مستحسن اور کفار کا لباس زیب تن۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؛ ولنعم ما قیل سہ ای قدم برداشتہ از راہ دین ؛ از چہ شد ماکول وملبوست چنین ؛ چند مالِ شبہ ناک آری بکف ؛ تا کہ جاکٹ پوش باشی خوش علف ؛ عاقبت سازد ترا از دین بری ؛ این تن آرائی وآن تن پروری ؛ ذی الحجہ ۱۳۰۴ھ

رسالہ خطاب الندوہ

معہ مکاتبت کالج علیگڈہ

(تمہید از جامع رسالہ) حامداً و مصلیاً۔ اندنوں اتفاقاً فیمابین مجلس ندوۃ العلماء و جامع منقول و معقول حاوی فروع و اصول حضرت مولٰنا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ کچھ خط وکتابت واقع ہوئی چونکہ ان تحریرات سے ندوہ کی اصلی حالت منکشف ہوتی ہے جس سے بہت سے حضرات جو ندوہ کے باب مین متردد ہین اطمینان و یکسوئی حاصل کر سکتے ہین و نیز ان تحریرات مین خود بہت سے مضامین مفیدہ ایسے ہین کہ ندوہ کے تعلق سے قطع نظر کرکے دوسرے خدمتگزاران اسلام کے کام آسکتے ہین اس لیے ایک بے غرض جماعت کے مشورہ دینے سے اس مجموعہ کی اشاعت مناسب معلوم ہوئی بجز فوائد مذکورہ بالا کے اور کوئی کسی پر مخالفانہ حملہ کرنے وغیرہ کا قصد اس کی اشاعت کا منشا نہین ہے اور خود حضرت موصوف کا مذاق طبیعت بھی ایسے اغراض اور خیالات سے قطعاً نفور ہے چنانچہ ناظرین ملاحظہ کے بعد خود معلوم فرمالین گے اور اس پر بھی اگر کوئی صاحب خطاً یا عمداً ایسا گمان فرمادین تو اُنکے جواب مین بجز ان بعض الظن الخ پڑھ دینے کے اور زیادہ کہنا بیکار ہے فہدی اللہ الذین آمنوا لما اختلفوا فیہ من الحق باذنہ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

ندوہ کا پہلا خط

(جس کے ساتھ ایک رسالہ موسوم بہ الندوہ جلد اول نمبر اول بھی تھا) بخدمت جامع الکمالات القدسیہ مولوی محمد اشرف علی صاحب دام مجدہ۔ بعد سلام مسنون الاسلام کے گذارش ہے۔ ندوۃ العلماء نے ایک ماہوار رسالہ جاری کیا ہے جو جناب کی خدمت مین بغرض ملاحظہ مرسل ہے اور ہمیشہ بھیجا جائیگا اگر جناب ازراہ کرم کبھی کبھی اپنے مضامین اس مین شائع ہونے کو عنایت فرمادین تو خاکسار شکر گذار ہوگا ضرور ہے کہ ایسے مضامین بھی اسمین شائع ہوں جس مین نئے خیال والوں کو اخلاق حسنہ اور روحانی کیفیتوں کے حاصل کرنے کا شوق دلایا جاوے اور دکھایا جاوے کہ صرف دنیوی ترقی انسان بنانے کا آلہ نہین ہے مجھکو یقین ہے کہ موجودہ لوگون مین جناب سے بہتر اس کام کو

کوئی نہین کرسکتا لہذا ازراہ عنایت میری استدعا قبول فرمائی جاوے والسلام - ناظم ندوۃ العلماء

الجواب مخدومی مکرمی دامت برکاتہم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الطاف نامہ مع رسالہ النددہ نمبر اول جلد اول پہونچا یا دآوری سے ممنون ہوا مولانا بدو فطرت سے مجھکو طبعاً نفرت ہے کہ کسی امر کے متعلق خطاب خاص کرون کیونکہ تجربہ نے اسکا شاق ہونا ثابت کردیا ہے لیکن چونکہ الطاف نامہ مین مجھکو مضمون بھیجنے کی اجازت ہوئی ہے امید غالب ہے کہ یہ مضمون خاص جس کا حاصل ایک مشورہ خیرخواہانہ ہے باوجود خطاب خاص ہونے کے بوجہ اذن من وجہ کے اہل مجلس کو ناگوار نہ ہوگا وھو ہذا - مسلمانون کو جس چیز کی اسوقت بلکہ ہر وقت ضرورت ہے وہ صرف اُن کے دین کی اصلاح ہے اور دنیا کی صرف اُتنے حصہ کی جس کو اُن کے دین کی حفاظت مین دخل ہے جو انجمن یا جو رسالہ اصلاحی خدمت کی حیثیت سے تجویز کیا جاوے اُس کا کام یہی ہونا چاہیے اور اُس کے ساتھ ہی یہ بھی ضرور ہے کہ اس اصلاح کے متعلق جو تقریر کیجاوے جو تدبیر بتلائی جاوے وہ اولاً صاف اسقدر ہو کہ فہم غرض مین ابہام یا خلاف حق کا ایہام نہ ہو ثانیاً حتی الامکان مختصر اور سہل ایسی ہو کہ حالت موجودہ مخاطب کی اُسکی برداشت کرسکے ثالثاً چند مقاصد کے اجتماع مین رعایت الاہم فالاہم کی ہونا چاہیے - اس تمہید کے بعد مین اس رسالہ کے متعلق اور جس مجلس سے یہ رسالہ شائع ہوا کریگا اس کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہون سب سے اول مضمون اس مین ندوہ کی ضرورت کا ہے جسکی وجہ ضرورت کے اثنا تقریر مین یہ مقاصد مذکور ہین "ہمارے[1] **علوم و فنون**" ان علوم و فنون کی توضیح و تعیین ضروری تھی آیا یہ وہ علوم ہین جن کو حفاظت مذہب مین دخل ہے یا صرف وہ ہین جو صرف مایہ تفاخر و اشتہار ہین شق اول پر ضرورت ندوہ کی ثابت لیکن ابہام یا ایہام شبہہ باقی جو بدون تفصیل و توضیح رفع نہین ہوسکتا - شق ثانی پر ضرورت ہی ثابت نہین بلکہ بالعکس مضر ہونیکا حکم ظاہر اسی طرح **قومی خصوصیات** ایک مجمل لفظ ہے جسمین بعینہ یہی تقریر جاری ہے اس کے بعد تدبیر کی تقریر مین تعلیم[2] قدیم مین یہ نقص بیان کیا گیا ہے کہ اُن سے یا اغراض

---

[1] رسالہ الندوہ کی اصل عبارت یہ ہے ہمارا روئے سخن اون بزرگون کی طرف ہے جن کا یہ خیال ہے کہ جدید تعلیم کے ساتھ اس بات کی بھی ضرورت ہی کہ ہمارے علوم و فنون ہمارا مذہب ہماری قومی خصوصیات مٹ نہ جانے پاوین ۱۲ [2] اصل عبارت الندوہ کی یہ ہے - قدیم تعلیم اول تو چراغ سحری ہی دوسرے وہ اس قدر ایک تنگ دائرہ مین محدود ہو گئی ہے کہ اُس سے اس قسم کے اغراض حاصل ہونے کی توقع نہین ہو سکتی ۱۲

حاصل ہونے کی توقع نہیں ۔ کاش اگر وہ اغراض متعین ہوتیں تو ہر مسلمان اس میں غور کر سکتا کہ
آیا تعلیم قدیم و نے یہ غرض حاصل نہیں ہو سکتی یا کوئی خفیف سی کمی ہے جس کا بہت تھوڑی ترمیم یا
اضافہ سے تدارک ہو سکتا ہے وہی ابہام یہاں بھی ہے دوسرا یہ نقص دکھلایا ہے کہ اس میں
علمی[1] بلند نظری نہیں پیدا ہوتی بلند نظری کی مطلق شرح نہیں کی تعلیم اسلامی سے جو اصلی مقصود
ہے عقائد و اعمال و اخلاق کا درست ہو جانا جس کا حاصل طلب رضائے حق ہے آیا بلند نظری اس
کے علاوہ کوئی اور چیز ہے اگر نہیں ہے تو اس کے لیے تعلیم قدیم میں کیا کوتاہی ہے کیا جن افراد
میں یہ اوصاف محمودہ پیدا ہو جاتے ہیں اُن کو کوئی جزو تعلیم جدید کا بھی حاصل کرنا پڑتا ہے یا بہت
سے لوگ جو آج بزعم خود اپنے بلند نظر ہونے کا دعوےٰ رکھتے ہیں اور اس کے لیے طرق جدیدہ ایجاد
کرتے ہیں انہوں نے اس تعلیم قدیم کے سوا کچھ اور حاصل کیا ہے یا اپنی حالت پر اس مضمون کو
صادق کر رہے ہیں ؎ کس نیاموخت علم تیر از من ٭ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد ٭ اور اگر بلند نظری
کوئی اور چیز ہے تو نعوذ باللہ کیا حق تعالیٰ سے بھی زیادہ کوئی چیز بلند ہو سکتی ہے آگے ایک لفظ ہے
"قوم[2] کی بقا" یہ بھی محتاج شرح ہے آیا مذہب کی بقا کے علاوہ اس کے کچھ اور مفہوم ہے یا اُسی
کی دوسری تعبیر ہے ۔ شق اول پر ضرورت ثابت نہیں شق ثانی پر اس کو کئی امر پر موقوف قرار دیا
گیا ہے قومی لٹریچر ۔ قومی علوم فنون ۔ قومی تاریخ ۔ یہ لٹریچر تو اس کوتاہ نظر کی سمجھ میں نہیں آیا
نہ اسوقت کوئی انگریزی جاننے والا پاس ہے اور نہ میں نے فضول سمجھکر ایسے شخص کو ڈھونڈا جب
اسلامی رسالہ ہے مسلمان مخاطب ہیں تو خواہ مخواہ اس میں دوسرے الفاظ داخل کرنا کون ضرور
تھا کیا عملی طور پر انگریزی کی ضرورت ثابت کیجاتی ہے لیکن اگر اس کا یہ طریق تجویز کیا گیا ہے تو کامیابی
مشکل ہے اس لیے کہ ہر شخص یہی کہہ سکتا ہے جو میں نے کہا کہ ہم کو مشورہ ایسے الفاظ سے دیا
ہے کہ ہم سمجھے نہیں اس لیے ہم غور کرنے سے معذور ہیں یہ تو شفقت اور ہمدردی سے مراحل دور
ہے ۔ کلموا الناس علی قدر عقولہم قضیہ مسلمہ ہے بھلا انگریزوں کی زبان سمجھنے کے لیے تو انگریزی جاننے
کی ضرورت اب تک بیان کیجاتی تھی مگر اس طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے دنوں میں یہ بھی
کہا جاویگا کہ ہندی مسلمانوں کے زبان سمجھنے کے لیے بھی انگریزی پڑھو مگر اسس التماس کا کیا

[2] اصل عبارت یہ ہے کسی قوم کی بقا کے لیے ضرور ہے کہ اس کے پاس اسکا قومی لٹریچر ہو ۔ قومی علوم فنون ہوں ۔ قومی تاریخ

[1] [illegible]

جواب ہوگا کہ جناب جبتک ہم دینی کاہلی سے نہ پرطھین اُسوقت تک ہماری ہمدردی کا انحصار
یہی ہے کہ ہم سے ہماری زبان مین خطاب فرمایا جاوے آگے ہے "قومی علوم وفنون"
اسکی تفسیر اگر متعین ہوتی تو کچھ عرض کیا جاتا آگے ہے قومی تاریخ سو اس کا دین کے موقوف علیہ
ہونے مین کتنا حصہ ہے مین اسکے سننے کا مشتاق ہون کہ حضرات صحابہؓ نے جو اس قدر ظاہری باطنی
حیرت مین ڈالنے والی ترقی کی اُس مین قومی تاریخ سے کتنا کام لیا تھا یا اب کون وجہ اُس کے دخیل
ہونے کی نئی پیدا ہوئی ہے اس کے بعد ندوۃ العلمار کا یہی مقصد ہونا لکھا ہے اور ساتھ ہی ظہور
نتائج کو ایک معتدبہ جماعت کے نکلنے پر موقوف کہا ہے اس مین اولا یہ عرض ہے کہ ہر مقصود اور اُس
کے طرق مین ایک مناسبت و ملازمت کا ہونا ضروری ہے سو دریافت طلب یہ امر ہے کہ ندوہ
کی حالت موجودہ کو اس مقصود کی تحصیل سے وجہ ملازمت کیا ہے وہان اسوقت جو تعلیم ہے
جو تربیت ہے اُسکو کوئی خاص معتدبہ امتیاز دوسری درس گاہون سے حاصل ہے جس سے اوروں
سے اس نتیجہ کا غیر متوقع ہونا اور ندوہ سے اُس کا متوقع ہونا تسلیم کیا جاسکے۔ ثانیا اس ظہور کی
کوئی تخمینی مدت بھی ہے یا مثل مشہور ع تا تو من میرسی من بخدا میرسم ؛ کا مصداق ہے اگر شق ثانی
ہے تو فاتحہ کے ساتھ خاتمہ۔ اگر شق اول ہے تو جتنی مدت اس درسگاہ کو قائم ہوئے۔ ہوچکی ہے
کیا یہ مدت قلیل تھی اس مدت کے اندر اُن پُرانی غیر منتظم گداگر غیر منضبط مختلف درسگاہون مین
ایک کثیر التعداد جماعت میزان سے صدرا بیضاوی تک پہونچکر آج قومی اصلاح مین مشغول ہین
اور یہان ہنوز روز اول ہی ہے پھر آیندہ کیا توقع کیجاوے اگر یہ عذر کیا جاوے کہ وہ نتائج ایسے
عالی او صعب ہین کہ اُن کے لیے مدۃ طویلہ عریضہ درکار ہے تو اُسکی نسبت یہ کہا جاویگا کہ یہ قصد
قاعدہ عقلیہ واجب الرعایت الاہم فالاہم کے خلاف ہے مسلمانون کی موجودہ حالت جن امراض
کے علاج کا تقاضا کر رہی ہے وہ قابل نظر بھی زیادہ ہین اور اُن کا علاج بھی مختصر اور سہل ہے
اُس کو چھوڑ کر قوم کو ایسے مشکل کامون مین لگانا اُنکو تلف کرنا ہے ع طفل را گر نان دہی بر جائے شیر
طفل مسکین را ازان نان مردہ گیر ؛ آگے رسالہ کے اغراضؒ کا بیان ہے۔ (۱) اسلامی علوم

لہ اصل عبارت یہ ہے ندوۃ العلمار کے قائم کرنیکا اصلی مقصد یہی تھا لیکن اسکے نتائج اسوقت ظاہر نہین ہوسکتے جبتک
ایک معتدبہ جماعت اس کی درسگاہ سے تعلیم پاکر نہ نکلے ۱۲ ؎ اصل عبارت الندوہ کی یہ ہے۔ اس بنا پر یہ مناسب معلوم ہوا کہ
ندوہ کی طرف سے ایک ماہوار علمی رسالہ نکالا جاوے جس کے یہ اغراض ہون۔ (۱) اسلامی علوم و فنون کے مہمات ۱۲

و فنون کا اُردو مین بیان ہونا۔ ان علوم و فنون کا اجمال اس مین کچھ رائے دینے سے مانع ہو رہا ہی
(۲) مسلمانون کی تہذیب و تمدن پر تاریخانہ مضامین لکھا جانا۔ یہ تہذیب و تمدن کا لفظ بھی نہایت
مبہم ہے اور ؁ اگر اسکے وہی معنے ہین جو آجکل عام زبانون پر جاری ہین تو معلوم نہین اُسکو حفاظت
دین مین کیا دخل ہے بلکہ اگر احتمال ہے تو مضر ہونے کا ہے اور اگر تہذیب سے مراد تہذیب نفس
ہے اور تمدن سے بھی وہی تمدن جو اس تہذیب کا اثر ہو جیسے خشیت حق تعالے سے تواضع زہد
وقناعت سادگی حق تعالی کی محبت مین جان و مال آبرو وننگ و ناموس باختہ کر دینا اگر ہاتھ سے
لقمہ چھوٹ کر زمین پر گر جاوے تو اُسکو خدا تعالی کی نعمت سمجھکر مٹی پونچھکر غیر قوم کے رئیسون کے
سامنے کھا جانا اور کسی کے یہ کہدینے کا کہ یہ لوگ ہنسین گے اپنے دل مین تحقیر کرین گے آزادی کے
ساتھ یہ جواب دیدینا کہ کیا مین چند نادانون کے ہنسنے پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو چھوڑ
دونگا۔ کپڑا پھٹ جاوے تو بے تکلف کئی کئی پیوند لگا لینا۔ کسیوقت جوتہ چھوڑ کر محض تواضع کے
خوگر ہونے کو دور تک ننگے پاؤ چلا جانا۔ اپنا سودا سلف خرید کر بلا لحوق عار سر پر اُٹھائے ہوئے
بازار مین کو بغل آنا۔ غلطی سے اپنے نوکر پر زیادتی ہو جاوے تو اُس کی خوشامد کر کے تذلل کے ساتھ
اپنی خطا اُس سے معاف کرانا۔ کوئی غریب مزدور بھرے مجمع مین آکر اپنے حق کا تقاضا کرنے لگے
تو مکدر نہونا۔ اپنے کو سب سے کم سمجھنا۔ اگر ذرا دماغ مین ترفع کا احتمال بھی پیدا ہو تو اُس کے
معالجہ کے لیے کسی غریب کے دروازہ پر جا کر اُس کے گھر سے دو گھڑے مانگ کر کنوئے سے پانی
بھر کر اُس کے گھر دے آنا الی غیر ذلک۔ تو ایسے تہذیب و تمدن پر قربان جو رسالہ یا جو مجمع اس کی
تعلیم کرے ہم اُس پر نثار لیکن ابتک جتنے نمونے دکھلائے گئے ہین اور دکھلائے جا رہے ہین
جن مین سے ایک رسالہ پیش نظر بھی ہے جس کے لفظ لفظ سے افتخار و شوکت اور ترفع و وجاہت

مسائل اس طریقہ سے اُردو زبان مین ادا کیئے جائین کہ انگریزی اور اردو خوان جماعت بہ آسانی ان کو سمجھ سکے اور ان سے
فائدہ اُٹھاوے (۲) مسلمانون کی تہذیب و تمدن پر تاریخانہ مضامین لکھے جائین (۳) عقائد اسلام کو فلسفہ حال کے
حملون سے بچایا جاوے (۴) علوم قدیمہ و جدیدہ مین موازنہ کیا جاوے (۵) جو علوم مسلمانون نے یونان وغیرہ سے
لیے اُن کی تاریخ اس طرح لکھی جاوے جس سے ظاہر ہو کہ مسلمانون نے ان علوم مین خود کس قدر اضافہ کیا اور
آج یوروپ نے ان علوم کو جس حد تک ترقی دی اس سے ان کو کیا نسبت ہی یہ پرچہ اسی غرض سے نکالا جاتا ہی
اس کے ساتھ اس پرچہ کا یہ بھی ایک بڑا مقصد ہی کہ علوم جدیدہ کے مسائل اُردو زبان مین بتلائے جاوین تاکہ عربی خوان گروہ
ان سے متمتع ہو سکے۔ السعی منی والاتمام من اللہ ۱۲

برس رہا ہے اور اس سے زیادہ نمونے وہ ہین جن کا نام سالانہ جلسے ہین - اس رسالے کے کاغذ کا ضرورت سے زیادہ قیمتی ہونا میرے پاس جو خط آیا ہے اُس کے کاغذ کا بہت عمدہ ہونا - اُس کے ساتھ بے ضرورت ایک سادے کاغذ کا کوتل آنا بھی چھوٹے نمونون مین داخل ہی غرض ابتک تمام علامات سے یہی مترشح ہو رہا ہے کہ مقصود اصلی خلق کی نظر مین بڑا بنتا ہے نہ کہ حق تعالی کی نظر مین مقبول ہونا ان نمونون کو دیکھکر بے اختیار زبان پر یہ مصرعہ آتا ہے ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا * البتہ اللہ تعالی قادر ہین کہ اُن نمونون کے غیر مستحسن ہونے کا اعتراف کرکے آیندہ کو ترک کر دین جو کہ اس استبعاد کے مبانی تھے تو البتہ توقع ہو سکتی ہے کہ ایسے تہذیب و تمدن پر مضامین ترغیبی لکھے جاوین (۳) عقائد اسلامی کو فلسفہ کے حملون سے بچانا - اُن کے بھی دو طریق ہین - ایک وہ جو سید صاحب علیگڈھی نے اختیار کیا تھا کہ عقاید ہی مین تبدیل کر دی پھر اُن کو فلسفہ پر منطبق کر دیا - دوسرا طریق وہ جو علما نے ہمیشہ سے اختیار کیا ہے کہ جہان مسئلہ عقلیہ قطعی ہو وہان عقائد کی عدم مخالفت ثابت کر دی اور جہان قطعی نہ ہو وہان اُن سے برہان کا مطالبہ کیا اور جہان نص قطعی غیر محتمل التاویل کے خلاف ہوا اُس کے بطلان کا دعوی کرکے دلیل سے ابطال کر دیا اگر طریق اول ہوگا تو اُس کی نسبت تو اتنا کہدینا کافی ہے ع حق تعالی زین چنین خدمت غنی ست * اور اگر طریق ثانی ہوگا تو مبارک ہو - اس وقت یہ امر بہت ہی ضروری ہے مگر اطمینان جب ہوگا جب ہوگا جب دو چار مضمون نمونہ کے طور پر نظر سے گذر جاوینگے (۴) علوم قدیمہ و جدیدہ مین موازنہ کرنا معلوم نہین اسکو حفاظت دین سے کیا تعلق ہے - (۵) علوم ماخوذہ من اہل الیونان کی تاریخ خاص طور پر لکھنا - حفاظت دین سے اس کے تعلق کیوجہ بھی سمجھ مین نہین آئی سب کے اخیر مین بغرض تمتع عربی خوانون کے علوم جدیدہ کا اُردو مین لانا منجملہ مقاصد بیان کیا گیا ہے اس تمتع سے کیا مراد ہے - آیا صرف تفریح یا اُن کو جواب کا طریقہ بھی بتلانا - شق اول پر شعر گفتن چہ ضرور یاد آتا ہے شق ثانی پر اگر مسائل مع الجواب ہونگے تو نمبر (۳) سے ممتاز نہوا - اور اگر بلا جواب ہونگے تو خواہ مخواہ خیالات مین شورش پیدا کرنا اور سلیم طبیعت کو سقیم بنانا کونسی خدمت دین ہے - یہانتک ندوہ کی ضروریات کا مضمون ختم ہو چکا جسپر مختصر معروضات قلمبند کئے گئے اس کے بعد اس پرچہ مین مضمون ہے مذہب انسان کی فطرت مین داخل ہے - یہ مضمون عجب گول ہے

ف ۔ رسالہ الندوہ جلد ا - نمبر ۱ کے صفحہ ۳ پر اس عنوان سے ایک مضمون ہے جو کتاب مسمی بہ الکلام سے ماخوذ ہے ۱۲

یا مضر ہے کیونکہ مذہب سے مراد مذہب حق ہے یا مطلق مذہب۔ اگر مذہب حق مراد ہے تو گول ہے
اُس کی تصریح ہونا چاہیے تھا دوسرے اُس کا مشترک اور لازمۂ انسانی ہونا باوجود ہزاروں
مذاہب باطلہ پائے جانے کے فی نفسہ بھی صحیح نہیں اور اگر مطلق مذہب مراد ہو تو ماول کرکے صحیح
کہسکتے ہیں لیکن اس صورت میں مضر ہے کیونکہ اس مضمون کو دیکھنے سے اول نظر میں شبہہ ہوتا ہی
کہ تمام مذاہب بوجہ موافقت فطرۃ انسانیہ کے حق ہونگے حالانکہ مبنی بھی فاسد اور مبنی بھی فاسد جاے
غور ہے کہ ایسے مضامین سے دین کو کیا مدد پہونچ سکتی ہے آگے **علوم القرآن** پر مضمون ہے اس
کے مطاوی تقریر میں جو جابجا تسامحات ہیں اُن سب سے قطع نظر کرکے صرف اسقدر گذارش ہے
کہ اس مضمون سے کیا مقصود ہے اگر محض گزشتہ حالت کو دکھلا کر ماضی پر حسرت دلانا اور حال
مین ملامت کرنا اور استقبال میں تحسر اور غم ملامت مین معطل کر دینا ہے تب تو یہ سراسر افساد اور تعلیم
اسلام کے خلاف ہے اور اگر تدارک کی ترغیب دینا ہے تو اُسکا طریق بتلانا چاہیے اُن کتابون کا نام
متعین کرنا چاہیے اور طرز عمل کی تعلیم چاہیے اگر یہ نہیں ہے تو یہی گمان ہوتا ہے کہ مضمون نگار صاحب
اپنی تاریخی واقفیت کو دکھلا رہے ہیں اور ہمہ دان کہلانا پسند کرتے ہین جسکا حاصل ہمدردی چھوڑ کر
خود غرضی کا اہتمام کرنا ہے اس کے بعد **اخلاق عرب** پر مضمون ہے مضمون مفید ہے لیکن غایت
اسکی جسکا خود اُس مضمون میں اقرار ہے اُسقدر سست اور خام ہے کہ اُسنے مضمون کو اسلامی خدمت
سے بمنازل دور کر دیا وہ غایت یہ ہے کہ یوروپین نامون کے ساتھ عرب کے مقدس نام بھی ہمارے
نوجوانون کی زبانون پر ہونگے آہ اگر بجائے اس کے یہ نیت ہوتی کہ ہمارے نوجوان اُن اخلاق مین اُن
کی تقلید کرین گے تو اس نیت سے اس مضمون کا ثواب بھی ملتا اس کو اسلامی خدمت بھی کہتے پھر اخلاق
مین سے وہ اخلاق سب سے مقدم لکھے ہین جو آجکل مایۂ ناز و افتخار شمار کیے جاتے ہین کاش سب سے
پہلے خشیت الٓہیہ کو لکھتے جو بنی ہے سب خوش اخلاقیون کا تو الاہم فالاہم کی کیسی رعایت ہو جاتی
کیا کہون اللہ تعالےٰ معاف فرمادے یہی وہ قرائن ہین جن سے بالاضطرار یہی شبہہ عود کرکے آتا ہے
کہ قبلۂ توجہ تمامتر عاطین و کاتبین کا وہی شان و شوکت اور مفاخرت و رفعت ہے جو کہ عقلاً و نقلاً
جڑ ہے تمام مفاسد اخلاقیہ کی اس کے بعد عربی زبان پر مضمون ہے اُس کا حاصل بھی بجز قدامت پر
افتخار کرنے کے کچھ نہین معلوم ہوتا اس کے بعد **مثنوی مولٰنا رومی** مین سے مسائل فلسفیہ کا

استنباط کیا گیا ہے اول تو وہ استنباطات خلاف واقع ہین تجاذب ذرات کو فلاسفہ اقتضائے طبیعت مانتے ہین مولنا بیچارے "بزان حکم پیش"، کی قید سے اس مسئلہ کی مخالفت کر رہے ہین پھر وہ صرف جفت جفت کی تخصیص کر رہے ہین چنانچہ زمین و آسمان کی تمثیل شاہد صدق ہے اور فلاسفہ جن اجسام مین تجاذب مانرہے ہین وہ سب جفت نہین ہین تیسرے مولانا کی مراد عشق سے یہ کشش بھی نہین جس سے ہر جسم اپنے حیز مین قائم ہو جاوے بلکہ مراد احتیاج ہے آثار مین جیسے زمین انبات مین محتاج ہے مطر سما کی و علیٰ ہذا اس کے بعد جو مولنا نے حکایت لکھی ہے اُس کو خود ہی آگے چلکر رد کر دیا ہے جہان فرمایا ہے ؎ بلکہ دفعش میکند از شش جہات ؎ تو اس صورت مین مولنا کی نسبت اس کہنے سے کہ یہ فلسفہ جدیدہ کو ظاہر کر رہے ہین یہ کہنا زیادہ زیبا ہو گا کہ اسکو رد کر رہے ہین اور قطع نظر ان سب امور کے یہ تجاذب یا تدافع محض تمثیل کے طور پر نقل فرما رہے ہین نہ اُسکا اثبات ہے نہ اُس کی نفی ہے اُن کو اس سے تعرض ہی نہین اسیطرح تجاذب ذرات کے استنباط کا حال سمجھیے تجاذب اصطلاحی اور ہے اور مطلق میل اور ہے تجاذب جسکا دعوی فلاسفہ کرتے ہین اتصال کے بعد ہو جاتا ہے اور اُس کو اتصال کی بقاء کا سبب کہتے ہین اور مولنا خود میل کو سبب حدوث اتصال کہتے ہین جس کے لیے لازم ہے کہ وہ اجزاء اپنے پڑوسی اجزاء کو چھوڑ کر ان مین آملے تو اس سے تو واقع مین تجاذب کا ابطال لازم آیا نہ کہ اُسکا اثبات پھر ہم یہ کہین گے کہ محض مضمون تمثیلی ہے نہ کہ تحقیقی آگے تجدد امثال کو مستنبط کیا ہے مجھکو تحقیقات جدیدہ کا اس باب مین پورا علم نہین کہ اس دعوے کا کیا حاصل ہے مستدل صاحب نے جو لکھا ہے کہ یہانتک کہ ایک مدت کے بعد الخ اس کو اگر اس دعوے کی تفسیر سمجھی جاوے تو تجدد امثال سے اُسکو کوئی علاقہ نہین کیونکہ اس صورت مین اس تجدد کے لیے ایک مدت زمانی کی ضرورت ہے اور تجدد امثال مین تبدل ہر آن ہے وشتان بینہما اور اگر اور کچھ تفسیر ہے تو معلوم ہونے پر غور کیا جا سکتا ہے آگے مسئلہ ارتقا کا استنباط ہے اسمین تو معلوم ہوتا ہے بالکل غور ہی نہین کیا گیا اس مسئلہ کی جو جان ہے کہ اصل مین ایک ہی چیز تھی اُسی نے ترقی کر کے مختلف صورتین بدل لین ان اشعار سے یہ کہان معلوم ہوا بلکہ اس کے تحقق کی صورت تو یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جب انسان مثلاً مستقل مخلوق ہو پھر وہ غذائے حیوانی کھاوے جس کا نشو و نما نباتات سے ہوا ہے اور وہ عناصر سے حاصل ہوئے ہین پھر

پھر اُس غذا کا نطفہ بنجاوے جوکہ وہ بھی جماد ہے پھر اسمین نشو و نما ہو جس سے نبات کہا جاوے پھر حرکت پیدا ہو جس سے حیوانیت کا حکم کر دیا جاوے پھر عقل انسانی اُس پر فائض ہو جاوے جس سے انسان بن جاوے تو اس معنے کو کون دلیل رد کرتی ہے اقل درجہ احتمال تو اسکا بھی ہو گا

واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ان استنباطات پر اُس مغلوب الحال کی حکایت یاد آتی ہے جسنے گانیہ کی شرح تصوف مین لکھی تھی اور ان سب سے قطع نظر کر کے کہتا ہون کہ اس مضمون سے فائدہ کیا بجز اس کے کہ ہمارے اسلاف سب چیزون کے بانی اور موجد ہین پھر اس کو مقصود اصلی حفاظت دین سے کیا مس ہوا سب کے آخر مین طبقات ابن سعد کا قصہ ہے اگر غرض اس سے کتاب کا پتہ بتلانا ہے تو اتنا کافی تھا کہ یہ کتاب ایسی اچھی ہے کام کی ہے لوگون کو منگا کر دیکھنا چاہیے ان جملون کی کون ضرورت تھی کہ "ہمنے قسطنطنیہ اور مصر مین دیکھی الخ اور ہم کو ہمارے ایک انگریز دوست نے تحفہ بھیجی ہے الخ اور پھر ترغیب جو اصلی مضمون تھا وہ کہان ہے اور اگر اپنی سیاحت اور انگریزون کے تقرب کا ظاہر کرنا ہے تو بئس الغرض ہے اور اگر دونون مقصود ہین تو طیب کا غیر طیب سے خلط کرنا ہے جو قادح اخلاص ہے جس کا راس الاخلاق ہونا ثابت ہے اخلاق کی تعلیم کے رسالہ مین تو کوئی بات خلاف اخلاق ہونا نہ چاہیے یہانتک رسالہ پر گفتگو ختم ہو چکی اب ندوہ اور رسالہ کی خدمات جو میرے نزدیک ہونا چاہیے اُن کو بہت اختصار کے ساتھ مشورۃً عرض کرتا ہون۔ **ندوہ کو کیا کرنا چاہیے** (۱) آمدنی اور خرچ کے طرق و مواقع مین شریعت کا پاس رکھے (۲) اپنی کارروائیون مین جاہ و شوکت اور غیر قومون کے تشبہ کو قطعاً چھوڑ دے (۳) انگریزی موقوف کر کے اشتہار دے کہ ایف اے۔ یا بی اے۔ انگریزی طالب علم جن کو دینی خدمت کا شوق ہو ہم علوم دینیہ مین اُن کی تکمیل کرین گے اور اُن کو فی کس اسقدر وظیفہ مثلاً پچیس روپیہ یا کم و بیش تا وقت تکمیل دین گے کیونکہ جامع بننے کا یہ بھی تو ایک طریق ہے کہ جو انگریزی پڑھ چکے ہون اُن کو عربی پڑھائی جاوے پھر اُن کو جو کام چاہیے سپرد کیا جاوے اور یہ لوگ فطرۃً قوم کی نظر مین محبوب بھی ہونگے کہ دیکھو ظلمت سے نور مین گئے بخلاف عربی خوانون کے کہ انگریزی پڑھنے سے اسکا عکس اُن کی طرف منسوب کیا جاویگا (۴) کم از کم دس واعظ متقی محقق صاحب اثر خوش اخلاق بے طمع بے تنخواہ معقول و ذمہ داری مصارف سفر مقرر کر کے اُن کو یہ کام سپرد کیا جاوے کہ وہ مسلمانون کے دین کی درستی کرین اور لوگون

کے ساتھ ملاطفت سے، مگر استغنا لئے ہوئے پیش آوین (۵) درس متعارف عربی مین صرف اسقدر ترمیم کی جاوے کہ ضروریات کو غیر ضروریات پر ترتیب مین مقدم کر دیا جاوے، اور تجوید و علم اخلاق اور فلسفہ جدیدہ کا اضافہ کر دیا جاوے اور تصنیف اور وعظ اور افتار اور عربی لکھنے اور عربی بولنے کی مشق کرائی جاوے اور مذاہب باطلہ موجودہ کے مناظرہ کی کتابین پڑھائی جاوین اور ان امور کے لیے ضوابط و دستور العمل مقرر کیے جاوین (۶) انگریزی فاضل نوکر رکھکر سائنس کا ترجمہ کرایا جاوے اور ملاحدہ نے جو اسلام پر شبہات کئے ہین اُن کی کتابین جمع کر کے اُن شبہات کا ترجمہ کرایا جاوے پھر ایک جماعت عربی فاضلون کی تنخواہ پر مقرر کر کے وہ تراجم اُن کو دے جاوین کہ اُن شبہات کا اور جو مسائل فلسفیہ اُن شبہات کے مبانی ہین اُن کا جواب لکھین پھر وہ جواب اردو مین شائع ہون اور پھر عربی مین ترجمہ کر کے عربی کے درس مین داخل کیے جاوین اسی طرح ریل اُن کے شبہات اور ویدکے ترجمہ کے ساتھ عملدرآمد کیا جاوے اور اسمین جو روپیہ خرچ ہو دریغ نکیا جاوے اس سے علم کلام جدید بہت تھوڑی مدت مین اور بہت سہولت سے تیار ہو جاویگا جس کی غل بکار چارون طرف سے ہے اور واقعی ہے بھی ضروری مگر یہ کام اُنہین علمار کو دیا جاوے جو واقع مین علماء و علماء متدینین اس کے اہل ہون (۷) یتامی اور نو مسلمون کی ایک معتدبہ مدت تک کفالت کیجاوے اور ان لوگون کو مسائل دینیہ اور مختصر صنعت و حرفت کی تعلیم دیجاوے تاکہ نہ دین سے بے خبر رہین نہ دنیا کی پریشانی مین مبتلا ہون (۸) خواہ ذخیرہ موجودہ سے اور اگر اسمین گنجایش نہو تو اور ذخیرہ سے ایک بڑا مدرسہ صنعت کا کھولا جاوے اور عام مسلمانون کو اور طلبہ کو اُن کی حالت کے مناسب صنایع سکھلائے جاوین تاکہ معاش سے مطمئن رہین اور ترقی متعارف کی ضرورت نہین اس کی فکر نکرین (۹) ترکیون مین عام طور پر دینی تعلیم پھیلانے کا اہتمام کیا جاوے فی الحال اس قدر ضروری امور ذہن مین آئے ہین -

رسالہ الندوہ مین کیا ہونا چاہیے

(۱۰) جو مفاسد اعتقادی و عملی و اخلاقی اکثر لوگون مین پائے جاتے ہین اُن کی اصلاح کے مضامین ہون بالخصوص وہ حقایق جو تعلیم جدید سے پیدا ہوگئے ہین اُن کے شفابخش جواب ضرور ہون مگر اُس مین متعارف بول چال کے الفاظ ہون نہ عربی لغات ہون اور نہ انگریزی محاورات ہون (۱۱)

عام اجازت شائع کردی جاوے کہ جس شخص کو کچھ پوچھنا ہو پوچھے اور اُن سوالون کے جواب وقتاً فوقتاً اسمین شائع ہون اس صورت مین نفع عام او رتام ہوگا حاضر طالبعلمون کو مدرسہ سے۔ دُور کے لکھے پڑھون کو رسالے سے۔ ان پڑھون کو وعظ سے۔ غیر مسلمین کو تعلیم اسلام سے۔ بچون کو خارج مذہب ہونے سے۔ متنزلزلین کو علم کلام کی بدولت استوار ہو جانے سے۔ علماء کو جواب دینے پر قادر ہونے سے یہ سب اس ناقص العقل کی رائین ہین جو محض خیرخواہی سے عرض کی ہین نہ اعتراض مقصود ہے نہ دل آزاری مطلوب ہے اگر میری یہ رائین کسی درجہ مین قابل پذیرائی ہون تو اپنے عمل اور ان کی اشاعت مناسب ہے اور اگر غلط ہون تو مین مطلع ہونے پر بشرط شفائے قلب رجوع کرنے پر مستعد ہون اور درصورت عدم شفا جواب دینے سے جوکہ مناظرہ مفضی الے المشاغبہ ہے سکوت کو اسلم سمجھونگا اور اگر خدانخواستہ اس سے کسی فرد یا کسی جماعت کی دل آزاری ہوئی ہو تو مین نہایت عاجزی کے ساتھ معافی چاہتا ہون اور اپنا یہ عذر پیش کرتا ہون کہ چونکہ مجھ سے خطاب خاص کیا گیا اس لیے اس قدر جرأت میرے گمان مین ماذون فیہ معلوم ہوئی تھی ورنہ ایسا خطاب خود میرے مذاق کے خلاف ہے لیکن عدم توافق کی ہر صورت مین امید ہے کہ رسالہ کے مرسل الیہ بنانے کا شرف مجھکو نہ بخشا جاوے مین دعا گو ہر حال مین ہون آخر مین توقف جواب سے معافی چاہتا ہون جس کی وجہ قلت فرصت ہے اس لئے آج آٹھوین دن نوبت تحریر کی آئی اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ والباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ فقط۔ ۲۸۔ جمادی الاولے ۱۳۲۲ھ۔

ندوہ کا دوسرا خط بجواب خط مذکور بخدمت جناب فضائل مآب مولنا مولوی حافظ اشرف علیصاحب دام مجدہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ جناب کا مع ایک بسیط تحریر کے پہونچا اس توجہ فرمانے کا مین بیحد شکر گذار ہوا جوابا گذارش ہے (۱) رسالہ الندوہ کے متعلق جو اصلاحین آپنے تحریر فرمائی ہین ان کو مین مانتا ہون اور یہ پہلے سے میرے خیال مین تھین دو برس ہوئے جب اس کی منظوری ہوئی تھی اور باوجودیکہ بعض ارکان اس کے اجرا پر زور ڈال رہے تھے مگر اس خیال سے اسکو ٹالتا رہا اور جن بزرگون سے مجھکو حسن ظن ہے اُن سے اس بات کی خواہش کرتا رہا کہ وہ اس کو اپنے ہاتھ مین لین جب اُن مین سے کسی نے میری استدعا قبول نہ کی تو بجز اس کے کیا چارہ تھا کہ جو حضرات اس کو چلانا چاہتے تھے اُن کی خواہش کو قبول کرلیا

جانا ع چہ تواں کرد مرداں اینند؛ تاہم جبدن سے جاری ہوا ہے میں علمار کرام کی خدمتیں برابر استدعا
کر رہا ہوں کہ وہ اپنے رنگ کے مضامین لکھیں - اگرچند مضمون آپ جیسے حضرات کے ہوا کریں اور
ایک دو ایسے بھی ہوں جیسے کہ ہوتے ہیں تو نقصان کا کچھ اندیشہ نہیں ہے جناب کو بھی اسی بنیاد
پر میں نے تکلیف دی تھی اگر آپ مضمون کے پیرایہ میں بغیر تخاطب خاص کے اپنے خیالات کے
ظاہر فرمانے کی تکلیف گوارا فرمایا کریں تو کچھ شبہ نہیں کہ اُس سے نتائج حسنہ پیدا ہونگے مثلاً ترفع
کے معائب اور کسر نفس کی خوبیاں جو آپنے اس خط میں لکھی ہیں اگر مضمون کے پیرایہ میں ہوتیں
اور ان کو شائع کیا جاتا تو وہ زیادہ مفید ہوتا میرے نزدیک اصلاح کا عمدہ طریقہ یہی ہے کہ بغیر تخاطب
کے جس عیب کو چھڑانا ہو اُسپر تحریر و تقریر کیجاوے - میں آپ کی اس تحریر کو خاص خاص لوگوں کے
پاس انشاء اللہ تعالیٰ بھیجونگا مگر میرے خیال میں اُسوقت زیادہ فائدہ ہوتا جب اس کے دیکھنے
والے کو اسبات کا خیال نہ پیدا ہوتا کہ خاص اس کو نشانۂ ملامت قرار دیا گیا ہے (۳) میرا شروع
سال سے اسبات کا قصد تھا کہ صیغۂ اشاعۃ الاسلام کی کارروائی جاری کردں چنانچہ واعظین کی تلاش
میں جابجا اپنے دوستوں کو خطوط لکھے اور آخر کو تمام اخباروں میں اسبات کا اعلان کیا کہ مجھکو واعظین
کی ضرورت ہے جو فرقۂ اہل سنت وجماعت ومقلدین ائمہ اربعہ میں سے ہوں مگر افسوس ہے کہ مجھکو اسمیں
کامیابی نہیں ہوئی ابتک صرف دو واعظ ملے ہیں اور اُن کو دو ضلعوں میں دورہ کرنے کو بھیجدیا ہے
اور دستور العمل بنا کر دیدیا ہے کہ اُس کے موافق جابجا گاؤں گاؤں پھریں اور مسلمانوں کو نماز روزہ
وغیرہ ضروریات دین کی ہدایت کریں رسوم قبیحہ سے باز رکھیں علم کا شوق دلائیں اور معاملات فاسدہ
سے بچنے کی تلقین کریں اور نذر و نیاز سے محترز رہیں اُن کو بیس بیس روپیہ ماہوار علاوہ سفرخرچ
کے تنخواہ دیجاتی ہے اگر آپ مجھے مدد دیں اور ایسے لوگ جو خوش بیان متدین اور جفاکش ہوں تلاش کریں
تو میں آپ کی اس توجہ کا بیحد شکرگذار ہونگا (۳) دوسرا اعلان میں نے اسبات کا دیا تھا کہ جو انگریزی
خواں اعلیٰ درجہ کی عربی پڑھنا چاہیں اُن کی تعلیم کا بندوبست کیا جائیگا مگر ابتک کوئی درخواست
نہیں آئی نہ اس لئے کسی نے وظائف تجویز کیے تاہم میرا قصد ہے کہ اگر ایسے طلبا ملیں تو اُن کے
کھانے پینے کا بھی انتظام کردونگا اور اُن کے پڑھنے کا عمدہ بندوبست کردونگا - اگر آپ کے خیال
میں ایسے طلبہ ہوں تو اُن سے بھی اطلاع دیجیے (۴) دارالعلوم کے نصاب میں بھی کیا گیا ہے کہ منطق

اور فلسفہ کی غیر ضروری کتابین کم کردی گئین ادب اور بلاغت اور علوم دینیہ کی کتابین زیادہ
کردی گئی ہین مگر اسپر بھی لوگ برہم ہین اور چاہتے ہین کہ زوائد ثلثہ اور شروح سلم اور صدرا
و شمس بازغہ کا ایک ایک حرف پڑھایا جاوے۔ مولنا آپ یقین جانیے کہ میری تمام تر کوشش
اسی بات مین مصروف رہتی ہے کہ دینیات کو فروغ حاصل ہو مگر بعض مجبوری یہ پیش آتی ہے
کہ آپ جیسے حضرات جو اس کے اہل ہین مدد دینے سے پہلو بچاتے ہین اور جن لوگون کو سمجھا جاتا
ہے کہ وہ اس کے اہل نہین ہین ہر کام پر طیار ہو جاتے ہین۔ مین لاکھ چاہتا ہون کہ شرکا مین
صالحین کی تعداد بڑھے اور سب کام انہین کے ہاتھون مین رہین مگر یہ میرے اختیار کی بات نہین
ہے وہ جب متوجہ نہون تو کیونکر اُن کو شریک کیا جا سکتا ہے لہذا آپ سے پھر میری استدعا یہی ہے
کہ آپ بہر خدا اس طرف توجہ فرمائین اور وقتاً فوقتاً اپنے مضامین سودمند سے مدد دین امید ہے
کہ حق تعالی اس سے عمدہ نتائج پیدا کرے گا۔ والسلام

الجواب۔ از احقر اشرف علی تھانوی عفی عنہ بخدمت بابرکت مخدومی معظمی دام مجدہم۔ السلام علیکم
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ والانامہ مع دستور العمل مجلس اشاعۃ الاسلام پہونچکر موجب سربلندی ہوا والانامہ
کے مضمون سے اس نیاز مند کے قلب مین آپ کی عظمت اور عقیدت حق پسندی کی اضعاف مضاعف
ہو گئی اللہ تعالی جناب کو ہمیشہ دائر مع الحق رکھین اور آپ کے طفیل مین اس ہیچکارہ کو بھی ٹھکانے
لگادین چونکہ جناب کی حق پسندی کا پورا اعتقاد جم گیا اس لیے یون معلوم ہوتا ہے کہ شاید اپنے
معروضات کو بے تکلف ظاہر کردینے مین ہمیشہ کے لیے زیادہ گستاخ ہو گیا ہون اسپر کسی صاحب
حال کا مقولہ یاد آتا ہے کہ اگر محبوب حقیقی مجھ سے پوچھین ماغرک بربک الکریم تو مین یہی کہدون غرنی
کرمک بہرحال اسوقت بھی بعض امور قابل عرض ہین (۱) ارشاد ہوا ہے کہ جن بزرگون سے مجھکو حسن
ظن ہے اُن سے خواہش کی گئی جب کسی نے قبول نہین کیا تو بجز اس کے کیا چارہ تھا کہ جو اس کو
چلانا چاہتے تھے اُن کی خواہش کو قبول کر لیا جاتا اس کے متعلق دو امر قابل گذارش ہین اول یہ کہ
مشاہدہ سے یہ امر محقق ہوا ہے کہ علماء کو فراغ نہین ہر شخص ایک کام مین لگا ہوا ہے اور وہ کام بھی
فی نفسہ ضروری ہے اور اکثر ایسا دیکھا ہے کہ اُن ہی کامون کے لیے وقت کافی نہین ملتا تا براحت چہ
رسند تو ایسی حالت مین دوسرے کے کام کیسے ہو سکتے ہین اور اسکی سہل صورت تو یہی ہو سکتی ہے کہ

کہ ہر کام پر ایک خاص جماعت مقرر ہو مثلاً یہی مضمون نویسی کا کام دو حال سے خالی نہین یا ضروری ہے یا غیر ضروری اگر غیر ضروری ہے حذف کیا جاوے اور اگر ضروری ہے تو جسطرح ندوہ مین اور کامونپر تنخواہ دار مقرر ہین ایک جماعت دو تین آدمیون کی اس کام کے لیے بھی معین ہو جاوین خواہ اُن کو ندوہ اپنی حد کے اندر رکھے اور یا بطور ٹھیکہ کے ٹھیرا دیا جاوے کہ جو شخص اتنا مضمون اس قسم کا دیگا اور قسم وہی جسکو مین عریضہ سابقہ مین لکھ چکا ہون تو بشرط پسند فلان فلان علماء اُس کو اس حساب سے معاوضہ دیا جاویگا اور یہ پسند اُن علماء سے کرائی جاسکتی ہے جو اپنے اپنے مقامونپر فتوے نویسی کا کام کر رہے ہین یا اور جو علماء اس کے اہل تجویز کر لیے جاوین اُن کی تعیین کی اطلاع پر مشورہ دیا جاسکتا ہے اس طریقہ سے ندوہ کو بہت مضامین مفیدہ میسر ہو سکتے ہین اور بے خرچ کیے ہوئے تو ایسے کام اور وہ بھی دوام والتزام کے ساتھ ازبس دشوار ہین اب مین ہی ہون جالانکہ اہل علم مین شمار کیے جانے کے قابل نہین لیکن تاہم اللہ تعالی کا شکر ہے کہ کام سے وقت کم بچتا ہے اسوقت دوپہر کا وقت ہے کھانا کھایا نہین گھر پر جاکر لڑکیون کا سبق قرآن کا سننا ہے کچھ حرارت خفیف اور درد سر خفیف الگ لیٹنے پر مجبور کر رہا ہے مگر محض رفع انتظار کا خیال اور آپ کا جذب صادق جو قبول حق سے ناشی ہے اُس نے اسوقت بٹھلا رکھا ہے اور لکھا رہا ہے مجھکو اپنے ذاتی حالات بیان کرنا مقصود نہین محض مثال کے طور پر پیش کرنے کی ضرورت پڑی جب ایک ناکارہ جاہل کو اسقدر مشغولی ہے تو کام کے علماء کو فراغ کہان میسر ہوگا۔ تو وہ اس استدعا کو کسطرح منظور کر لیتے پھر آخر خلف وعدہ کی طرف اُن کا انتساب بھی ہوتا اس لیے اس حکیمانہ قول پر جوکہ مؤید بالشرع ہے اُن کا عمل ہے ؎ اذا لم تستطع شیئا فدعہ ÷ وجاوزہ الی ماتستطیع ÷ دوسرا امر یہ ہے کہ یہ کیا ضرور ہے کہ اگر نافع طریق سے کوئی کام نہ چلے تو مضر طریق ہی سے اُس کو چلا دیا جاوے جبتک مضامین مفیدہ کا سامان نہ ہوتا شروع کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی باقی یہ ارشاد جناب کا کہ اگر بغیر تخاطب خاص کے خیالات ظاہر کیے جاوین تو نتائج حسنہ پیدا ہون فی الواقع یہ ارشاد میرے مشرب کے موافق ہے اور بحمد اللہ تعالی حتی الامکان اسی پر عامل رہتا ہون۔ لیکن تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ بعض اوقات خطاب خاص کے جواب مین خطاب عام کا پیرایہ زیادہ آزاردہ ہو جاتا ہے اس لیے جہان ایسا موقع خیال مین آتا ہے خطاب خاص کو اس بنا پر اختیار

کر لیتا ہون یہ ممکن ہے کہ یہ میرا خیال عموماً یا خصوصاً صحیح نہ ہو بہر حال مین دل سے اس کو قبول کرتا ہون اور خطاب خاص سے انشاء اللہ تعالیٰ محترز رہنے کی کوشش کرونگا لیکن مشکل یہ ہوگی کہ اگر کسی مضمون باطل کا رد کرنا مقصود ہو تو اتنا تو کہنا ہی پڑیگا کہ فلان مضمون جو بعض لوگون نے لکھا وہ غلط ہے تو اس صورت مین جو اثر ہوگا یقیناً خطاب خاص کی برابر ہوگا اس کے متعلق جو ارشاد ہوگا اُس مین انشاء اللہ تعالیٰ غور کرونگا (۲) صیغہ اشاعۃ الاسلام سے امید ہے کہ مسلمانونکو دین کا نفع ہو مین نے کسیقدر غور سے اُس کے دستور العمل کو دیکھا کہین کہین مشورہ کے طور پر کچھ عرض بھی کیا ہے ملاحظہ کے بعد جو رائے ہو واعظون کے ملنے مین جو کامیابی نہ ہونے کو ارشاد فرمایا ہے اول تو مثل سابق یہان بھی عرض ہے کہ جبتک اہل لوگ نہ ملین غیر اہل سے ہرگز یہ کام لینا نہ چاہیے کہ میرے نزدیک سب کامون سے زیادہ مؤثر ہے نفعاً او ضرّا اور ثانیاً کامیابی کا طریقہ میرے نزدیک اخبار مین شائع کرنا نہین ہے کیونکہ اس شائع کرنے کا اثر بجز اس کے کچھ نہین ہو سکتا کہ واعظین خود درخواست بھیجین تو خود درخواست کرنا میرے نزدیک اول دلیل ہے خود غرضی کی تو ایسے لوگ ایسا کام ہی کیا کرین گے یا یہ اثر ہو سکتا ہے کہ اخبار دیکھنے والے لوگ اسمین سہارا لگا دین کہ واعظون کو تلاش کرین اطلاع دین تو ناظرین اخبار اکثر عوام ہوتے ہین اُن کو تجویز کرنے کی کیا بصیرت ہو سکتی ہے میرے نزدیک مدارس اسلامیہ دیوبند و سہارنپور و کانپور وغیرہ کے مدرسین سے یہ درخواست مناسب ہوگی وہ لوگ آسانی سے واعظین موصوفین بصفات ضروریہ دے سکتے ہین چنانچہ بالفعل ایک کا پتہ مین بھی بتاتا ہون جو شاہجہانپور مین مولوی عبید الحق صاحب مرحوم کے مدرسہ مین مدرس بھی رہے ہین اور غالباً واعظ بھی رہے ہین بالفعل وہ قصبہ کرانہ ضلع مظفر نگر کی جامع مسجد مین امام ہین مولوی فیض الحسن اُن کا نام ہے اور پتہ اُن کا دہی کافی ہے اگر ضرورت ہو اُن سے مکاتبت کیجاوے مین انشاء اللہ تعالیٰ اور بھی سوچونگا (۳) مین انشاء اللہ تعالیٰ ایسے طلبہ بھی سوچونگا جو انگریزی مین لائق ہون اور عربی پڑھنا چاہین بالفعل ایک شخص الہ آباد کے رہنے والے جنہون نے امسال بی-اے مین امتحان دیا ہے اور نہایت نیکبخت دین کے عاشق اور فدا ہین محمد عیسیٰ نام ہی مولوی امجد علی صاحب الہ آبادی و مولوی محی الدین صاحب الہ آبادی سے انہون نے کچھ عربی بھی پڑھی ہے مجھکو امید ہے کہ وہ اُس کو بہت خوشی سے منظور کرلین گے کہ اُن کو اعلیٰ تعلیم عربی کی دیجاوے

ف یہ مضمون تقریباً دو صفحہ کے بعد مذکور ہے ۱۲ منہ

ان ہی صاحبون کے توسط سے اُن کے مکاتبت ممکن ہے اور مین اور بھی سوچونگا (۴) دار العلوم کا نصاب اگر خصوصیت کے ساتھ علماء مدرسین ومحققین ومصنفین کے پاس بھیجکر اُن سے مستفتیانہ رائے لی جاوے تو سب ایسے جامد نہین ہین کہ زواہد ثلاثہ وصدرا وشمس بازغہ کو ضروری قرار دین آپ کے ان ارشادون سے بہت ہی دل خوش ہوا کہ دینیات کو فروغ حاصل ہوا اور شرکا رہین صالحین کی تعداد بڑھے لیکن ارشاد اول کے متعلق یہ مجبوری کہ جو اہل ہین مدد دینے سے پہلو بچاتے ہین اور ارشاد دوم کے متعلق یہ کہ جب وہ متوجہ نہون تو کیونکر اُن کو شریک کیا جاوے اس مین اسقدر عرض کرنا ہے کہ شرکت اور توجہ کا جو طریقہ ہے وہ آج تک برتا نہین گیا آج تک جو کچھ ہوا اُسکا حاصل یہ تھا کہ خود سب قواعد واغراض تجویز کر کے کام شروع کر دیا گیا پھر لوگون کو اُسی ہیئت کی پابندی سے شریک کرنا چاہا تو ظاہر ہے کہ جو شخص ایک جزو مین بھی متردد یا مخالف ہوگا وہ مجموعہ کا کیونکر موافق ہوجاویگا لان انتفاء الجزء یستلزم انتفاء الکل بلکہ طریق اُسکا یہ ہے کہ ندوہ کی مجموعی حالت جزءاً جزءاً جس مین نصاب کی بھی تفصیل اور سب قواعد وضوابط بھی ہون مرتب کر کے علماء متقین کی خدمت مین بطور استفتاء پیش کی جاوے اور جوابو نہین جو شبہہ ہو اُس کو پھر استفتاء کے طور پر پوچھا جاوے جب سب صاف ہوجاوے اُس کو دستور العمل بنایا جاوے اُسوقت کسیکو شرکت یا توجہ سے انکار یا تنفر نہین ہوگا اور اگر پھر بھی کوئی اپنا خاص عذر موجہ پیش کرین اور شریک نہون اُن کے درپے نہوا جاوے لیکن یہ بھی نہو کہ اگر صالحین نہین ہوتے تو غیر صالحین ہی سہی بلکہ اُس صورت مین وہ کام ہی حذف کیا جاوے لان دفع المضرۃ اہم من جلب المنفعۃ آخر مین مضامین دینے کے لئے ارشاد ہوا ہے امتثال امر عالی مایۂ افتخار وسعادت ہے لیکن بقاعدہ الاہم فالاہم اول اُن امور مذکورہ کی ایک صورۃ مناسب طے ہو جاوے پھر انشاء اللہ تعالیٰ حتی الامکان جو خدمت وسع مین ہوگی دریغ نکیا جاویگا فقط۔

ندوہ والون نے ایک مجلس اشاعۃ الاسلام جس کے مقاصد واعظین کو مقرر کرنا ہے منعقد کی ہے اُس کے لئے ایک دستور العمل بنایا وہ حضرت مولٰنا دامت برکاتہم کی خدمت مین ملاحظہ کے لیے ناظم ندوہ نے بھیجا جن دفعات پر حضرت موصوف نے کچھ کلام فرمایا ہے اُس کو مع اُن دفعات کے نقل کیا جاتا ہے۔

دفعہ ۱- مجلس اشاعت الاسلام ماتحت مجلس انتظامی ندوۃ العلماء ہوگی (اقول) سب سے اول
یہ دفعہ ہونا چاہیے بلکہ ہر دستور العمل مین اسکا لحاظ ہونا چاہیے کہ کوئی کارروائی خلاف شریعت
نہ ہوگی جسمین شبہہ ہوگا علماء حقانی سے استفتا کیا جاویگا جو کوئی اعتراض کرے گا وہ اگر کسی اصل
شرعی سے تمسک کریگا تو اُسکا فیصلہ بھی اُن ہی علماء محققین سے کرایا جاویگا (**صفحہ ۱ دفعہ ۳**
حرف الف) ارکان عموماً ارباب علم واہل الرائے وباوجاہت ارکان انتظامیہ مین سے دو
سال کے لیے منتخب ہونگے اور بشرط ضرورت ایسے شخص کا بھی انتخاب ہوسکتا ہے جو رکن انتظامی
نہین مگر اُس کے انتخاب مین وہی شرائط ملحوظ رہین گی جو ارکان انتظامیہ کے انتخاب کے لئے
ضروری ہین - (اقول) یہ محتاج توضیح ہے اگر یہ مراد ہے کہ جنمین یہ تینون اوصاف ہون تو اُسمین
یہ کلام ہے کہ اس کام مین علم اور رائے کافی ہے وجاہت کو کوئی دخل نہین اور اگر یہ مراد ہے کہ
جس مین ایک وصف بھی ہو تو اُس وقت یہ کلام ہے کہ نرا ذی رائے یا نرا ذی وجاہت ہونا
کافی نہین جب تک علم نہ ہو اس کی ترمیم اس طرح مناسب ہے کہ ارکان عموماً وہ لوگ ہونگے
جو علم دین وتقوی کے ساتھ اہل الرائے بھی ہون الخ (**صفحہ ۸ دفعہ ۱۲ حرف د**) ہر واعظ
سے ایک اقرار صالح بروقت اُس کے تقرر کے مجلس اشاعۃ الاسلام لے گی ایسے اقرار صالح کے ذریعہ
سے واعظ کو اس امر کا اقرار کرنا ہوگا کہ وہ اپنا کار متعلقہ بدیانت وامانت انجام دیگا ندوۃ العلماء کا
خیرخواہ رہیگا اور دستور العمل اور ہدایات مجلس اشاعۃ الاسلام ومجلس انتظامی کا جو وقتاً فوقتاً صادر
ہون پابند رہیگا- (اقول) ندوۃ العلماء کے خیرخواہ رہنے کے اگر یہ معنے ہین کہ وہ اُس کے فوائد
اور خوبیان بیان کرکے لوگون کو اُس کی اعانت کی ترغیب دیگا تو اُس مین دو خرابیان ہین اوّلاً
واعظ کم ملین گے کیونکہ ممکن ہے کہ کسی شخص کو کسی شبہہ وتردد کی وجہ سے ندوہ کے باب مین شرح
صدر نہو لیکن خدمت وعظ کو تنخواہ پسند کرکے اختیار کرنا چاہے تو وہ اس شرط کے ماننے پر اگر مجبور
کیا جائیگا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اصل خدمت ہی سے دستکش ہوجاویگا ونیز اصل خدمت وعظ کے فوائد
مین اس شرط کو اصلا دخل بھی نہین تو ایک امر زائد کے لیے اصل کام کا نقصان کرنا بالکل بے موقع
بات ہے ثانیاً عوام اس ترغیب سے فوراً یہ شبہہ کرینگے کہ وعظ محض ایک آڑ ہے اصلی غرض اس
سے ندوہ کے لیے تحصیل زر ہے یہ شبہہ اسقدر مضر ہے کہ ساری کوشش بیکار جاویگی میری رائے

مین تو بلکہ اس شرط کی ضد کو شرط ٹھیرایا جاوے تو زیادہ مصلحت ہے یعنی ندوہ کے ذکر سے وہ تعرض
ہی نکریگا اس مین پوری بے غرضی کا ثبوت ہوگا اُس وقت وعظ کے صادق اثر ہونے کی انشاء اللہ
تعالی توقع ہے اور اس جملہ سے یہ مراد ہے کہ وہ ندوے کی خدمت نکرے تو اس شرط کا مضائقہ نہین
اگر واقع مین وہ شخص متردد یا بلکہ مخالف بھی ہو تب بھی اصل غرض وعظ مین ندوہ کی خدمت کی
ضرورت ہی کیا ہے اس لیے یہ شرط بیجا نہ ہوگی (دفعہ ۱۴ نمبر ۲ و ۳ کسی جگہ مین منجانب
ندوۃ العلماء شریک ہونا اور بشرط ضرورت و موقع ایسے مجامع مین تحریری و تقریری بیان یا وعظ
کہنا۔ مجلس اشاعۃ الاسلام نے جو حدود اُن کے لیے مقرر کردئے ہون اُن کے اندر اغراض و مقاصد
ندوۃ العلماء کے شائع کرنا (اقول) ابھی حرف د دفعہ ۱۳ مین اس کے متعلق گفتگو کرچکا ہون میرے
نزدیک یہ بالکل قابل حذف ہین بڑی بات یہ ہے کہ ان شرائط کو اصل مقصود مین کوئی معتدبہ
دخل نہین (دفعہ ۱۴ نمبر ۴) معاونین و اراکین کی تعداد بڑھانا (اقول) یہ سابق سے زیادہ
متکلم فیہ ہے اس مین علاوہ امور معروضہ کے ایک زائد شبہہ یہ ہے کہ یہ امر من وجہ خارج از اختیار
واعظ ہے جو مفسد اجارہ ہے اور خلاف شرع (دفعہ ۱۵ حرف الف) مجلس اشاعۃ الاسلام کو اختیار
ہے کہ حسب ضرورت وقت جس واعظ کو مناسب سمجھے ایک رجسٹر اور ایک رسید بہی حوالہ کرے اور
اُس کو اختیار تحریری دے کہ جو شخص اُسکو چندہ رکنیت یا کوئی رقم بطور اعانت ندوۃ العلماء یا دار العلوم
یا اشاعۃ الاسلام یا خزانہ محمدیہ یا یتیم خانہ ادا کرے وہ فوراً اوسکا اندراج رجسٹر مذکور مین کرلے اور ایک
پرت رسید کی رسید بہی مین سے معطی کو دے اور ہر ہفتہ بروز شنبہ ایک فہرست رقم وصول شدہ
مع مثنی رسید (پرت دوم) دفتر اشاعۃ الاسلام مین بھیجدیا کرے۔ (اقول) اگر بلا تحریک واعظ کے
یہ رقم وصول ہوجاوے لیکر رسید دینے کا مضائقہ نہین لیکن واعظ کو اس صورت سے بھی اختیار
دیا جاوے خواہ وہ ایسی کتاب لینا پسند کرے یا نہ کرے کیونکہ اسکو بھی اصل کام مین دخل نہین اور
شبہات مذکورہ سابقہ یہان بھی قابل اعادہ ہین (دفعہ ۱۵ حرف د) ہر واعظ اس رقم
کا جو اُس کو وصول ہوئی ہو اُس وقت تک ذمہ دار ہوگا جب تک کہ وہ باضابطہ رسید دفتر اشاعۃ
الاسلام سے حاصل نکرے (اقول) ظاہر ہے کہ یہ امانت ہے خواہ معطی کی جیساکہ قواعد شرعیہ کا
مقتضا ہے یا ندوہ کی جیسا عام خیال ہے مگر مجھکو یہ بے اصل معلوم ہوتا ہے بہرحال امانت کا کوئی

ذمہ دار یعنی ضامن نہین ہوتا یہ شرط خود خلاف شرع ہے بلکہ اس کے ضائع ہونے پر جو عام قاعدہ
فقہیہ ہے وہی یہان بھی معمول بہ ہونا چاہیے بالخصوص اگر معطی کی امانت ہے تب تو اون ہی کو حق
بازپرس کا ہے البتہ اگر قواعد شرعیہ کی مطابق کسی کی توکیل صحیح ہوجاوے تو وہ وکیل بازپرس
کرسکتا ہے اور اس بازپرس کے بعد پھر وہی قاعدہ فقہیہ امانت کا جاری ہوگا۔

دفعہ ۱۶ (ب) اگر کوئی رقم نذرانہ یا ہدیہ کے طور پر اوس کو وصول ہو تو وہ حق ندوۃ العلما ہوگا
اوس کیلازم ہے کہ رقم وصول شدہ مجلس اشاعۃ الاسلام مین بھیجدے اگر وہ ایسی رقم مجلس اشاعۃ
الاسلام مین نہ بھیجے گا تو بعد تحقیق و دریافت کے اوسقدر رقم اس کی تنخواہ سے وضع کرلی جاویگی۔
(اقول) مجھکو اس مین شبہ ہے اگر باقاعدہ اس شرط کا استفتا کرلیا جاوے تو صاف ہو جاوے
سردست میرے نزدیک بجاے وضع تنخواہ کے اس واعظ کا عزل تجویز کرنا مناسب ہے۔

دفعہ ۱۷) ہر واعظ اپنے پاس ایک کتاب یادداشت مرتب رکھے گا جسمین روزانہ کارروائی
اپنے دورہ کی کیفیت اپنے علاقہ کے مسلمانون کی حالت تعلیم مذہبی اور جو رسوم خلاف شرع اون
مین جاری ہون اونکی صراحت اور حالت درج کرے گا اور اگر وہان کوئی مدرسہ اسلامیہ یا یتیم خانہ
ہو تو اوسکی آمد و خرچ اور انتظام کی کیفیت وہان کے علماء و مشائخ و معززین اہل اسلام کے فہرست
اور ایسی یادداشت اپنی راے کے ساتھ دفتر اشاعۃ الاسلام مین ماہوار بھیجتا رہے گا۔ (اقول)
مدرسہ اسلامیہ و یتیم خانہ کی کیفیت کی تحقیق کرنا قطع نظر اس سے کہ اصل مقصود سے مس نہین رکھتا
بنظر التامل کسی قدر اس وجہ سے مضر معلوم ہوتا ہے کہ اونکے عامل ساعی اس کو ایک گونہ دست
اندازی سمجھین گے اور ماتحت بنانے کی کوشش کا شبہ کرین گے جو خواہ مخواہ موجب ہیجان مخالفت ہوگا
واعظ کی شان جہانتک ہوسکے نہایت آزادانہ ہونا چاہیے ایسے معاملات سے تعرض ہی نہ کرے
البتہ علماء و مشائخ و معززین اہل اسلام کی فہرست اگر اس طور پر مرتب کرلے کہ ان لوگون کو اطلاع
ہو تو مصلحت معلوم ہوتی ہے۔

دفعہ ۲۱) اگر کوئی رکن مجلس انتظامی ندوۃ العلماء کسی ایسی جگہ موجود ہو جہان واعظ ندوۃ العلماء
دورہ کر رہا ہو تو واعظ کو لازم ہے کہ ہر امر ضروری مین اوس رکن انتظامی سے مشورہ کرے اور اپنی
کارروائیون کی اوسکو اطلاع دے رکن انتظامی کو بھی واعظ کو ہر امر ضروری مین مشورہ یا مدد دینا

لازمی وضروری ہوگا۔ داقول، یہ بھی آزادی کے خلاف ہے وہ اپنا کام کرے یہ اپنا کام کرے
کسے راہا کسے کارے نباشد نہ کوئی کام اس خاص استعانت پر موقوف ہے نہ ہر فرد کا محکوم بننا
ہر شخص کی طبیعت کو گوارا ہوگا علاوہ اس کے عوام الناس خواہ مخواہ اسکو ایک قسم کی ملی بھگت
سمجھیں گے یہ بھی ہے کہ عوام کی نظر میں واعظ کی ماتحتی کی شان نمایان ہونا اوسکی شان مقتدائیت
مین قادح ہوگا جو غرض اصلی مین کسیقدر مخل ہو تو عجب نہیں۔

جواب از ندوہ

بعد سلام مسنون آنکہ کرم نامہ موصول ہوکر منت افزا ہوا مجکو بیحد مسرت ہوئی کہ آپ نے ازراہ عنایت میری ناچیز گذارش کو نظر التفات سے ملاحظہ فرمایا جواباً گذارش ہے کہ جو تجویز آپ نے رسالہ کے متعلق ظاہر فرمائی ہے وہ گو کہ فی نفسہ اچھی اور مستحسن ہے مگر حالت موجودہ کے لحاظ سے اوسکی تعمیل دشوار ہے اول تو یہ کہ کام کا ایک آدمی نہیں ملتا مدرسون کی ضرورت ہوتی ہے تو نایاب اور واعظون کی تلاش کی جاتی ہے تو وہ نہیں ملتے ایسی جماعت کہان سے ملیگی جو مضمون نگاری اعلی درجہ کی کرسکتے ہون میرے خیال مین اسوقت علمائے کرام مین صرف معدودے چند ایسے حضرات ہون گے اور وہ مجھے بمعاوضہ بھی نہیں ملسکتے۔ بالفرض اگر ایسے لوگ ملے بھی تو رسالہ کی آمدنی اونکے بار معاوضہ کو ہرگز کافی نہیں ہوسکتی۔ اشاعۃ الاسلام کے لیے واعظین کے بہم پہونچانے کی جو تدبیر آپنے فرمائی ہے وہ بہت مناسب ہے اور مین نے اوسپر عمل بھی کیا ہے جب اخبارون مین اعلان دینے کے بعد درخواستین حسب ضرورت نہ آئین تو مین نے جابجا علمار کرام کو جو تدریس کی خدمت انجام دیتے ہین تکلیف دی اور بعض حضرات نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ تلاش فرمادین گے آپنے جن دو صاحبون کو لکھا ہے اونمین ایک صاحب جو سورت مین مدرس ہین وہان تیس۳۰ روپیہ ماہوار پاتے ہین یہان بیس روپیہ ماہوار پر کیون آنے لگے یہان بیس روپیہ ماہوار تک تنخواہ ملسکتی ہے علاوہ سفر خرچ اور خشک یہان بھی ہے خوراک نہیں دیجاتی اگر آپ کی عنایت ہے وہ اس تنخواہ پر آمادہ ہوجائین تو ایسے آدمی کا ملنا غنیمت ہے جو خوش بیان ذی استعداد اور متدین وصالح ہو۔ دوسرے صاحب کو مین نے لکھا ہے آپ بھی اگر لکھدین تو مناسب ہے انگریزی مین جو صاحب بی اے ہوئے ہین اونکو بھی عربی پڑھنے پر آمادہ فرمائین اگر ایسے پانچ طالبعلم مل جائین تو اونکی تعلیم کا مین انتظام کرسکتا ہون

ایک مدرس علیحدہ اون کے لیے رکھ لیا جاوے گا ایک شخص کے لیے دشوار ہے فقط۔

جواب از حضرت مولانا مدفیوضہم

بعد سلام مسنون آنکہ والانامہ نے مشرف فرمایا۔ جواب ادب اور اختصار کے ساتھ صرف اسقدر عرض ہے کہ اولاً طریق مضر سے کام ہونے سے کام کا نہ ہونا اچھا ہے جس کام کا آدمی جب تک نہ ملے اوس کو ملتوی کیون نہ کر دیا جاوے۔ ثانیاً جب رسالہ تکمیل مقاصد ندوہ کا ہے تو بار معاوضہ کو ندوہ کیون نہ برداشت کرے۔ آیندہ جو مصلحت ہو۔ باقی واعظ صاحب و طلبہ بی اے سے استفسار کرونگا اگر اطمینان بخش جواب آیا تو انشاء اللہ تعالیٰ خدمت مین اطلاع دونگا لیکن ایک کے افادہ کو چار پر کیون موقوف رکھا جاوے کیا مدرسین جو موجود ہین کافی نہین۔ باقی دعا کا امیدوار ہون اور خود دعا گو ہون۔ والسلام مع الاکرام خیر ختام فقط ۱۶ جمادی الاخری سنہ ۱۳۲۲ھ

رسالہ خطاب الندوہ ختم ہوا

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ والباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

مکاتبت کالج علی گڈہ

سوال - سراپا مجد وکرم مولنا الحاج الحافظ مولوی اشرف علی صاحب - بعد سلام مسنون الاسلام کے عرض ہے کہ اس سال دینیات کے امتحان کے لیے کمیٹی دینیات کالج علی گڈہ کے ممبرون نے آپکو اور مولوی احمد علیصاحب مدرس میرٹھ و مولوی حفیظ اللہ صاحب و مولوی عبدالغنی صاحب شاگرد رشید مولنا محمد لطف اللہ صاحب کو تجویز کیا ہے شاید آخر فروری یا مارچ مین امتحان ہوگا تین سو پرچے جانچنے اور اُنپر نمبر لگانے ہونگے سب سے پہلے آٹھ کتابون کے سوالات بنانے ہونگے غرضکہ ایک ہفتہ کا کام یہان ہوتا ہے امید کہ اگر آپ قبول فرمائین تو مین آپ کو تقرر تاریخ امتحان سے مطلع کرون اُس سے دو روز قبل آپ یہان رونق افروز ہون تاکہ سوالات تجویز فرمائین سوالات طبع ہونگے فقط والسلام

الجواب - از احقر اشرف علی عفی عنہ بخدمت مولنا المکرم زیدت معالیکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ نامہ نامی موجب شرف ہوا مختلف پہلوؤنپر نظر ڈالنے سے ذہن نے یہ امر طے کیا کہ جن اُمور کو ہم جیسے طالبعلمون کے فرقہ نے مصالح سمجھ رکھا ہے اُن مین سے کسی مصلحت کا ترتب اس شرکت امتحانی پر متوقع نہین اور بوجہ اس کے کہ یہ شرکت موہم رضا واستحسان حالت موجودہ کالج ہے مصالح عامہ اہل اسلام مین مخل ہے ایسی حالت کا مقتضا یہی ہے کہ اس تجویز پر عمل کرسکنے سے عذر کردون والعذر عند کرام الناس مقبول والسلام باقی طالب دعائے خیر ہون ۲۴ - ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

(کالج کے ایک خیرخواہ کی طرف سے طلبی کا دوسرا خط)

جناب مولویصاحب زبدۃ العلماء الکرام قدوۃ الکملاء العظام زاد اللہ فیوضہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مسلمانان علی گڈہ کی کمیٹی دینیات اہل سنت وجماعت کی یہ آرزو ہے کہ اس سال آپ قدم رنجہ فرماکر بدرسہ مذکور مین طلبہ کا سالانہ امتحان دینیات لین اور بذریعہ وعظ اُن کو فیضیاب فرماوین ۷ - ماہ حال کو جلسہ مذکور نے یہ امر طے کرکے خاکسار کو اس امر مین آپ سے التماس کرنے کی ہدایت کی ہے ہنوز تاریخ امتحان مقرر نہین مگر عنقریب تقرر ہوگا منشار گرامی سے آگاہی بخشی جاوے تاکہ موجب اطمینان ہو جناب مولوی صاحب ناظم دینیات نے بھی اسبارہ مین آپ کو لکھا ہوگا - والسلام علیکم

الجواب۔ از اشرف علی عفی عنہ بگرامی خدمت ذو المفاخر و المعالی الحبیب الی الرحمٰن والی عبادہ دیدت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نامۂ نامی موجب مباہجۃ و مباہاۃ ہوا احقر خلوص و بے تکلفی سے چند امور بہت مختصر عرض کرتا ہے۔ اوّلاً گو مجھکو بجز ایک بار دور سے دیکھ لینے کے خاص طور سے آپ سے نیاز حاصل نہین مگر آپ سے دلمین ایک خاص اُنس بلکہ ایک قسم کی عقیدت پاتا ہون جسکی بڑی وجہ باوجود سامان غنائے ظاہری کے توجہ و فکر فلاح اہل اسلام ہے اور وہ بھی حدود شرعیہ کی تقیید کے ساتھ مین نے رسالہ الندوہ مین جو پہلے میرے پاس آتا تھا آپ کے کئی مضمون پڑھے ہین اور بجز آپ کے مضامین کے دوسرے مضامین سے مجھکو توحش بھی ہوتا تھا اس لیے مین نے اُس کے بند ہوجانے کو غنیمت بھی سمجھا۔ ثانیاً اگر کوئی اور مخاطب ہوتا تو شاید زیادہ لکھتا مگر بفضلہ تعالیٰ مخاطب صحیح ہونے کی وجہ سے بہت مجمل عرض کرتا ہون کہ یہ چند امور یقینی ہین ۱؎ کالج کا اصل مقصود فلاح دنیا ہونا اور مقصودیت کے شغف اور اہتمام مین اصلاح دین کی دلون مین فکر نہونا نہ بد دینی کے اسباب کا انسداد کرنا نہ اُس کے آثار سے کچھ متالم ہونا۔ ۲؎ ہم لوگون کے ساتھ جو کہ پرانے خیال کے طالب علم کہلاتے ہین ایک معتدبہ جماعت اہل اسلام کا عقائد و اعمال کا وابستہ ہونا۔ ۳؎ باقتضائے مصالح انتظامیہ دینیہ اس وابستگی کو اُس کے اسباب مؤکدہ کے اجتماع اور اوس کے اسباب مانعہ کے ارتفاع کے اہتمام سے قائم رکھنا۔ ۴؎ کالج کی موجودہ حالت مین وہان کی شرکت کا گو کسی طور پر ہو عامۂ خیالات مین موہم استحسان و رضا ہونا (البتہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر جبکہ مقصود مستقل ہو اور کالج کے طریقۂ مجوزہ کی پابندی سے نہ ہو اس عموم سے مستثنیٰ ہے) ۵؎ اس شرکت سے کالج سے اپنی حالت کے تغییر و تبدیل کی توقع نہونا۔

اب آپ ان امور مین نظر فرما کر امید ہے کہ مجھکو اور میرے امثال کو نہ صرف معذور اور قابل معافی ہے بلکہ قابل تخاطب مشورہ منع شرکت تصور فرمادین گے۔ ثالثاً جس شخص کی حالت ایسی نہو یعنی اُس کے شرکت جلسہ یا شرکت رائے سے کالج کو نفع دینی کی توقع ہو اور مصالح عامہ اہل اسلام کو ضرر پہونچنے کا احتمال نہو (اور اس کو ہر شخص اپنی حالت انصاف سے دیکھکر خود ہی سمجھ سکتا ہے بل الانسان علی نفسہ الآیہ) وہ اس بحث مذکور سے خارج ہے۔ وہذا [illegible] عذر افی الشرکۃ لمن ہذا شانہ والسرائر موکولۃ الی اللہ تعالیٰ۔ احقر نے غالباً دو تین روز ہوئے کہ جناب مولانا صاحب کے

والانامہ کے جواب میں یہی مضمون مگر اس سے بھی مختصر عرض کر دیا ہے۔ میری اسقدر بے تکلفی حجابی وجہ صرف آپ کی تحریر سے اُنس وسادگی کا ترشح ہے معاف فرمایئے۔ والسلام بالاکرام ۲۶ ذیحجہ سنہ ۱۳۲۳ھ

خط مذکور کا جواب

جناب مولویصاحب مصدر فیوض وبرکات منبع حسنات مداللہ برکاتہ۔ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کرمت نامہ بجواب نیازنامہ موصول ہوا اُس کو پڑھکر جو الفاظ اپنی نسبت نظر آئے اُن سے دل کو بشاشت ہوئی نہ بدیں حیثیت کہ تعریف تھی بلکہ اس وجہ سے کہ اُن الفاظ کا آپ کے قلم سے نکلنا تفاول خیال کیا۔ ربنا ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ۔ آپ نے جس بے تکلفی سے اظہار خیالات دلی فرمایا اُن سے بوئے اخوت دینی آتی تھی میں بھی بے تکلفانہ چند کلمے التماس کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔ کالج کی نسبت جو خیال آپ نے ظاہر فرمایا وہ بہت کچھ صحیح ہے مجھکو اُس کے انتظامی اور دینی دونوں صیغوں سے عرصہ دراز سے تعلق ہے جو تجربہ واقعات سے ہوا ہے اُس کی بنا پر عرض کرسکتا ہوں کہ کالج میں اصلاح دینی کی گنجایش ہے اور وہاں کے منتظمین اور اساتذہ امور دینیہ کی مخالفت کرنیوالے نہیں اُن سے بے پرواضرور ہیں پس جس قدر گنجایش ہے اور جو مدد حاصل ہوتی ہے اُس سے اگر نفع اٹھایا جاوے تو امت کے اعزہ کی بہت کچھ خدمت دینی ممکن ہے اسمیں شبہ نہیں کہ کالج کے طرز عمل سے مستحبات میں خلل پڑتا ہے یعنی یہ وہاں کے اصول کا نتیجہ ہے لیکن فرائض وواجبات کے ترک کا ذمہ دار وہاں کا اصول نہیں ذمہ دار ہے وہاں کی بے پروائی اور اُس بے پروائی پر روک ٹوک نہونا مثلاً نماز کی پابندی روزہ کی پابندی سے وہاں کوئی مانع نہیں بلکہ وہاں کا افسر اعلی پرنسپل آمادہ ہے کہ اس بارہ میں جو ہدایت کیجائے اسپر کاربند ہو اور طلبار کو کاربند کرے پہلے دن کو طلبار ماہ مبارک میں کھانے کے کمرے میں کھانا حسب معمول کھاتے تھے جب توجہ دلائی گئی قطعاً بند ہوگیا مگر دن پر صرف اُن طلبار کو کھانا مل سکتا ہے جن کی طبیعت علیل تصدیق کرے یہ صورت البتہ رہتی ہے کہ طلبار شب کو کھانا چھپا رکھیں اور چھپ کر کھالیں اس کی اصلاح ہوسکتی ہے تو خشیت کے پیدا ہونے سے خلاصہ کلام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی گنجایش ضرور کالج میں ہے اور جسطرح کالج امت کے بچوں کا مرجع ہوتا جاتا ہے اور جسطرح

یہان کے طلبا ملک مین پھیل پھیل کر اپنا اثر ڈالتے ہین اُس کے لحاظ سے اُن کی دینی حالت پر
توجہ و شفقت فرمانا علمائے ملت کا اہم فرض ہے۔ آرزوے خیریت پر ختم نیاز نامہ کرتا ہون
خاکسار حبیب الرحمن بھیکن پور ضلع علی گڈھ ۲۔ محرم ۱۳۲۴ھ

جوابہ جامع محاسن و مناقب دام مجدہم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ترسیل نیاز نامہ کے
بعد جو توقع تھی الحمد للہ کہ پوری ہوئی کہ والانامہ سے کالج کی اصلاح شعبہ دینی کی ضرورت کا
آپ کے ذہن مین ہونا معلوم ہوا جس سے مسرت ہے اس سے زیادہ اُس وقت مسرت ہوگی
جب اس ضرورت کا ذہن سے خارج مین بذریعہ عملدرآمد آنا ہوا دریافت ہوگا واللہ الموفق باقی
جو کلمات خاص ذات احقر کے متعلق ارشاد ہوئے ہین اُن کے جواب مین اتنا عرض کر دینا کافی
ہے احبکم اللہ کما تحبونني زیادہ خیریت والسلام خیر تمام الملتمس اشرف علی عفی عنہ از تھانہ بھون۔
۵ محرم ۱۳۲۴ھ۔

رسالہ موخرۃ الظنون عن ابن خلدون

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حمداو سلاماً دائمین - اما بعد ابن خلدون مورخ نے اپنے مقدمہ مین احادیث واردہ فی شان المہدی مین بعض منکرین ظہور امام کا کلام نقل کیا ہے اور خود مؤرخ کا میلان بھی اسیطرف معلوم ہوتا ہے اسی وجہ سے مدعیانہ وہ کلام نقل کیا ہے صرف ناقلانہ طور پر نہین لکھا ہر چند کہ مورخ مذکور ایسے امور مین قابل استناد نہین مگر بادی النظر مین کلام مذکور دیکھکر احتمال تھا کہ کوئی خوش عقیدہ متزلزل ہوجاوے اسلیے مناسب معلوم ہوا کہ اوسکے متعلق بعض ضروری اُمور قلمبند کردیئے جاوین کہ شبہات ناشیہ کا مختصر ومجمل جواب ہوجاوے - **امراول** مؤرخ نے بعض رواۃ حدیث مہدی مین کچھ جروح نکالکر ایک شبہہ پیدا کیا ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ ایسے شبہات تو رجال صحیحین مین بھی پیدا ہوئے ہین پھر اوسکا جواب دیا ہے کہ گو اونمین شبہات ہین مگر اُنکا اسلیے اعتبار نہین کہ صحیحین کی تلقی بالقبول پر اجماع منعقد ہوچکا ہے اسلیے وہ شبہات مضر نہین مین کہتا ہون کہ اس سے ایک قاعدہ کلیہ مسلمہ عند المورخ نکل آیا کہ اجماعیات مین رواۃ کا مجروح ہونا مضر نہین اب کہتا ہون کہ جسطرح صحیحین کا متلقی بالقبول ہونا اجماعی ہے اسیطرح خبر ظہور مہدی کی اجماعی ہے اور جسطرح بعض منکرین تلقی صحیحین کا قول قادح اجماع نہین سمجھا گیا اسیطرح خبر مہدی کا قول قادح اجماع نہین ہوگا کیونکہ مراد اجماع سے اجماع جمہور کا ہے اور غیر جمہور کا قول بمقابلہ جمہور کے قابل اعتبار نہین سمجھا گیا سو یہ اجماع دونون جگہہ برابر ہے چنانچہ آج تک علماء معتبرین وائمہ محدثین مستندین مین سے کسی نے اس اجماع کی مخالفت نہین کی بلکہ حسب تصریح مورخ مذکور ترمذی وابوداؤد وبزار وابن ماجہ وحاکم وطبرانی وابویعلی الموصلی نے ایک جماعت کثیر صحابہ سے مثل حضرت علی وابن عباس وابن عمر وطلحہ وابن مسعود وابی ہریرہ وانس وابی سعید الخدری وام حبیبہ وام سلمہ وثوبان وغیرہم رضی اللہ عنہم سے باسانید طرق

عہ اس رسالہ کو جسطرح بحث عقائد قدیمہ سے تعلق ہے جیسا ظاہر ہے اسیطرح عقائد جدیدہ سے بھی تعلق ہے کہ نو تعلیم یافتہ بھی اس عقیدہ مہدی کے نافی ہین پس دونون مباحث کے بعد اسکا الحاق بہت مناسب ہوا ۱۲ منہ

مختلفہ اوسکو نقل کیا۔ پس جسطرح بنا علی الاجماعیۃ بعض رجال صحیحین کا مجروح ہونا مضر نہین اسی
بنا پر بعض رواۃ خبر مہدی کا مجروح ہونا مضر نہین بلکہ یہ اجماع خبر اجماع تلقی سے بھی زائد اولے
بالقبول ہے کیونکہ یہ مستند الی النص ہے اور وہ محض مستند الی الرای کہ مصنف صحیحین کو اپنی رائے
سے معتمد و حجت سمجھا بلکہ محل متکلم فیہ مین اگر مستند اجماع کا بھی نہ معلوم ہوتا تو چونکہ یہ امر مدرک بالرائے
نہ تھا لہذا مستند الی النص ہی سمجھا جاتا اور اب تو مستند اوس کا متعین بھی ہے اور نیز جب قول
محققین پر سند اجماع کا معلوم ہونا بھی ضروری نہیں تو معلوم ہو جانا وہ بطریق ضعیف زائد مؤکد و
مقوی اجماع کا ہوگا اور صحیحین مین اس خبر کا مذکور نہ ہونا اس اجماع مین قادح نہین دو وجہ سے
ایک تو یہی غیر مسلم ہے کہ صحیحین مین یہ خبر مذکور نہین بلکہ مسلم مین یہ خبر موجود ہے گو مبہم سہی مگر جب
مبہم کو مفسر پر محمول کرین گے جیسا عنقریب مذکور ہوتا ہے تو وہ اوسکا تعین ہو جاویگی پس صحیحین بھی
اوس سے خالی نرہین گی دوسرے حسب تصریح محدثین و اصولیین اجماع کے لیے سب کا قول جدا جدا
نقل ہونا ضروری نہین بلکہ کسی قول کا شائع ہو جانا اور پھر کسی سے انکار منقول نہ ہونا کافی ہے سو
جب تک شیخین سے انکار اس خبر کا منقول نہ ہو اجماع مین کوئی خلل نہین علاوہ اس کے یہ خبر شیخین
کے قبل سلف مین شائع تھی اور کسی نے انکار نہ کیا پھر اجماع منعقد ہو گیا اور خلاف متاخر رافع اجماع
متقدم کا نہین ہوتا چنانچہ اس مسئلہ ظہور مہدی کا عند الجمہور اجماعی ہونا خود مورخ کے قلم سے بھی نکلگیا
چنانچہ صفحہ ۱۵۲ سطر اول مین کہتے ہین اعلم ان المشہور بین الکافۃ من اہل الاسلام علی ممر الاعصار انہ لا بد الخ

(امر دوم) ہر چند کہ محدثین نے تعیین حدیث متواتر مین کلام کیا ہے مگر محققین نے تصریح
کر دی ہے کہ اگر کتب احادیث کو تتبع کیا جاوے اور احادیث کے طرق و اسانید مختلفہ متعددہ کو
دیکھا جاوے تو بہت احادیث مصداق متواتر کا نظر آوین گی چنانچہ ظاہر ہے خبر مہدی کے
طرق مختلفہ کو اگر دیکھا جاوے تو اوسکی کثرت حد مذکور تک لاریب مثل احادیث کثیرہ کے پہونچ
گئی ہے جیسا امر اول مین اشارہ کیا گیا ہے کہ مخرجین و مخرج عنہم کس کثرت سے ہین اور ہر ایک کے
طرق جداگانہ اس بنا پر خبر مہدی کے تواتر کا حکم کر سکتے ہین اور مسلم ہے کہ متواتر مین رواۃ کا ثقہ و عادل
ہونا شرط نہین پس جس محل مین جرح قوی بھی مضر نہو تو جروح ضعیفہ مختلف فیہا تو کیا ضرر دینگی

(امر سوم) جسقدر رواۃ پر جرح کیا ہے دوسرے ائمہ سے خود مورخ نے اوسی کو [illegible]

نقل کی ہے پس انکا جرح اختلافی ٹھیرا اسی لیے مورخ نے نقل جروح سے پہلے قاعدہ الجرح مقدم علے التعدیل ممہد کیا ہے سو اول یہ قاعدہ خود ظنی ہے پھر اس مین کلام طویل ہے تیسرے عدالت کا مُسلم مین اصل ہونا اور وقت اختلاف کے الیقین لایزول بالشک کے اقتضاء سے تعدیل کے تقدیم کی گنجایش ہے اور اکثر وہ جروح مختلف فیہا ہین جیسا خود مورخ کی تصریح سے ثابت ہے چوتھے یہ جرح اوسوقت مضر ہو سکتا ہے جب اُس کا انجبار نہ ہوا ہو اور جبکہ تواتر یا اجماع سے انجبار ہو گیا ہے پھر اوس سے کیا ضرر۔ (امر چہارم) حسب تصریح محدثین ضعف حدیث کا کثرت طرق سے منجبر ہوجاتا ہے پس جب ضعف متفق علیہ کا اوس سے انجبار ہوجاتا ہے تو ضعف مختلف فیہ کا انجبار کیون نہ ہوجاویگا بالخصوص ایسی کثرۃ کہ اوسکو حد تواتر تک سمجھ سکتے ہین جیسا اوپر مذکور ہوا۔ (امر پنجم) حسب تصریح اہل علم مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال کرنا حکم بتصحیح الحدیث ہے اور ضعف متاخر احتجاج متقدم کو مضر نہین پس جب ان رواۃ مجروحین سے پہلے سلف اس پیشین گوئی کے معتقد رہے تو انہون نے حدیث الباب کی صحت کا حکم کردیا اور یہ ضعف بعد کو سند مین عارض ہوگیا تو یہ ظاہر ہے کہ اونکے احتجاج مین ضعف لاحق مضر ہو نہین سکتا رہا متاخرین کے لئے سو سلف کا اس حدیث کو بنا بر قاعدہ مذکورہ صحیح کہدینا اور اس تصحیح کی اونکی طرف نسبت متواتر ہونا مثل تعلیق بخاری کے حجت ہوگیا کہ بخاری ایک حدیث کو بلا سند نقل کرتے ہین مگر چونکہ اوہنون نے التزام صحت کا کیا ہے لہذا اونکی سند نہین ڈھونڈھتے اونکی اس تصحیح ضمنی پر اکتفا کرتے ہین البتہ اس تعلیق کا مسند الی البخاری ہونا ضرور دیکھتے ہین سو ہم نے ثابت کردیا کہ یہ تصحیح ضمنی سلف کی طرف منسوب ہے پس متاخرین کے احتجاج مین بھی قدح نرہا۔ امر ششم بعض احادیث مین خود مورخ بھی کلام نہین کرسکے اون مین سے بعض مین تو اسم مہدی کی تصریح ہی چنانچہ صفحہ ۱۵۴ سطر ۱۰ مین حاکم کی روایۃ بطریق سلیمان بن عبید نقل کی ہے اور حاکم کا قول نقل کیا ہے حدیث صحیح الاسناد لم یخرجاہ اور یہ جو اسکے بعد کہدیا ہے سلیمان بن عبید لم یخرج لہ احد من الستۃ سو یہ اسلیے مضر نہین کہ راوی کے مجروح ہونے کی علت کسی نے آجتک یہ نہین بیان کی چنانچہ خود

مو [illegible] استدراک کے طور پر اسکے متصل ہے یہ کہنا پڑا لکن ذکرہ ابن حبان فی الثقات ولم یروان احداً تکلم فیہ اور چنانچہ صفحہ ۱۵۵ سطر ۳۰ مین حاکم سے روایت کی ہے اور حاکم کا قول

نقل کیا ہے صحیح علی شرط الشیخین پھر بدلیل یہ ثابت کر کے کہ شرط بخاری پر نہین ہے یہ مان لیا ہے کہ
شرط مسلم پر ہے کیونکہ اوس مین بعض راوی ایسے ہین کہ بخاری نے اُن سے روایت نہین کی مسلم نے
کی ہے رہا اسکے بعد عمار ذہبی مین تشیع کا شبہ نکالنا یہ اس لیے مضر نہین کہ جب یہ مان لیا کہ یہ مسلم
کا راوی ہے اور یہ بھی مسلّم ہے کہ امام مسلم کی روایات صحیح ہین تو یہ ظاہر ہے کہ امام مسلم کا امام مسلم ہونا
تو بنار صحت روایات کا ہو نہین سکتا بلکہ صرف امام مسلم کی روایات اسی بنار پر صحیح مانی جاتی
ہین کہ وہ منتقد اعلیٰ درجہ کے ہین مجروحین سے روایت نہین کرتے پس جب اونہون نے عمار ذہبی
سے روایت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اوسکے جرح کو قادح صحت حدیث نہین سمجھتے اور راز اسمین یہ ہے
کہ بڑا مدار اس باب مین صدق وحفظ پر ہے اکثر منتقدین ائمہ ان دونون امر سے اطمینان کر کے حدیث
نقل کرتے تھے اس لیے عمار کا راوی مسلم ہونا صحت حدیث کے لیے کافی ہے اور بعض مین تصریح
اسم مہدی کی نہین جیسے صفحہ ۵۴ سطر ۱۳ مین حاکم کی روایت طریق عوف سے نقل کر کے حاکم
کا قول نقل کیا ہے ہذا صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ اور صفحہ مذکورہ سطر ۲۷ مین طبرانی کی روایت
نقل کی ہے اور اوسمین کوئی حرج نہین نکالا اور اگر طبرانی کے اس قول سے شبہ ہو رواہ جماعۃ
عن ابی الصدیق ولم یدخل احد منہم بینہ وبین ابی سعید احدا الا ابا الواصل فانہ رواہ عن الحسن بن
یزید عن ابی سعید سو یہ مضر نہین کیونکہ حسب تصریح ائمہ محدثین زیادۃ ثقہ کی مقبول ہے اور یہان
زیادۃ ہے معارضہ نہین کیونکہ ابو الصدیق عن ابی سعید دوسرے طرق مین معنعن ہے اس لیے
دوسرے اس زیادۃ کی نفی نہین کرتے کہ معارضہ ہو پس جب زیادۃ محضہ ہے اور راوی ثقہ ہے
پھر کیا ضرر اور اگر اس سے شبہ ہو کہ مؤرخ نے ذہبی سے حسن کا مجہول ہونا نقل کیا ہے سو یہ جرح
مبہم ہے اسپر تعدیل مقدم ہے اور وہ تعدیل اس جرح کے متصل ہے مؤرخ کے کلام مین موجود ہی
لکن ذکرہ ابن حبان فی الثقات جسطرح حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث تمر بالرطب
مین ارشاد فرمایا تھا کہ زید بن عیاش مجہول ہے تو تمام محدثین نے جواب مین کہا ہے کہ زید بن عیاش
کذا وکذا فان لم یعرفہ ابو حنیفہ فقد عرفہ غیرہ اور اگر اس سے شبہ ہو کہ ابو الواصل کی نسبت مورخ نے
کہا ہے لم یخرج لہ احد من الستۃ تو اس کا جواب پہلے گذر چکا ہے اور آگے خود مورخ کا قول [illegible] ہے
وذکرہ ابن حبان فی الثقات فی الطبقۃ الثانیۃ وقال فیہ یروی عن انس وروی عنہ شعبۃ وعتاب

بن بشر پس شعبہ جو امیر المومنین فی الحدیث ہین انکی روایت کرنے کے بعد ستہ کا روایت نہ کرنا
تو قابل ذکر بھی نہین اور صفحہ ۴ ۵ سطر ۱۰ مین صحیح مسلم سے دو حدیثین نقل کی ہین اور ایک حدیث
مسلم مین ہے جسکو مورخ نے نقل نہین کیا فینزل عیسے بن مریم فیقول امیرہم تعال صل لنا الحدیث
پس یہ سب احادیث مورخ کے نزدیک بھی صحیح ہین یہی وجہ ہے کہ تمام احادیث اور ہر ایک پر
کلام کرکے آخر مین مورخ کو خود بعض احادیث کا استثنا کرنا پڑا حیث قال وہی کما رأیت لم یخلص
منہا من النقد الا القلیل والاقل منہ مین کہتا ہون کہ اول تو ان احادیث صحیحہ کا قلیل کہنا مسلم
نہین چنانچہ مورخ کے زعم پر جو حدیثین صحیح نقل کی گئی ہین وہ پانچ چھ ہین سو اس عدد کو قلیل
کہنا تحکم ہے چنانچہ مہرۂ حدیث پر مخفی نہین پھر اگر اسکو تسلیم بھی کر لیا جاوے تو جب خبر واحد شریعت
مین حجت ہے پھر قلیل ہونا کیا مضر ہے بالخصوص ایسے امور مین کہ جسکا انکار کفر نہ ہو محض بدعت ہو
سو خبر مہدی من قبیل ان ہی امور کے ہے اور جب وہ قلیل امور کثیرہ سے موید ہو جاوے تو ضرور
حکم کثیر مین ہو جاویگا چنانچہ مویدات کثیرہ کا ذکر ہو چکا ہے اور اگر یہ شبہ ہو کہ بعض ان احادیث کی
نسبت مورخ نے کہدیا ہے۔ لم یقع فیہا ذکر المہدی ولا دلیل یقوم علی انہ المراد منہا تو جواب اسکا
یہ ہے کہ اول تو تصریح اسم مہدی کی نہ ہونا مضر نہین کیونکہ اسکا مضر ہونا بقول مورخ اسپر مبنی ہے
لا دلیل یقوم الخ سو اگر کوئی دلیل اسپر قائم ہو جاوے تو انہدام بنا سے مبنی بھی منہدم ہو جاویگا
سو بندہ کہتا ہے کہ محدثین قریب قریب اسپر اجماع کیے ہوئے ہین کہ اگر ایک امر متن مین یا سند مین
مبہم ہو اور دوسری حدیث مین مفسر اور قرائن قویہ سے دونون حدیثون کا متحد ہونا معلوم ہوتا ہو
تو اوس مبہم کو مفسر پر محمول کرینگے اور قطع نظر محدثین کے خود مورخ نے اس قاعدہ کو مان لیا ہے
چنانچہ صفحہ ۵۳ سطر ۱۰ مین ابوداؤد کی روایت مین یہ سند ہے من روایۃ صالح ابی الخلیل عن
صاحب لہ ام سلمۃ الخ سو اس مین صاحب مبہم تھا آگے چھ سطر بعد دوسری روایۃ مین یہ سند ہے من
روایۃ ابی الخلیل عن عبداللہ بن الحارث عن ام سلمۃ اس مقام پر مورخ کہتے ہین فتبین بذلک المبہم
فی الاسناد الخ اور یہ حدیث ذکر مہدی مین ہے جسکی نسبت یہ بھی کہتے ہین رجالہ رجال الصحیحین لا مطعن
فیہم ولا مغمز گو آگے دو شبہہ نکالدئے ایک قتادہ کا مدلس ہونا جسکو قد یقال صیغہ تمریض سے بیان
[illegible] مورخ کے نزدیک اوس کا غیر مرضی ہونا مترشح ہوتا ہے دوسرا شبہ تصریح اسم

مہدی کا نہ ہونا جسکا جواب اس وقت ہو رہا ہے خیر یہ جملہ معترضہ ہے ہماری غرض اس سے
تعلق نہیں اس تقتیین سے معلوم ہوا کہ وقت قیام قرائن کے اس مبہم کو مفسر پر محمول کرینگے
ورنہ یہاں بھی کوئی شخص کہہ سکتا ہے ولیس فی الاسناد الاول تصریح باسم الصاحب فکیف جعلت
بجوزہ تبیینا غرض محدثین اور خود مورخ کے تسلیم و اعتراف سے یہ قاعدہ ثابت ہو گیا اب احادیث
مصرحہ باسم المہدی و غیر مصرحہ بہ کے اسانید و الفاظ کو ملا کر تتبع کرنے سے ہر عاقل اونکے اتحاد
اسانید و تقارب الفاظ پر نظر کر کے بلا تکلف دونوں قسم کے روایات کو بزبان حال یہ کہتے سمجھیگا
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری
چنانچہ تمام محدثین کا ان احادیث مبہمہ کو باب ذکر المہدی میں لانا دلیل قطعی ہے اس حمل کی
چنانچہ مورخ بھی صفحہ ۴۵ سطر ۹ میں کسی محدث کا قول جو اسی پر مبنی ہے نقل کرتے ہیں و قد یقال
ان حدیث الترمذی وقع تفسیر المارواہ مسلم فی صحیحہ الخ اور یہ تمریض ہمکو مضر نہیں کیونکہ اس سے
مورخ کی رائے کا استنباط کرنا مقصود نہیں بلکہ صرف یہ بتلایا ہے کہ محدثین کا یہ مسلک ہے
اور مورخ کے کلام سے جو اس قاعدہ کی تائید ہوتی ہے وہ ابھی مذکور ہو چکی پس حتماً یہ مبہمات و
مفسرات ایک دوسرے کا عین ہیں اسلیے تصریح نہ ہونا قادح و مضر نہ ہوا اور خواہ مخواہ کے احتمالات
نکالنا قابل التفات نہیں کیونکہ یہ احتمالات غیر ناشی عن دلیل ہیں بلکہ بعد اقامۃ الدلیل علے خلافہا
ہیں اسلیے محض ساقط ہیں دوسرے اگر ان احادیث غیر مصرحہ سے قطع نظر بھی کیا جاوے تب
بھی احادیث مصرحہ بھی کافی ہیں کیونکہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ ان امور میں خبر واحد حجت ہے لاسیما
للتائید بخصوصاً اخری قویۃ مما تلوناہ علیک مراراً۔ اس قاعدہ مذکورہ کی مثال ہمارے کلام میں
بھی موجود ہے مثلاً کوئی شخص کہے کہ آج ہمارے پاس ایک شخص ایسے ایسے اوصاف کا آیا تھا
پھر کہے کہ آج ہمارے پاس زید آیا تھا جسمیں فلان فلان اوصاف ہیں اور وہی اوصاف مذکورہ بیان
کرے ہر عامی بھی سمجھ جاویگا کہ وہ مبہم شخص زید ہی ہے امر ہفتم بعض منکرین مہدی نے زبہت
لا مہدی الا عیسیٰ بن مریم سے استدلال کیا ہے مگر یہ استدلال تام نہیں اول باعتراف مورخ خود
یہ حدیث ضعیف و مضطرب ہے جیسا صفحہ ۱۵ سطر ۲۰ میں تصریح ہے ثانیاً محتمل التاویل ہے
بمقابلہ اخبار مہدی کے یقیناً مأول ہے کیونکہ مہدی کے جو اوصاف احادیث میں آئے ہیں یہ نہیں

اُن سے تغایر مہدی و عیسیٰ علیہ السلام کا ثابت ہے پس جب حقیقۃ پر حمل متعذر ہے تو مجاز پر محمول
ہوگا آگے تعیین تاویل مین کلام باقی رہا سو بعض نے تو مہدی کو معنے منسوب الی المہد پر محمول کیا
ہے جیسا کہ مورخ نے نقل کیا ہے گو اُسکو مخدوش کردیا ہے حدیث جریج سے مگر اُس حصر کو باعتبار
انبیاء علیہم السلام کے کہا جاوے تو مورخ کا خدشہ مدفوع ہے بعض نے مہدی لغوی مراد لیا ہے
اور بقاعدہ المطلق اذا اطلق یراد بہ الفرد الکامل مہدی کامل کا مصداق صرف نبی ہوسکتا ہے
مطلب یہ ہوگا کہ میرے بعد مہدی کامل صرف عیسیٰ علیہ السلام ہونگے توضیح اسکی یہ ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ السلام نے لا نبی بعدی فرماکر خبر دیدی کہ میرے بعد کوئی نبی نہوگا۔ اس عموم سے
متبادر ہوا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آوے گا نہ مستقل ہوکر نہ تابع ہوکر آپ اسکی نفی فرماتے ہین
کہ میرے تابع ہوکر عیسےٰ علیہ السلام تشریف لاوینگے چونکہ مستقل نبی مین ہادی ہونے کی شان
غالب ہے اور تابع مین مہدی ہونے کے معنے کہ اوس کا ہادی ہونا خود ناشی ہوگا مہدی ہونے
سے اس لیے بعنوان مہدی تعبیر فرمایا گویا معنے یہ ہوئے کہ البتہ تابع ہوکر صرف عیسےٰ علیہ السلام
تشریف لاوینگے۔ تیسری توجیہ جو سب سے زیادہ سہل اور بے تکلف اور قریب المأخذ اور
ذوق لسانی سے چسپان ہے یہ راقم بالقاء ربانی لکھتا ہے گویا معنے متعین حدیث کے یہی
یہ ہے کہ یہ ترکیب دو چیزون کے کمال اتحاد کے لیے ہوتی ہے گویا معنے ہوئے کہ مہدی اور عیسیٰ
ایک ہین پس مہدی موضوع اور عیسیٰ محمول ٹھہرے اور موضوع محمول مین اتحاد کا حکم کبھی
باعتبار حقیقت کے ہوتا ہے اور کبھی باعتبار مجاز کے مثلاً دو چیزون کا زمانہ بہت متقارب ہو اور ایک
کا وقوع مشعر دوسری شے کے عنقریب واقع ہوجانے کو ہو تو باعتبار زمان کے ایک کو موضوع
ایک کو محمول بنا دیتے ہین جیسا حدیث مین ہے عن معاذ بن جبل رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عمران بیت المقدس خراب یثرب وخراب یثرب خروج الملحمۃ والملحمۃ فتح قسطنطنیہ وفتح
القسطنطنیہ خروج الدجال الحدیث اخرجہ ابوداؤد والترمذی اس حدیث مین چار قضایا اسی قسم
کے ہین جن مین محمول کا حمل موضوع پر بہمین معنے ہے جب یہ مقدمہ سمجھ مین آگیا تو اب معنے الہدی
[illegible] کے خوب صاف ہوگئے کہ ادھر مہدی کا ظہور ہوا اور تھوڑے ہی دنون مین نزول حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کا سمجھو پس تقارب زمان سے مجازاً دونون مین اتحاد کا حکم کردیا بہرحال منکرین

رکا اسمین استدلال باقی نرہا - امر ہشتم اسکے بعد مورخ نے اس باب مین متصوفہ کا کلام ذکر
کرکے اوسپر کچھ گفتگو کی ہے مگر وہ بھی مضر نہین کیونکہ اس مسئلہ کا مدار صرف کشف پر نہین احادیث
صحیحہ پر ہے جیسا بیان ہوچکا البتہ کشف سے زیادہ اطمینان ہوجاتا ہے اور کشف گو حجۃ شرعیہ نہین
مگر شریعت نے اوسکا ابطال بھی نہین کیا بلکہ دلائل شرعیہ اسکا اثبات کرتی ہین چنانچہ رویا جو کشف
سے کم درجہ ہے حدیث صحیح مین خود اوسکی نسبت شب قدر کے باب مین ارشاد ہے - اری رویاکم
قد تواطئت فی السبع الاواخر - دوسرے اذان کے باب مین ارشاد ہے انہا رویا حق تیسرے الرویا
من اللہ اور لم یبق من النبوۃ الا المبشرات وغیر ذلک حدیثین اسکا اثبات کررہی ہین جب ضعیف
کا شرعا اعتبار ہے تو قوی کا کیون نہوگا پھر خود کشف کا تصریحًا بھی حدیث مین اثبات ہے حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کو محدث فرمانا اسکی صریح دلیل ہے اسکے علاوہ حضرات صحابہ اور بہت سے اولیاء
کا کشف سے خبر دینا اور اوسکا صحیح ہوجانا جو تواتر سے ثابت ہے کسطرح انکار کیا جاسکتا ہے البتہ
جو کشف کسی امر شرعی کے معارض ہو وہ بلاشک مردود ہے یا ماول ورنہ فی نفسہ مقنع ہے اور اگر
احادیث کا مؤید او احادیث سے متاید ہو تب تو اسکے مقبول ہونے مین شبہ ہی نہین بس جبکہ
خبر مہدی کے متعلق جو کشف ہے وہ موافق احادیث کے ہے تو کیون نہ مقبول ہوگا رہا کسی خاص
جزئی کا جس سے حدیث مین تعرض نہ کیا گیا ہو مکاشفہ مین زائد مذکور ہونا اس کو کوئی عاقل مخالفت
نہین کہسکتا ورنہ اس امر زائد کا غلط ہوجانا اصل کشف مین قادح ہوسکتا ہے - جیسا مورخ نے
ابن العربی کا قول ظہورہ یکون من بعد مضی خ ف ج من الہجرۃ نقل کرکے خود اوس کی تفسیر کی ہے
وَرَسَم حروف ثلثۃ یرید عددہا بحساب الجمل وہو الخاء المعجمۃ بواحدۃ من فوق ستمائۃ والفاء اخت القاف
ثمانین والجیم المعجمۃ بواحدۃ من اسفل ثلثۃ وذلک ستمائۃ وثلاث وثمانون سنۃ اور تفسیر کرکے اعتراض
کردیا ہے انصرم ہذا العصر ولم یظہر سو ایک جواب تو اسکا ہماری تقریر بالا سے معلوم ہوگیا کہ کسی امر خارجی
کے غلط ہونے سے اصل مقصود مین قدح نہین لازم آتا دوسرے یہ اعتراض مبنی ہے تفسیر مذکور پر سو
وہ مسلم نہین کیونکہ یہ قیاس ہے مورخ کا ممکن ہے کہ شیخ کی کوئی خاص اصطلاح ہو اور غالب
بلکہ قریب بیقین یہی ہے چنانچہ راقم نے ایک رسالہ کشفیہ مسمیٰ بہ شجرہ نعمانیہ مکہ معظمہ مین دیکھا ہے
اوسمین بہت پیشین گوئیان ہین جنمین بعض واقع بھی ہوچکے ہین سواوسمین واقعات [illegible]

جوجو شراح نے حل کیا ہے وہ حساب ابجد پر مبنی نہین کوئی اور اصطلاح ہے جسکا راقم کو باوجود
نہایت خوض و تدبر کے پتہ نہین لگا اور اوسمین ایک عجیب امر اور ہے کہ اوس اصطلاح مین بھی
کوئی قاعدہ منضبط نہین ہر مقام پر جدا اصطلاح ہے کیونکہ مقصود اونکو اخفاء ہے اسی لیے انہون
نے مختلف رموز پر مبنی کیا ہے اور اسپر بھی اندیشہ ہوا کہ شاید کوئی سمجھ جاوے تو اوسمین ایمان مغلظ
ناظر پر دی ہین کہ اگر کوئی سمجھ جاوے تو ہرگز اوسکا اظہار نہ کرے پھر لطف یہ کہ جن شراح نے بعض
واقعات کو حل کیا ہے اونہون نے بھی رموز ہی مین لکھا ہے اور وہی وہم اونکو ہوا اور اوسکا علاج
اونہین قسمون سے اونہون نے کیا تو ایسی حالت مین کیونکر احتمال ہو سکتا ہے کہ شیخ نے ابجد کے
حساب پر مبنی کیا ہوگا کیونکہ یہ حساب تو ایسا مبتذل ہے کہ بچے بھی جانتے ہین پھر اخفا کس طرح ممکن
ہوتا اور یہ قسمین سب بیکار ہوتین کیونکہ خواص کو منع کرنا جب مفید ہے کہ عوام نہ سمجھین اور اس
حساب کو عوام بھی سمجھ سکتے ہین پھر یہ تمام مساعی بیکار تھین غرض تغلیظ ایمان دلالت کر رہی ہے
کہ مقصود شیخ کا نہایت اہتمام کرنا ہے اخفا مین۔ پھر ایسے حروف مین لکھنا خود اونکے مقصود کے
مناقض ہوگا جیسا خود مورخ نے علامات سے خزانہ تلاش کرنے والون پر اسی تقریر سے طعن کیا
ہے حیث قال وایضاً فمن اختزن ماله وختم علیه بالاعمال السحریة فقد بالغ فی اخفائه فکیف ینصب علیه
الادلة والامارات لمن یتبغیه ویکتب ذلک فی الصحائف حتی یطلع علی ذخیرته اهل الاعصار والآفاق هذا
بناقض قصد الاخفاء صفحہ ۱۸۹ پس غالباً ان رموز کا کوئی ایسا قانون ہے جو معلوم نہین
پس بدون علم اوس قانون کی تفسیر رموز کی کسطرح قابل اعتداد
ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ایک جگہہ مورخ نے لکھا ہے اذ الرمز انما یهدی الی کشفه قانون یعرف قبل وضع
له واما مثل هذه الحروف فدلالتها علی المراد منها مخصوصة بهذا النظم لا یتجاوزه الخ۔ پس جب تفسیر مذکور
کا صحیح ہونا ثابت نہین بلکہ تقریر مذکور سے اوس کا غیر صحیح ہونا ثابت ہے پھر اعتراض بھی باطل
وساقط ہو گیا اور رویا و کشف کا معتبر ہونا تو احادیث سے ثابت ہی ہے مگر خود مورخ بھی اسکے
معترف ہین چنانچہ صفحہ ۵۱ کے سطر ۳ اور صفحہ ۵۲ کے سطر ۱۴۔ اور صفحہ ۵۴ کی سطر ۶ تا سطر ۳
اور صفحہ ۵۵ کے آغاز کے مطالعہ سے واضح ہو سکتا ہے جب اوسکے معتبر ہونے کا اعتراف کر لیا پھر سب شبہات نا قابل اعتبار ہونگے
[illegible] بعد ذلک مرا ولیکن هذا آخر ما رمناه فی هذا الباب واللہ تعالی اعلم بالصواب وعنده ام الکتاب ۱۰ شعبان

تتمہ بعضے از تحریرات سیدنا مولنا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم که در جواب سوالات صاحب فتاوی صدور یافته بمناسبت مقام در آخر ملحق کرده شد

در منثور میں وہ روایات ذیل نظر سے گذریں اور تحقیق جواب تو ان روایات کا ظاہر ہی ہے کہ یہ اخبار آحاد ہیں اور قراءۃ متواترہ کے مقابلہ میں اخبار آحاد کا اعتبار نہیں کیا جاتا لیکن اگر کوئی مخالف ان روایات کو پیش کرے تو اُس کے لیے کوئی مسکت جواب سمجھ میں نہیں آتا اگر کوئی جواب ہو تو مطلع فرماویں وہ روایات یہ ہیں۔ (۱) اخرج الفریابی والحاکم وصححہ والبیہقی فی شعب الایمان و الضیاء فی المختارۃ من طرق عن ابن عباس رض فی قولہ حتیٰ تستانسوا قال اخطأ الکاتب انما ہی حتی تستاذنوا (۲) اخرج ابن جریر وابن الانباری فی المصاحف عن ابن عباس رض انہ قرأ افلم یتبین الذین آمنوا فقیل لہ انہا فی المصحف افلم ییاس فقال اظن الکاتب کتبہا وہو ناعس (۳) اخرج ابن ابی داؤد عن یحییٰ بن یعمر قال قال عثمان ان فی القرآن لحنا وستقیمہ العرب بالسنتہا (۴) عن قتادۃ ان عثمان لما رفع الیہ المصحف قال ان فیہ لحنا وستقیمہ العرب بالسنتہا (۵) وعن عکرمۃ قال لما اتی عثمان بالمصحف رأی فیہ شیئا من لحن فقال لو کان المملی من ہذیل والکاتب من ثقیف لم یوجد فیہ ہذا (۶) واخرج ابو عبید وغیرہ قال سألت عائشۃ عن لحن القرآن والمؤتون الزکوٰۃ وان ہذان لساحران فقالت یا ابن اختی ہذا عمل الکتاب اخطؤا فی الکتاب (جواب) مخدوم ومحترم حضرت مولانا الحافظ الحاج مولوی اشرف علی صاحب دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ گرامی نامہ عزت بخش ہوا درمنثور کی روایات پہلے بھی نظر سے گذری ہیں بندہ کے نزدیک علاوہ اُس جواب کے

چونکہ ان تحریرات کا تعلق عقائد سے اظہر ہے پس اس جلد کا بڑا حصہ عقائد ہی کے متعلق ہے کیونکہ کتاب البدعات سے یہی سلسلہ ہے گو اختلاف اعتبارات سے ابواب کی تعبیر میں عنوانات کا اختلاف ہو گیا ہے اور اس سے قبل کے مضامین کہ تفسیر وحدیث وسلوک کے متعلق ہیں ان سے بھی قبل ہیں عقائد پر کتاب کا ختم ہونا انشاء اللہ تعالیٰ فال نیک ہے خاتمہ عقائد صحیحہ پر ہونے کی

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ قرارت ان حضرات صحابہؓ کو نہ بطور تواتر ثابت ہوئی اور نہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی اور جب بطور آحاد پہونچی اور خلاف قانون زبان دیکھی یا باعتبار ظاہر معنے صحیح نہ دیکھا تغلیط کردی چنانچہ روایت حضرت عائشہؓ جو تمام صحاح مین مروی ہے حتی اذا استیئس الرسل وظنوا انہم کذبوا تخفیف کی نسبت کس قدر استنکاف فرماتی ہین اور بندہ کے ناقص خیال مین اس مین کوئی الزام اُنپر نہین اگر جناب کی رائے مین بندہ کا خیال صحیح ہوا اور کوئی پسندیدہ جواب خیال مین آوے تو مطلع فرماوین۔ فقط خلیل احمد عفی عنہ از سہارنپور ۲۵ صفر ۱۳۲۲ھ یوم جمعہ۔

سوال از حضرت مولانا مصنف مدظلہ۔ بر جواب حضرت مولانا خلیل احمد صاحب عم فیضہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ سرفراز نامہ نے معزز فرمایا جواب سے بہت جی خوش ہوا بہت سلیس اور بے تکلف ہے مگر تھوڑی دیر کے بعد اس مین ایک خلجان پیدا ہو گیا جس کو روز مرہ لکھنا چاہتا تھا آج جمعہ کے روز موقعہ اظہار کا ملا وہ یہ ہے کہ یہ یقینی ہے کہ یہ قرارات مثبتہ فی المصاحف اُسوقت بھی متواتر تھین اور گو علی التعیین یہ قرارت اُن کو نہ پہونچی ہون مگر اجمالاً اُن حضرات کو اتنا معلوم تھا کہ کوئی نہ کوئی قرارت متواتر اسمین ضرور ہے اور اسکی تعیین وطلب بھی اس لیے واجب تھی کہ غیر قرآن کو قرآن مین داخل کرنا جائز نہین پس اگر اُنہون نے طلب نہین کین تو ترک واجب لازم آیا پھر جو قراتین قانون کے موافق سمجھین اور واقع مین اور اُن کے نزدیک بھی روایۃً وہ ثابت اور صحیح نہین تو غیر قرآن کو قرآن مین داخل کرنا لازم آیا اور اگر طلب کین تو ظاہر ہے کہ جو قرارت واقع مین ثابت ہے وہی طلب سے متعین ہو گی پھر محض مخالفت قانون سے اُس کے انکار کے کیا معنے بخلاف انکار عائشہؓ کے کہ جس قرارت کو اُنہون نے اختیار کیا ہے وہ بھی صحیح اور ثابت ہے اور ہر جگہ تعدد قرارت ضروری نہین اسلیے دوسری قرارت کی طلب و تعیین جن پر واجب نہ ہوئی نہ اُن کو دوسری قرارت کے وجود کا احتمال ناشی عن دلیل ہوا جو طلب واجب ہوتی اور جس طریق سے وہ قرات بالتخفیف پہونچی وہ طریق قطعی نہ تھا اور زنا ہر ا [illegible] کالمتہم آتا تھا اس لیے اُن کو انکار کی گنجایش تھی پس انکار عائشہؓ منقیس علیہ انکار تسفیس کا نہین بن سکتا ورنہ یون تو اب بھی جس قرارت کا چاہیے انکار اس بنا پر جائز

ہوگا کہ منکر کو خاص بطریق قطعی پہونچا نہین اور علم اجمالی کافی نہ ہو اور صحیح قرارت مین کوئی اعرابی یا معنوی اشکال ہو اور اسکا التزام کوئی نہین کرسکتا۔

(جواب) مخدومی مکرمی مد اللہ ظلال مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالی وبرکاتہ۔ جواب عرض کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ آپ بحمد اللہ ان علوم عالیہ سے ماہر ہین اور مین گویا ناواقف ہون مگر امتثالا للامر جو کچھ صحیح یا غلط خیال مین گذرا ہے۔ مختصراً عرض کرتا ہون اگر غلط ہوا تو تصحیح ہی ہوجاوے گی بندہ کے خیال مین یہ مضمون ہے کہ قرآن کی قطعیت کی دو صورتین ہین اول تو بلا واسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تلقی دوسرے تواتر صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیئے تو دونون صورتون قطعیت ہوسکتی تھی اور تابعین اور مابعدہم کے لیے صرف تواتر کی صورت باقی رہی صحابہ رض نے جس آیت یا حرف کو بلا واسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا اُن کے لیے قطعی ہوگیا بعد ازان اگر آیندہ اُن سے بطور تواتر مروی ہوتا گیا قطعیت ہوتی رہی اور جس جگہہ سلسلہ تواتر قطع ہوگیا قطعیت بھی قطع ہوگئی تو اب مواضع مبحوث فیہا مین ممکن ہے کہ حضرت عائشہ رض وغیرہا کو وہ طریق جواب متواتر یعنی والمقیمین وغیرہ نہ پہونچا ہو اور دوسری طرح یعنی والمقیمون وغیرہ بلا واسطہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہو تو اُنپر واجب نہ تھا کہ وہ قراءت متواترہ کی تلاش کرتے کیونکہ قطعی قرارت اُن کو حاصل تھی اور اسیوجہ سے کہ غیر قرآن قرآن سے ممتاز رہے اسکا انکار فرماتے تھے غایۃ ما فی الباب اُنکے بعد چونکہ اُن سے سلسلہ تواتر نہ چلا لہذا اُن کے مابعد کے لیے قطعیت نہ رہی چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بطور قطع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کذبوا بالتشدید معلوم ہوچکا تھا بالتخفیف نہ بتواتر نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ معلوم ہوا تھا لہذا انکار فرمایا اور اتفاقاً بالتشدید بھی بعد ازان متواتر رہا اگر بالفرض متواتر نہوتا تو بھی کچھ حرج نہ تھا کیونکہ اُن کو مرتبہ قطع کا دوسرے طریق سے حاصل تھا بالجملہ بعد کا تواتر و عدم تواتر صحابہ کی قطعیت کے لیے کسی طرح مزاحم نہین تو یہ دونون مقیس ومقیس علیہ برابر ہوئے ہان مابعد صحابہ کے لیے یہ صورت ممکن نہین کیونکہ اُن کو بجز تواتر کے قطع کا کوئی ذریعہ نہین تو اگر وہ انکار کرین تو یقیناً بلا اعتماد کسی قطعی کے انکار قطعی لازم آئیگا ہان بعض صورتین اگر انکار رسم خط کی طرف راجع کیا جاوے تو [illegible]

(تعقیب برجوابہ بالا) السلام علیکم ورحمۃ اللہ جواب مرقوم سامی مین بوجہ کم علمی اتنا خلجان اور باقی رہگیا

کہ اگر یہ احتمال فرض کیا جاوے کہ مواضع مبحوث فیہا مین ان حضرات نے ان کلمات کو بلا واسطہ
خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن لیا ہوگا تو اسمین پھر تردد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
سے جسطرح ان کلمات کو سنا تھا یا تو وہ قرآن تھا یا نہین شق اول پر بعض قرآن کا ضیاع لازم آیا اور
شق ثانی پر ادخال غیر قرآن کا قرآن مین لازم آیا وکلاہما خلف بخلاف مقیس علیہ یعنی قراءۃ کذبوا
بالتشدید والتخفیف کے کہ دونون قرآن ہین چنانچہ دونون قرأتین محفوظ ہین سر دست یہ شبہہ ہے
اگر بعد مین کوئی اور امر خیال مین آویگا تو عرض کرونگا بار بار تکلیف دیتے ہوئے شرم آتی ہے مگر انما
شفاء العی السوال اس تکرر تکلیف کو مقتضی ہوتا ہے (جواب) مخدومی حضرت مولنا مولوی اشرفعلی
صاحب دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالی وبرکاتہ قبل یوم یکشنبہ گرامی نامہ عزت بخش ہوا اشکال
کے متعلق بندہ کے خیال ناقص مین یہ ہے کہ شق اول اختیار کیجاوے کہ مواضع مبحوث فیہا مین یہ
کلمات جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنتے تھے قرآن تھے لیکن بعد ازان منسوخ
ہوگئے یا بطور تیسیر فرمائے گئے تھے جسپر حدیث انزل القرآن علی سبعۃ احرف دال ہوسکے بعدہ وہ
تیسیر مرتفع ہوگئی لارتفاع العلۃ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس نسخ یا ارتفاع کی قطعی طور پر اطلاع
نہوئی لہذا وہ اس اپنے قطعی مسموع پر جمے رہے اور قرأت متواترہ بھی قطعی طور پر نہ پہونچی ہو اس
صورت مین صرف یہ خیال ہوتا ہے کہ بعد نسخ جو غیر قرآن تھا قرآن اعتقاد کرتے رہے مگر ظاہر ہے
کہ وہ معذور تھے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی روایت درباب نسخ عشر رضعات اور
بقاء خمس رضعات دلالت کرتی ہے کہ خمس رضعات قرآن مین موجود ہین حالانکہ منسوخ ہوچکے
تھے اور نیز عبداللہ بن مسعودؓ کی قرات والذکر والانثی مین قول واللہ لاتابعہم۔ اور نیز یہ بھی ممکن
ہے کہ بعد مین ان کو قرات متواترہ پہونچگئی ہو اور یہ انکار اس سے سابق ہو چنانچہ بعض روایات
در منثور سے ان مواقع مین مفہوم ہوتا ہے فقط والسلام خلیل احمد عفی عنہ از سہارنپور یوم دوشنبہ
[illegible] ربیع الاولی ۱۳۲۵ھ حسب رویت جو کچھ عرض کر رہا ہون امتثال ہے ورنہ بجلف عرض کرتا ہون
[illegible] اس قابل نہین کہ جناب کے جواب مین کچھ عرض کرسکون (جواب) السلام علیکم ورحمۃ اللہ و
[illegible] جناب نے تحریر فرمایا ہے بفضلہ تعالی ہادم اساس اشکال ہے [illegible] شبہہ لکھنے کے وقت
میرے خیال مین بھی آیا تھا مگر اب زیادہ تفصیل وتکمیل ہوگئی حق تعالی نے فیوض سامی مین برکت

فرماوین والسلام فقط ۱۴- ربیع الاول ۱۳۲۵ھ بحمد اللہ تعالی یہ مکاتبت ختم ہوگئی اور مکاتبۃ ثانیہ
شروع ہوتی ہے مخدومنا مقتدانا حضرت مولٰنا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم- السلام علیکم
ورحمۃ اللہ اتفاق سے ایک مبتدع کی کتاب مین بعض شبہات نظر سے متعلقہ معجزہ گذرے جنکے شافی
کافی جواب کے لیے طبیعت جویان ہے اوراس غرض سے اسوقت تکلیف دیتا ہون (۱) انبیاء
کی نبوت کی دلیل معجزہ اسلئے نہین ہوسکتا کہ مدعی نبوت کاذباً سے صدور خوارق کے امتناع
کی کوئی دلیل قطعی عقلی یا نقلی نہین بلکہ نقلی تو اگر ہو کافی بھی نہین کیونکہ مسئلہ عقلیات سے ہے
(۲) زردشت مجوسی کا حال تاریخ مین لکھا ہے کہ اُس نے گشتاسپ بادشاہ کے سامنے دعوے
نبوت کا کیا اور آگ مین نکل گیا اور نہین جلا اگر احتمال حیل کا ہو تو اول تو بادشاہ کو یہ شبہہ ہونا
چاہیے تھا ثانیا یہ احتمال ہر جگہہ مشترک ہے پھر جسطرح اور معجزون سے منقول نہین اسی طرح اُس
کی نسبت بھی منقول نہین (۳) بعض مسببات کے اسباب ایسے خفی ہوتے ہین کہ عوام کو مدرک
نہین ہوتے اور ایسے مسببات خوارق نہین ہوتے کیونکہ اسباب طبعیہ عادیہ سے صادر مین
جیسے آجکل مسمریزم والون سے عجائب امور صادر ہوتے ہین اگر کہا جاوے کہ یہ تصرفات نفسانی
مشق وریاضت سے حاصل ہوتے ہین سو اول تو یہ احتمال مشترک ہے دوسرے تجربہ سے ثابت
ہوگیا ہے کہ بعض لوگون کے نفوس فطرۃ ایسے ہوتے ہین کہ اُن کو مشق کی حاجت نہین اُن سے بلا
ریاضت ایسے امور کا صدور ہوتا ہے تو مدعیین نبوت مین نعوذ باللہ اس کا احتمال کیون نہین ہوسکتا
(۴) اگر اب کوئی شخص دعوے نبوت کا کرکے خوارق دکھلاوے تو کیا نعوذ باللہ اُس کی تصدیق
کیجاویگی اور اگر کوئی شخص ایسے امور دکھلاوے تو یہ بات کیسے چلیگی کہ مدعی کاذب ہے ایسا
نہین ہوتا بلکہ جو شخص اس کا قائل ہوگا اُس کو تو ماننا ہی پڑے گا کہ یہ شخص صادق ہے (۵) اس
کی کیا دلیل ہے کہ جن خوارق کا ابتک معارضہ نہین ہوسکا آیندہ بھی نہ ہوگا کیا ممکن نہین کہ آگے
کوئی شخص زیادہ صاحب کمال پیدا ہو اور وہ معارضہ پر قادر ہو انتہت الشبہات اور یہ مبتدع
کہتا ہے کہ محض تعلیم کی خوبی اور اخلاق کے کمال سے نبوت ثابت ہوتی ہے لیکن [illegible]
[illegible] واقع ہوتے ہین کہ کوئی شخص حکماء کی کتابون سے یا سلامت عقل سے تعلیم [illegible]
[illegible] کا قائل ہوکر مدعی نبوت ہو جاوے تو اُس کے کاذب ہونے کی کوئی دلیل [illegible]

ہو گی اور دو مسئلے فروع مین سے قابل تحقیق ہین اول مدرسہ مین جو روپیہ آتا ہے اگر یہ وقف
ہے تو بقاء عین کے ساتھ انتفاع کہان ہے اور اگر یہ ملک معطی کا ہے تو اس کے مرجانے کے
بعد واپسی ورثہ کی طرف واجب ہے۔ دوم اگر عدت مین کوئی عورت زوج یا احمار پر استطالت
لسانی کرے تو جواز اخراج عن البیت کسی فقہی کتاب مین منصوص ہے یا نہین فقط۔

(جواب) مکرم و محترم حضرت مولنا الحافظ الحاج مولوی اشرفعلی صاحب دام مجدہ السلام علیکم
ورحمۃ اللہ تعالے وبرکاتہ۔ گرامی نامہ موجب مباہات ہوا پہلے تو یہ خیال تھا کہ معذرت پیش کرونگا
ایسے دقیق مضامین سے خادم کا ناقص فہم عاجز ہے مگر اسوقت یہ خیال پیدا ہوا کہ جو کچھ رطب
یا بس فہم مین آوے عرض کردون اصلاح ہی ہو جائیگی اور اگر پسند خاطر عالی ہوا تو زہے
قسمت۔ غرض جواب سے پہلے چند امور عرض ہین (۱) معجزات فی حد ذاتہا امور ممکنہ ہین نہ ممتنعہ
ذاتیہ عقلیہ (۲) متنبی یا مبطل نبوت سے صدور خوارق کا امتناع عقلی نہین بلکہ عادی ہے کہ
عادت الٰہیہ عدم صدور خوارق مثبتہ نبوت یا مبطلہ نبوت پر جاری ہے اور غیر متنبی اور مقابل نبی
سے امتناع صدور خوارق نہ عقلی ہے نہ عادی (۳) محض امکان اور احتمال صدور اگرچہ مشترک
ہے مگر بوجہ عدم صدور منافی مدعی نہین (۴) معجزات اور شعبدات مین امتیاز کا ہونا لکل فرد
من العوام والخواص ضروری نہین بلکہ خواص سے رفع اشتباہ ہونا کافی ہے (۵) فخر عالم صلی
اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت بنص قطعی ثابت ہو چکی ہے لہذا اب اس امتناع عادی کی بھی ضرورت
نہین رہی اب بہ ترتیب جواب عرض ہے (۱) جب حسب عادت الٰہیہ صدور خوارق مثبت
نبوت متنبی سے نہین ہو سکتا لہذا معجزہ کے دلیل نبوت ہونے مین مانع نہین ہوگا (۲) نقل اہل
قابل احتجاج نہین (۲) مدعی نبوت مین احتمال صدور عقلاً ممتنع نہین ہان نفس صدور خوارق
چونکہ خلاف عادۃ الٰہیہ ہے ہو گا جو امتیاز کے لیے کافی ہے اور سچے نبی کے معجزات مین احتمال
حیل و شعبدات کو بھی یہی امر مانع ہے (۴) اول صدور خوارق حسب عادۃ الٰہیہ ممتنع ہے ثانیا
سلسلہ لیکن جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت بنص قطعی ثابت ہو چکی ہے لہذا اب اگر
کسی مدعی نبوت سے خوارق ظاہر ہون بھی تا ہم قابل التفات نہین ہونگے (۵) عدم امکان پر
دلیل ... کرنے کی ضرورت نہین ہم خود امکان کے قائل ہین کلام وقوع مین ہے کہ ... خلاف عادت

[illegible] الٰہیہ ہے۔ جو شخص سلیم العقل اخلاق و تعلیم میں کامل ہوگا وہ جھوٹا مدعی نبوت نہیں ہوسکتا اور جو جھوٹا مدعی نبوت ہوگا وہ سلیم العقل اور کامل الاخلاق والتعلیم نہیں ہوسکتا اور محض امکان عقلی اعتراض کے لیے کافی نہیں۔ جواب فروع (۱) عاجز کے نزدیک مدارس کا روپیہ وقف نہیں مگر اہل مدرسہ مثل عمال بیت المال معطین اور آخذین کی طرف سے وکلاء ہیں لہٰذا نہ اسمیں زکوٰۃ واجب ہوگی اور نہ معطین واپس لے سکتے ہیں (۲) عالمگیریہ کی روایت وان کان نصیبہا من دار المیت لایکفیہا فاخرجہا الورثۃ من نصیبہم انتقلت دال ہے کہ اگر عورت کا حصہ کافی نہیں ہے تو ورثہ اپنے حصہ سے خارج کرسکتے ہیں خواہ استطالت کرے یا نہ کرے اور اگر اُس کا حصہ کافی ہے تو اخراج نہیں کرسکتے فقط واللہ اعلم خلیل احمد عفی عنہ ۱۸ جمادی الاخرے ۱۳۲۵ھ

حضرت مخدومنا ادام اللہ ظلال فیوضہم علینا السلام علیکم ورحمۃ اللہ شفا نامہ مزیل مرض ہو لیکن اصل اساس شبہہ ہنوز قطع نہیں ہوا مقدمات خمسہ میں سے مقدمہ ثانیہ پر یہ شبہہ ہے کہ امتناع عادی کی کیا دلیل ہے صرف عدم صدورہ الی الآن تو دلیل ہو نہیں سکتی ورنہ بہت سے امور ممکنہ عادیہ ممتنع عادی ہو جاوینگے بلکہ کوئی دلیل اسپر قائم ہونا چاہیئے کہ ایسا کبھی نہ ہوگا کیونکہ عدم صدورہ الی الآن واحتمال الوقوع فیما یستقبل میں تنافی نہیں مثلاً قیامت اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے بعد کوئی نبی ان دونوں کا ابتک وقوع نہیں ہوا مگر اول ممکن عادی ہے و ابتک صدور نہیں ہوا اور ثانی ممتنع عادی ہے کیونکہ دلیل قائم ہے کہ ایسا کبھی نہ ہوگا تو صدور خارق عن المتنبی کے امتناع عادی پر کونسی دلیل قائم ہے! اور اُس کے صدور سے کونسا محذور عقلی لازم آتا ہے اصل مقصود سوال سے یہ تھا شاید اول تعبیر کافی نہیں ہوسکی مقدمہ ثالثہ اسی مقدمہ ثانیہ پر مبنی ہے مقدمہ رابعہ میں یہ سوال ہے کہ وہ امتیاز کیا ہے اُس کی تعیین ضروری ہے تاکہ ہر زمانہ میں اُس سے رفع اشتباہ اور اسکات مبطل ممکن ہو ورنہ مبطل کو گنجایش ہوگی کہ وہ اُن خواص کو خواص نہ مانے اور قوۃ ممیزہ کو اُن سے مفقود مانے مقدمہ خامسہ [illegible] سوال ہے کہ جس دلیل قطعی سے خاتمیت ثابت ہے اُس کا ثبوت خود فرع [illegible] اور [illegible] فرع ہے امتناع عادی مذکور کی اور وہ ہنوز محل کلام میں [illegible] کے معارضہ کو اب ممتنع عادی بھی نہ مانا جاوے تو ایک تجدید شبہہ [illegible]

کہ جس قوت سے اب غیر متنبی سے ان خوارق کا صدور ہو گیا ہے نعوذ باللہ ممکن ہے کہ یہی قوت
آپ مین بھی ہو پس خود آپ کی نبوت ہی کیونکر ثابت ہوگی اور ختم نبوت تو اس سے بھی متاخر ہے
جواب اول مبنی ہے امتناع عادی پر اور وہ ہنوز محتاج اثبات ہے جواب دوم مین اگر کوئی شخص
تواتر سے اس نقل کو ثابت کر دے تو کیا کہا جاویگا اور یقینی بعض واقعات تاریخیہ متواتر ہین
اور اگر خبر واحد بھی ہو تب بھی اُس کی تکذیب کے لیے اُس سے اقوی دلیل چاہیئے ورنہ اگر عقیدہ
نہین تو اقل درجہ احتمال تو آئے گا جواب سوم بھی مبنی ہے امتناع عادی پر جواب چہارم کی
اصل بھی مبنی ہے امتناع عادی پر اور بعد تنزل مبنی ہے مقدمہ خامسہ پر اور ائمین اوپر کلام ہو چکا
ہے جواب خامس بھی مبنی ہے امتناع عادی پر اور بعد ثابت ہو جانے امتناع عادی کے وہ امتناع
مخصوص ہو گا خوارق کے ساتھ اور جو امر قوت نفسانیہ سے کہ وہ بھی اسباب طبعیہ سے ہے صادر
ہو وہ خارق نہین ہوتا اسکا امتناع ثابت نہین ہو گا پس دراصل سوالات مین سوال ثالث بلا جواب
باقی ہے افیدونا رحمکم اللہ تعالے۔ (**معروضات متعلق مسائل وغیرہ**) (۱) عمال
بیت المال منصوب من السلطان ہین اور سلطان کی ولایت عامہ ہے اس لیے وہ سب کا وکیل
بن سکتا ہے اور مقیس مین ولایت عامہ نہین اسلیے آخذین کا وکیل کیسے بنے گا کیونکہ نہ توکیل
صریح ہے نہ دلالۃً ہے اور مقیس علیہ مین دلالۃً ہے کہ سب وہ اُس کے زیر طاعت ہین اور
واجب الاطاعۃ ہے (۲) مقصود معتدہ مطلقہ کا پوچھنا ہے جس کا سکنے زوج پر واجب ہے
اس لیے جواب کا انتظار ہے والسلام مکرر آنکہ تعلیم واخلاق کے متعلق یہ بات رہگئی ہے کہ یہ صحیح
ہے کہ وہ واقع مین سلیم العقل نہ ہو گا لیکن سلامت عقل کی جو ظاہری علامتین ہین کہ رائے
صحیح ہو اخلاق درست ہون اچھی باتون کی تعلیم کرتا ہو جیسے حکما ر اس شان کے گذرے ہین
ایسے شخص سے کسی وقت مین کسی غرض سے صدور دعوی کاذب کے امتناع کی کیا دلیل ہے
خواہ وہ دعوے عمداً ہو یا خطاً ہو کسی اشتباہ سے (جواب) سیدی ادام اللہ فیوضکم السلام علیکم و
رحمۃ اللہ تعالی وبرکاتہ (۱) مقدمات کے متعلق جو کچھ ارشاد ہوا ہے اُس کے جواب مین مختصر اسقدر
[illegible] اول امتناع عادی اسقدر بین اور بدیہی ہے کہ محتاج دلیل نہین [illegible] ابتداء حدوث
[illegible] سے ہر زمانہ مین بعثت انبیا علیہم السلام ہوتی رہی ہے اور انبیاء علیہم السلام

نبی تحدی سے ثابت کرتے رہے اور جم غفیر مخالفین اپنی پوری کوشش اور ہمت کے ساتھ اس کے
ابطال کے لیے مقابلہ پر تُلے رہے اور کوئی دقیقہ مخالفت کا اُٹھا نہیں رکھا ایسی حالت مین باوجود
اسقدر شدید دواعی کے بھی خوارق مبطل نبوت نبی یا مثبت نبوت متنبی ظاہر نہ کرسکے تو اس سے واضح
ہوا کہ عادۃ الٰہیہ اسیطرح جاری ہے جس کے خلاف کا وقوع ممتنع عادی ہے اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ امتناع
کا حکم محض بوجہ عدم صدور نہین کیا گیا جو امور غیر عادیہ امثال قیامت وغیرہ سے جن کا ابتک وجود
نہین ہوا محل اعتراض ہوسکے بالجملہ اس جگہ دو امر ہین ایک جب نبی اپنی نبوت کو کسی معجزہ سے ثابت
کرنا چاہے تو ظہور معجزہ کا اسوقت وجوب عادی ہے اور دوسرے اگر دوسرے متنبی یا مخالف نبوت اپنی
جھوٹی نبوت کے یا ابطال نبوۃ صادقہ کے لیے کوئی خارق جو معجزہ کے درجہ مین ہو ظاہر کرنا چاہے اُسکا
امتناع عادی ہے لیکن امر اول کا ظہور آفتاب سے زیادہ روشن ہے حالانکہ اسمین باوجود احتمالات کثیرہ
کثرت مخالفین اسکو مقتضی تھی کہ اسکا ثبوت مطلق نہوتا یا نہایت خفی ہوتا اور امر ثانی مین بوجہ کثرت
موافقین اور صرف ہمت زمانہ دراز تک بھی ناکامیاب رہنا اور ہزارہا سال مین ایک امر کا بھی یقینی
طور پر ثابت نہونا امر اول سے زیادہ روشن طور پر امتناع عادی کو ثابت کرتا ہے کہ جس کے ہوتے کسی
دلیل کی ضرورت نہین۔ اور اگر ایسے بین اور بدیہی امور مین احتمالات موہومہ کو قادح قرار دیا جاوے
تو کوئی قطعی سے قطعی امر بھی احتمالات سے پاک نہوگا اور مفید قطع نہوگا۔ اور ثانیاً ممکن ہے کہ اسپر
کوئی دلیل بھی قائم کی جاوے اُس کی تقریر یہ کہ حق تعالیٰ شانہ ہدایت خلق کے واسطے انبیاء علیہم السلام
کی معجزات کے ساتھ تائید و تصدیق فرماتے ہین اور اُن کے ہاتھ پر معجزات ظاہر فرماتے ہین اگر متنبی
مخالف نبی کے ادعا کے بعد اُن کے ہاتھ پر بھی ظاہر فرماوین تو سراسر تلبیس اور موجب سدباب
نبوت اور خلاف حکمت ہوگا مقدمہ رابعہ کے متعلق عرض ہے (۲) تقریر سابق سے امتیاز فیما بینہما ظاہر
ہے کہ جو خارق مرتبہ معجزہ مین ادعا نبوت کے ساتھ ہوگا وہ نبی مین ہی حسب عادۃ الٰہیہ ہوگا متنبی
مقابل نبی مین ہرگز نہوگا اور نیز جسطرح خلق معجزات علی ایدی الانبیاء عادت الٰہیہ ہے اسیطرح خلق
[illegible] بعد دعوی و رویت معجزات بتصدیقہ بھی عادت الٰہیہ ہے لہذا جو منکر ہوتا ہے وہ فی الواقع [illegible]
اشتباہ [illegible] نہین ہوتا بلکہ بتعنت منکر ہوتا ہے لہذا بروے عقل کسیکو گنجایش نہین کہ انکار کرے
مقدمہ خامسہ اسی مستحکم و مضبوط اصل پر متفرع تھا لہذا اسمین کوئی کلام نہین ہو [illegible]

سال کی عادت الٰہیہ کے تجربہ نے اور نیز آپ کے زمانہ ظہور معجزات نے آپ کی نبوت واضح طور پر ظاہر کردی تو بمقابلہ اُس کے محض احتمال امکان صدور ثبوت نبوت مین ہرگز مزاحم نہوگا اور بعد ازان خاتمیت کو بھی مانع نہوگا (۴) جواب دوم کے متعلق جب آجتک ہزارہا سال مین باوجود شدت تہالک صرف ہمم کوئی بھی نکرسکا تو اب محض احتمال موہوم اُس قطعیت کو صدمہ رسان نہوگا اور عرض کرچکا ہون کہ ایسے احتمالات کا باب کھولا جائیگا تو کوئی بھی دلیل قطعی مفید قطع نرہیگی اور بدیہیات اولیہ مشاہدات وغیرہ سے بھی امان مرتفع ہوجائیگا (۵) جواب ثالث خامس رابع کے متعلق جو کچھ عرض ہوچکا ہی میری ناقص رائے مین کافی ہے معہذا سوال ثالث مین جن خوارق کا ذکر ہے وہ معجزات کے مرتبہ مین نہونگے بلکہ بہت لوگ اُس کی لم سے واقف ہونگے دوسرے مقارن دعوے نبوت نہوگا لہذا محتمل نبوت صاحب خوارق نہوگا

فرعیات بندہ کے خیال مین سلطان مین دو وصف ہین ایک حکومت جس کا ثمرہ تنفیذ حدود و قضایا دوسرا انتظام حقوق عامہ امر اول مین کوئی اُس کا قائم مقام نہین ہوسکتا ہے امر ثانی مین اہل حل وعقد بوقت ضرورت قائم مقام ہوسکتے ہین وجہ یہ کہ اہل حل وعقد کی رائے ومشورہ کے ساتھ نصب سلطان وابستہ ہے جو باب انتظام سے ہے لہذا مالی انتظام مدارس جو برضا ملاک وطلبہ ابتغائے دین کے لیے کیا گیا ہی بالاولیٰ معتبر ہوگا ذرا غور فرمادین انتظام جمعہ کے لیے عامہ کا نصب امام معتبر ہونا ہی جزئیات مین اس کی نظیر شاید ہو سکے معتدہ طلاق کے لیے کوئی روایت نہین ملی معذور ہون مگر بحر الرائق مین ہے واخذ ابو حنیفۃ بتفسیر ابن عمر الاسبیجابی وذکر فی الجوہرۃ ان اصحابنا قالوا الصحیح تفسیرہا بالزنا کما فسرہ ابن مسعود اور یہی قول ابن عباس اور اکثر کا لکھا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ محض استطالت لسان سے اخراج نہین ہوگا ہان ابن عباس ایک روایت تفسیر کبیر مین ہے وعن ابن عباس الا ان یبذون فیحل اخراجہن لبذائہن وسوء خلقہن للازواج اخراجہن من بیوتہن مگر یہ روایت ضعیف ہے اور مذہب مین ماخوذ نہین صاحب تعلیم و اخلاق کامل واقعی مدعی نبوت نہین ہوگا نہ حقیقۃً چنانچہ ظاہر ہے اور نہ خطاءً وشتباہاً اسلیے کہ بوجہ تہذیب نفس اخلاق کاملہ جانب احتیاط بالضرور مرعی ہوگی اور صاحب تعلیم و اخلاق ناقص خود مردود ہوگا فقط

حررہ العبد خلیل احمد عفی عنہ ۵۔ رجب ۱۳۲۵ھ

جلد چوتھی تمام ہوئی

تنبیہ۔ اکثر وہ فتوے جنمین تاریخ نہین ہے ابتدائی زمانہ کے ہین ۱۳۰۲ سنہ

مختصر فہرست کتب موجودہ مطبع مجتبائی دھلی - بڑی فہرست

آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیے

تفسیر جلالین معہ کمالین محشی بحواشی جدیدہ و مفیدہ مجتبائی۔ یہ تفسیر اس مطبع مین جو پہلے چھپی تھی بہت جلد فروخت ہوگئی اب مکرر باضافہ حواشی جدیدہ و مفیدہ نہایت خوشخط پاکیزہ اور عمدہ کاغذ پر طبع کی گئی [illegible] جید ہے کہ حضرات معلم اور متعلم اسے پہلے سے بھی زائد وقعت کی نگاہ سے دیکھینگے [illegible]

تفسیر بیضاوی تا سورۂ بقر یعنی تا مقام درس محشی جلد دوم تا سورۂ کہف - جلد سوم تا ختم زیر طبع ہے

سبق الغایات - فی نسق الآیات عربی مجتبائی۔ از مولوی اشرف علی صاحب۔ قرآن مجید کی تمام [illegible] سورتوں کا باہمی ربط بہت [illegible] ہے حقانی ساتھ کافی و سلیس [illegible] تفسیر کبیر اور ابوالسعود و تفسیر خازن و در منثور وغیرہ ذہنی سے لکھا گیا ہے۔ تقریر ربط مین اکثر آیات کا ضروری حل بھی کیا گیا ہے۔ [illegible] سلام جو قرآن مجید کو غیر [illegible] اون کا جواب بھی [illegible] رسالہ کر دیا جاسکتا ہے۔ آخر مین ایک [illegible] امام سیوطی کا جس مین دریا [illegible] تفسیر کو کوزہ مین بند کیا ہے الحاق کیا گیا ہے

مشکوۃ شریف محشی مجتبائی

سنن ابو داود مطبع نے اس کی تصحیح مین بہت اہتمام کیا ہے۔ مولانا مولوی محمود حسن صاحب۔ مدرس اول مدرسہ اسلامیہ دیوبند نے متعدد نسخ مطبوعہ و قلمیہ سے اس کا مقابلہ کیا ہے اور جابجا ضروری حواشی مفیدہ بھی اضافہ کئے ہین بیاض مابین متن و حاشیہ پر مثل صحیح بخاری تمام نسخے اور اون کے متعلق عبارت درج ہین۔ حاشیہ بخط نسخ ہے۔ اس کتاب حدیث کی خدمت سب سے پہلے اس مطبع نے کی ہے۔ اور جو شکایت علماء و طلبار کو اس کتاب کے صحیح نہ ملنے کی تھی اوسکو دور کر دیا ہے

نافع المسلمین - مجتبائی

نسائی شریف مجتبائی رفع اغلاط تصحیح ضمائر و اعراب و حل لغات و مطالب مین زیادہ کوشش کی گئی ہے اور متن کا مقابلہ چند قلمی اور ایک خاص نسخہ قدیمہ صحیحہ سے (جو مولانا شاہ محمد اسحق صاحب محدث دہلوی اور دیگر محدثین کے نسخون سے مقابلہ ہو چکا تھا) کر لیا گیا ہے اور زہر الربی مصنفہ علامہ سیوطی اور سندی علامہ ابوالحسن حنفی سندی جو توضیح مطالب و تبیین معانی نفیسہ مین مشتمل ہین دونون شرحین بااستیعاب اوس کے تحت مین بخط نسخ صفحہ بصفحہ چڑھائی گئی ہین۔ اور بعض فوائد مولانا شیخ محمد محدث تھانوی اور دیگر حواشی مفیدہ قدیمہ و جدیدہ بخط نستعلیق حاشیہ پر لکھے گئے ہین غرضکہ کتاب تین شرحون کی حامل ہے اور اپنی تمام خوبیون اور خوشخطی وغیرہ کے لحاظ سے قابل قدر ہے

مظاہر حق ترجمہ اردو مشکوۃ شریف کا معہ فوائد و تصریح مطالب نواب قطب الدین خان مرحوم کا ہے نہایت صاف و صحیح حسب فرمائش اس مطبع کے مطبع اصح المطابع لکھنؤ مین چھپی ہے حدیثون پر اعراب ہین خط پاکیزہ ہے۔ اگرچہ یہ کتاب بارہا مختلف مطابع مین چھپی۔ مگر یہ سب سے بہتر ہے۔ اس کی تصدیق کتاب کے [illegible] ہوتی ہے

[illegible] شرح یعنی شرح **دیوان حافظ** مجتبائی بزبان فارسی مولفہ زبدۃ الواصلین عمدۃ العارفین مولوی محمد [illegible] بدر الدین صاحب آجتک اس قسم کی

جلدین اخیرین

مجموعہ فتاوائے امدادیہ

المشہور بہ

فتاوائی اشرفیہ

مجتبائی

از مولانا محمد اشرف علی تھانوی سلمہ الولی - یہ مجموعہ چار جلدوں پر ہے اس میں کل فتاوے ابتدا سے ۱۳۲۵ھ کے آخر تک کے بطور ابواب فقہیہ مرتب ہیں جو طلبا اور علما و مفتی و مستفتی سب کے لیئے ازبس مفید اور نافع ہیں کیونکہ اس میں بوجہ ضرورت زمانہ جدید مسائل کی تحقیق بیشتر ہے اور جزئیات پر زیادہ حاوی ہے۔ پہلی اور دوسری جلد کو ایک جگہ کرکے **جلدین اولین** کے نام سے منسوب کیا ہے۔

جن میں حسب تفصیل ذیل مضامین ہیں

جلد اول - طہارت - صلوۃ - تجوید و قرات - جنائز - زکوٰۃ و صدقہ و صوم - اعتکاف - حج ٭

جلد دوم - نکاح - رضاعت - طلاق - حضانت - نفقہ - حدود - ایمان - نذور - وقف - ذبائح و اضحیہ - حظر و اباحۃ

یہ دونوں جلدیں یکجائی طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں اور شائقین دست بدست لے رہے ہیں اب بقیہ دو جلدیں - جو **جلدین اخیرین** کے نام سے منسوب ہیں، شائع کی جاتی ہیں -

جن کے مضامین حسب تفصیل ذیل ہیں

جلد سوم - بیع - ربو - کفالت - حوالہ - ودیعت - عاریت - اجارہ - دعوی - قضا و شہادت - غصب - شفعہ - رہن - ہبہ - شرکت - قسمت - مزارعت - لقطہ - وصیت - فرائض - مسائل شتی - مسائل طاعون -

جلد چہارم - ما یتعلق بالتفسیر - ما یتعلق بالحدیث - سلوک - رویا - بدعات - تقلید - عقائد و کلام - مناظرہ فرق باطلہ - البحث علی فلسفۃ الجدیدۃ - رسالہ خطاب الندوہ معہ مکاتیب کالج علیگڈھ - بعض تحریرات مولانا خلیل احمد صاحب مناسبہ مقام ٭

اس مجموعہ کی خوبیاں شائقین مطالعہ سے معلوم کرینگے ٭

پہلی دو جلدوں کی قیمت ؏

دوسری دونوں جلدوں کی قیمت

محمد عبد الاحد عفی عنہ

پروپرائٹر مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱۱ء